تذکرہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

اور

ان کی سوانح حیات، علمی کمالات دینی خدمات کا تحقیقی جائزہ

مشہور عربی تصنیفات کا تعارف اور ان پر مختصر و جامع تبصرہ، نیز گوناگوں علوم میں ان کی تالیفات کی مختلف اور مکمل فہرست

از

مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی
فاضل دارالعلوم دیوبند، پی ایچ ڈی

ناشر
ڈاکٹر محمد عبد الرحمن غضنفر
الرحیم اکیڈمی

اے ۲/۵۰۷ پوسٹ آفس لیاقت آباد

تذکرہ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

از

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

فاضل دارالعلوم دیوبند، پی ایچ ڈی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمن غضنفر

مؤسس وصدر

الرحیم اکیڈمی

اے ۶/۸ عظیم نگر پوسٹ آفس لیاقت آباد

کراچی ۷۵۹۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتبارک اللہ احسن الخالقین والحمد للہ رب العلمین

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

(۸۴۹ - ۹۱۱ھ —— ۱۴۴۵ - ۱۵۰۵ء)

اور

ان کی سوانح حیات، علمی کمالات
دینی خدمات کا تحقیقی جائزہ،

مشہور عربی تصنیفات کا تعارف اور ان پر
مختصر و جامع تبصرہ، نیز گوناگوں علوم میں ان کی
تالیفات کی مختلف اور مکمل فہرستیں

از

مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر

مؤسس و مدیر

الرحیم اکیڈمی

اے ۱/۷، [illegible] ٹرسٹ آفس، لیاقت آباد

کراچی ۷۵۹۰۰

فہرست ابواب

عنوان	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ایک بین الاقوامی علمی شہرت کی مالک شخصیت کی دینی، فکری، علمی و تحقیقی خدمات کا تذکرہ ہے جس نے متداول و مشہور اسلامی علوم و فنون میں اپنی تالیفات کا نادر و بیش بہا ذخیرہ نسل علم کے لئے یادگار چھوڑا جو بایں ہمہ وسعت و ترقی علوم و فنون آج بھی ہر عالم و محقق کی رہنمائی کرتا ہے۔

یہ مبالغہ نہ ہوگا کہ نویں صدی ہجری کے بعد سات علوم ۱۔ تفسیر ۲۔ حدیث ۳۔ فقہ ۴۔ نحو ۵۔ معانی ۶۔ بیان ۷۔ بدیع جن میں سیوطی کو اجتہاد کا دعویٰ تھا، کی زبان میں ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی جس میں علامہ موصوف کی کسی کتاب کا حوالہ موجود نہ ہو۔ علامہ موصوف کی شخصیت اپنی علمی وسعت نظر، کثرت معلومات، کثرت تالیفات اور اختصار علم میں مثالی شخصیت کی حیثیت اختیار کر گئی تھی، چنانچہ مذکورہ بالا صفات کی جامع شخصیت کو آخری دور میں "سیوطی دوراں" کے لقب سے یاد کیا جانے لگا تھا۔ علامہ مغرب حافظ محمد بن عبد السلام الناصری المتوفی ۱۲۳۹ھ نے اپنے استاد صاحب تاج العروس حافظ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم الزبیدی المتوفی ۱۲۰۵ھ کو "رحلۃ الحجازیہ" میں "ھو سیوطی زمانہ" (وہ اپنے زمانہ کا سیوطی تھا) کے الفاظ سے یاد کیا ہے (۱)

علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی مفصل سوانح حیات "کتاب التحدث بنعمۃ اللہ" میں قلمبند کی تھی۔ جسے مستشرقہ مریم سارتین (E M, SARTAIN) نے "JALALUKKIN AL SYUTI-BIOGRAHY AND BACKGROUND" کے

---

(۱) عبد الحی الکتانی، فہرس الفہارس والاثبات ومعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات، تحقیق احسان عباس، ط ۲، بیروت، دار الغرب الاسلامی ۱۴۰۲ھ=۱۹۸۲ء، ج ۱، ص ۵۳۰۔

نام سے اپنی تحقیق کا موضوع بنایا اور اس پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ یہ کتاب ۱۹۷۵ء میں کیمبرج یونیورسٹی پریس سے دو جلدوں میں شائع کی گئی تھی۔ پہلی جلد "کتاب التحدث بنعمۃ اللہ" کے عربی متن پر اور دوسری جلد انگریزی میں موصوف کی تشریحی تحقیقات پر مشتمل ہے۔

موصوف کے دو نامور شاگرد شمس الدین محمد بن علی بن احمد الداودی المالکی المتوفی ۹۴۵ھ نے سیوطیؒ کے حالات میں ایک ضخیم کتاب لکھی تھی اس لئے الداودی نے سیوطیؒ کا تذکرہ طبقات المفسرین میں نہیں کیا۔ دوسرے شاگرد شیخ عبدالقادر بن احمد الشاذلی المالکی المتوفی ۹۳۵ھ نے "بہجۃ العابدین بترجمۃ جلال الدین" لکھا تھا۔ یہ دونوں تذکرے شائع نہیں ہوئے۔ ان کے علاوہ اس زمانے میں بھی موصوف کے حالات میں چھوٹی موٹی کتابیں جیسے عبدالوہاب حمودہ کی "صفحات من تاریخ مصر فی عصر السیوطی" مصر ۱۳۱۲ھ عربی میں شائع کی گئی ہیں۔ لیکن وہ تحقیقی اور جامع نہیں۔

علامہ سیوطیؒ نے اپنے اور اپنے آباؤ واجداد کے مختصر حالات "حسن المحاضرۃ" میں قلمبند کئے ہیں، یہی تذکرہ نگاروں کا بنیادی ماخذ ہیں۔ سیوطی کی تالیفات پڑھکر کسی نے تحقیقی کتاب مرتب کی ہو ایسی کتاب میرے علم میں نہیں، یہی وجہ ہے کہ علامہ موصوف کے حالات اختصار سے ملتے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی سب سے بڑی خوبی جو انہیں اپنے ہمعصروں میں ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی کتابوں سے عقیدتمند اور عقیدہ و مخالف، مصنف، مدرس، محقق اہل علم و ارباب قلم کو ان کی چھوٹی بڑی ہر کتاب

سے کم ونش اشتغال رہا ہے۔

علامہ سیوطیؒ کی زندگی میں ان کے بر ملا علمی دعووں اور نامور معاصرین کی شدید مخالفت کے باوجود نہ ان کے علمی مرتبہ اور شہرت میں کمی آئی' نہ ان کی تالیفات کی قبولیت میں کوئی فرق پڑا' بلکہ علمی معرکہ آرائی سے ان کی علمی وسعت نظر کا چرچا ہوا' ان کی تالیفات جیسے پہلے نقل کی جاتی' کرائی جاتی' پڑھی جاتی' پڑھائی جاتی اور دوسرے اسلامی ملکوں میں پہنچائی جاتی تھیں اس کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ ورق دو ورق کی کتاب بھی (جیسے ربیع النسرین فیمن عاش من الصحابة مائة وعشرين وغیرہ ہیں) اہل علم کے لئے حرز جاں بنتی رہی اور اب بھی وہ تحقیق کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں' ان کا پانچ سو سالہ جشن منایا جاتا ہے اور یوں ان کے علمی کارناموں پر انہیں خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے' اسلامی جامعات میں ان کے مختلف علمی کارناموں پر ڈاکٹریٹ کر لیا جاتا ہے' نامور محققین ان کی کتابوں پر تحقیق کرتے ہیں' یہ سب ان کی علم سے محبت و شغف' حسن نیت' خلوص وللہیت اور خلق خدا کو علوم نبوت سے بہرہ ور کرنے کی انتھک کوشش اور لگن کا صلہ ہے جو انہیں اس دنیا میں مل رہا ہے۔

یہ کہنا بجا ہے علامہ سیوطیؒ کو علمی استحضار' کثرت تالیفات و حسن قبول میں جیسی سرفرازی حاصل ہے ان کے ہمعصروں میں کسی کو نصیب نہیں۔

ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل عظيم.

اردو زبان میں ایسی جامع شخصیت پر تحقیقی انداز میں بہت کم لکھا گیا ہے' یہی وجہ ہے کہ جلال الدین سیوطیؒ پر اردو میں کوئی مختصر و جامع تذکرہ موجود نہیں

"میں نے موصوف کی علمی زندگی اور تحقیقی خدمات پر تحقیقی مقالات لکھے تھے جو آج سے چوالیس برس پہلے ہندوستان کے مشہور مؤقر علمی رسالہ "معارف" اعظم گڈھ' شمارہ ۲-۱ جلد ۹۵' فروری-جون ۱۹۶۵ء اور شاہ ولی اللہ اکیڈمی کے ماہنامہ "الرحیم" شمارہ نمبر ۹-۱۰ جلد ۲' رمضان' شوال ۱۳۸۴ھ' شمارہ ۱۰' جلد ۳- محرم ۱۳۸۵ھ میں شائع کئے گئے اور پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے گئے تھے' بعض علمی شخصیات نے میرے چھوٹے بھائی ڈاکٹر محمد عبدالرحمٰن غضنفر صاحب (اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے اور انھیں ظاہری و باطنی کمالات سے سرفراز کرے) کو اس کی اشاعت پر توجہ دلائی وہ اسے شائع کرنے لگے' میں نے عرض کیا کہ اس حالت میں اسے شائع کرنا مناسب نہیں' مجھے اس پر نظر ثانی کرنے کی مہلت دیجئے' وہ آمادہ ہو گئے' چھٹیوں میں ان مقالات کو لیکر جامعہ بایرو کانو (BAYERO UNIVERSITY KANO) نائیجیریا آگیا' اپنی مصروفیات کی وجہ سے فوری طور پر نظر ثانی نہ کرسکا مگر انکا تقاضا ہوتا رہا آخر وقت نکال کر دیکھنا شروع کیا اور مراجع سے مراجعت کی تو یوں سمجھئے کہ علامہ موصوف کو پھر سے پڑھا اور لکھا' کہیں ترمیم کہیں اضافہ کیا' خاص طور پر ان کی مشہور تصانیف کا تعارف کرایا ان پر تبصرے لکھے' ان کی تالیفات کی موضوعی اور ابوابی فہرستیں بڑھائیں اور اسی طرح کئی ابواب کا اضافہ ہوا' اس لئے کہ ان کی شہرت کی بنیادی وجہ ان کی تالیفات کی جامعیت' قبولیت و شہرت ہے' یہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا روحانی فیض ہے کہ مختلف مصروفیات کے باوجود گاہ بگاہ یہ کام بھی ہوتا رہا اور کسی نہ کسی طرح بحمد اللہ اس میں گوناگوں معلومات کا اضافہ ہوتا گیا۔

عصر حاضر کے محققین نے ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر لکھا' ضرورت اس امر کی تھی کہ ان کے مختصر حالات تحقیقی انداز میں قلمبند کیے جاتے' ان کے علمی کارناموں کا فی الجملہ تعارف کرایا جاتا' ان کی تصانیف پر قدرے روشنی ڈالی جاتی' تاکہ اہل علم اور عام پڑھے لکھے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے' مجھے امید ہے کہ اردو ادب میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی زندگی کے حالات اور ان کے دینی و علمی کارناموں کے سلسلہ میں یہ کوشش ان شاء اللہ مفید ثابت ہوگی۔

اس کتاب میں جو خامیاں رہ گئی ہیں ان کا واحد سبب میری کوتاہیاں ہیں اور جو خوبیاں پائی جاتی ہیں وہ علامہ سیوطیؒ کی حسنات کا فیضان ہیں' اپنی کوتاہی اور مصروفیات کے باوجود یہ کتاب سات جو اب میں مکمل ہوئی' اس کی تکمیل و اشاعت میں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال رہا ہے ورنہ میں کیا ہوں' مجھ سے کیا ہو سکتا ہے۔ اس دور کے ثقافتی اور سیاسی حالات اور علامہ موصوف کے اساتذہ اور تلامذہ کے تذکرہ کی کمی کو ان شاء اللہ دوسرے ایڈیشن میں پورا کیا جائے گا۔

میں اس کتاب کو جے پور (راجستھان ہندوستان) کے خادم قرآن و خوشنویس میرے تایا ابو عبدالکریم صاحب سوداگر المتوفی ۱۱ شعبان ۱۳۸۲ھ ۷ جولائی ۱۹۶۲ء کے نام معنون کرتا ہوں' جن کی زبان تلاوت قرآن سے تر رہتی تھی۔

رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ (الاحقاف)

اے میرے پروردگار مجھے اس بات پر ہمیشہ قائم رکھ کہ تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتا رہوں، جو تو نے مجھ کو اور میرے والدین کو عطا کی اور ایسے نیک کام کرتا رہوں کہ تو خوش ہو، اور میری اولاد میں بھی میرے لئے صالحیت پیدا کر، میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔

فالحمد للہ اولا وآخرا وبہ تتم الصالحات

محمد مسعود عالم چشتی
خادم تخصص فی علم الحدیث النبوی الشریف
جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
C-23 جامعہ نگر۔ جامعہ کراچی
۱۹ رجب ۱۴۲۰ھ ۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۹ء

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

باب اول

حسب و نسب، تعلیم و تربیت

متاخرین علمائے اسلام میں علامہ سیوطیؒ کو اپنی علمی خدمات کی بناء پر جو شہرت اور قبولیت حاصل رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ وہ نہایت باکمال انسان تھے جن سے بہت فطرت کی طرف سے ان کی ذات میں بہت سی خصوصیات اور خوبیاں ودیعت کی گئی تھیں درس و تدریس، تصنیف و تالیف، افتاء و قضاء، رشد و ہدایت، تقوی و طہارت میں انہیں کمال حاصل تھا۔ علامہ موصوف نامور مصنف، بلند پایہ مفسر، محدث، فقیہ، ادیب، شاعر، مورخ اور لغوی ہی نہ تھے بلکہ اس عصر کے مجدد بھی تھے۔ علامہ موصوف کے دو نامور شاگرد شیخ عبدالقادر بن محمد شاذلی مصری المتوفی ۹۳۵ھ اور شیخ محمد بن علی داودی مصری المتوفی ۹۴۵ھ نے ان کی مستقل سوانح عمریاں لکھی تھیں، جو زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئیں۔ بعد کے تذکرہ نگاروں نے ان کے حالات سے پورا اعتناء نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ تذکرہ کی کتابوں میں ان کے حالات نہایت اختصار سے ملتے ہیں۔ ہم نے اس مقالہ میں نہایت تفحص و تلاش کے بعد جو حالات و واقعات جمع کیے ہیں وہ ہدیہ ناظرین ہیں۔

سابق الدین بن فخر الدین بن عثمان بن ناظر الدین محمد بن سیف الدین خضر بن نجم الدین ابی الصلاح ایوب بن ناصر الدین محمد بن ہمام (۱) الخضیری (۲) الاسیوطی الشافعی (۳)

(بقیہ گزشتہ صفحہ) طبع بولاق مصر ۱۲۹۹ھ ص ۳۵۶، ۳۵۷ (۳) بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ ص ۲۰۶ (۴) حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ طبع مصر ۱۲۹۹ھ ج ۱ ص ۱۵۳، ۱۵۴ (۵) نظم العقیان فی اعیان الاعیان، تحقیق نیویارک طبع ۱۹۲۷ء ص ۹۵، ۹۶ (۶) شذرات الذہب ج ۸ ص ۲۸۳، ۲۸۵

(حاشیہ صفحہ ہذا) (۱) شیخ ہمام الدین کا شمار وقت کے مشہور صوفیہ میں تھا علامہ سیوطیؒ کا بیان ہے

ان جدہ الاعلیٰ ہمام الدین فکان من اہل الحقیقۃ ومن مشایخ الطریق و سیاتی ذکرہ فی قسم الصوفیۃ

میرے جد اعلیٰ ہمام الدین کا شمار مشائخ طریقت اور اہل حقیقت میں تھا ان کا تذکرہ صوفیہ کے باب میں آئے گا۔

لیکن حسن المحاضرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "ذکر من کان بمصر من الصلحاء والزہاد والصوفیۃ" میں علامہ سیوطیؒ سے ان کا تذکرہ رہ گیا ہے۔ ان کے علاوہ خاندان کے دوسرے افراد حکومت کے بڑے بڑے منصب پر ممتاز ہوئے اور بعض نے تجارت بھی کی گویا اس خاندان میں درویشی، امارت، تجارت اور علم سب جمع تھے۔

(۲) خضیریہ بغداد میں ایک محلہ کا نام ہے خضیری اسی طرف نسبت ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ خاندان بغداد سے آکر مصر میں آباد ہوا تھا، علامہ سیوطیؒ نے حسن المحاضرہ میں صراحت لکھی ہے کہ ان کے جد اعلیٰ عجمی تھے، مورخ سخاویؒ اور عیدروسیؒ نے علامہ سیوطیؒ کے والد کو بھی ترکی کہہ کر بتایا ہے جس سے ان کے عجمی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ (جاری ہے)

ولادت و تعلیم و تربیت

علامہ سیوطی یکم رجب مطابق ۳ اکتوبر ۸۴۹ھ مطابق ۱۴۴۵ء میں قاہرہ میں پیدا ہوئے، ناز و نعمت میں پلے بڑھے، ان کے والد خلیفہ وقت کے امام

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) (۳) سیوط اور اسیوط مصر میں نیل کے غربی جانب ایک نہایت قدیم بارونق اور زرخیز شہر ہے، سید مرتضیٰ بلگرامی کا بیان ہے۔

قلت: إن المشهور على الألسنة العامة من أهلها سيوط كصبور — و على الألسنة الخاصة أسيوط بالفتح و على الأخير اقتصر ياقوت في معجمه — قلت وقد دخلتها و شاهدت من عجائبها و هي في سفح الجبل الغربي المشتمل على أسرار و غرائب ألف فيها الكتب ولهذه المدينة تاريخ حافل في مجلدين ألفه الحافظ جلال الدين عبد الرحمن خاتمة المتأخرين في سائر الفنون (تاج العروس مادة س و ط)

میں کہتا ہوں: عوام اہل سیوط کی زبان پر سیوط، بروزن صبور مشہور ہے اور خواص کی زبان پر اسیوط بالفتح ہے، یاقوت نے معجم البلدان میں موخر الذکر بیان پر اکتفا کیا ہے، میں بھی دو مرتبہ گیا ہوں اور میں نے عجیب و غریب امور کا مشاہدہ کیا ہے، یہ مغربی جانب دامن کوہ میں واقع ہے یہاں عجائب و غرائب دیکھنے میں آتے ہیں اس کے حالات میں کئی کتابیں لکھی گئی ہیں، خاتمۃ المتاخرین فی سائر الفنون حافظ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی نے اس شہر کی دو جلدوں میں نہایت جامع تاریخ لکھی ہے۔

سید مرتضیٰ بلگرامی ثم الزبیدی نے اس کتاب کا نام نہیں لکھا علامہ سیوطی نے خاص اسیوط کے حالات میں جو کتاب لکھی ہے اس کا نام مضبوط فی اخبار اسیوط ہے

(کتاب المحدث عبداللہ ص ۱۲-۱۹)

سطوت تھے' اس لئے ان کا نشوونما قصر شاہی میں ہوا تھا۔

علامہ سیوطی کا بیان ہے:

اما نحن فلم تنشاء الا فی بیته و فضله (۱)

ہم قصر شاہی میں شاہ وقت کے سایہ شفقت میں پلے بڑھے۔

ابھی وہ پانچ برس کے تھے اور قرآن مجید سورہ تحریم تک پڑھا تھا کہ پدر بزرگوار شیخ کمال الدین کا انتقال ہو گیا شیخ موصوف کو فرزند ارجمند کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال تھا اس لئے انہوں نے انتقال سے پیشتر اپنے دیرینہ دوست شیخ شہاب الدین بن الطباخ اور محقق ابن ہمام کو ان کی تعلیم و تربیت اور نگرانی کی وصیت کی تھی چنانچہ خورد و نوش کی کفالت اور نگرانی کا کام شیخ ابن الطباخ نے انجام دیا اور محقق ابن ہمام نے کم و بیش چھ برس تک ان کی تعلیم و تربیت کی جانب خاص توجہ کی' ان کو جامع شیخونیہ میں داخل کر لیا (۲) جہاں کے اساتذہ نے ان کو محنت و محبت سے پڑھایا۔

---

(۱) ملاحظہ ہو تاریخ الخلفاء طبع قاہرہ ۱۳۵۱ھ ص ۵۱۲

(۲) محقق ابن ہمام کو شیخ ابو بکر کمال الدین سے قدیم تعلقات تھے بناء بر ان کے فرزند علامہ سیوطی سے بڑی محبت تھی وہ ان کو پیار کرتے تھے اور شفقت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے۔حافظ سید انور شاہ کشمیری المتوفی ۱۳۵۲ھ فیض الباری ج ۲ ص ۳۳۴ میں فرماتے ہیں۔

کان الشیخ کمال الدین ابو السیوطی اوصی الشیخ ابن الهمام ان ینظر فی امر ابنه و یتعاهده بعده فکان السیوطی فی حجره و کان الشیخ یمسح رأسه

علامہ سیوطیؒ کے والد ماجد شیخ کمال الدین نے شیخ ابن ہمام کو اس کی وصیت کی تھی کہ وہ ان کے بعد سیوطی کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتے رہیں گے اس لئے علامہ سیوطی کی (جاری ہے)

علامہ سیوطیؒ کا حافظہ نہایت قوی تھا' انہوں نے آٹھ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا' پھر العمدہ' المنہاج' اور الفیہ ابن مالک وغیرہ کو یاد کیا' اور وقت کے نامور فرضی (ماہر علم میراث) شیخ شہاب الدین شار مساحی المتوفی ۸۶۵ھ سے علم فرائض کی تحصیل کی شیخ علم الدین بلقینی المتوفی ۸۶۸ھ سے فقہ پڑھی' علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

لازمته فی الفقه الی ان مات (۱)

موصوف کی وفات تک فقہ میں ان سے استفادہ کرتا رہا

شیخ شرف الدین یحییٰ مناوی المتوفی ۸۷۱ھ سے منہاج کا کچھ حصہ پڑھا اور شرح البہجہ کے چند سبق کا سماع کیا' تفسیر بیضاوی بھی ان ہی سے پڑھی' شیخ تقی الدین ابو العباس احمد شمنی المتوفی ۸۷۲ھ سے حدیث اور عربیت کی تعلیم پائی' چنانچہ ان کا بیان ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) (علمی) تربیت ابن ہمام کی آغوش میں ہوئی وہ پیار سے ان کے سر پر ہاتھ بھی پھیرتے تھے۔

علامہ سیوطیؒ کو بھی شیخ موصوف سے خاص تعلق تھا بغیۃ الوعاۃ (طبع مصر ۱۳۲۶ھ ص ۱۷۰) میں ان کے وصی ہونے کا خاص طور پر تذکرہ کیا ہے' ان کے الفاظ ہیں۔

کان احد الاوصیاء علی' موصوف میرے نگرانوں میں سے تھے

(حاشیہ صفحہ ہذا) (۱) حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۸۹

سمعت علیه قطعة کبیرة من المطول ومن التوضیح لابن هشام قراءة تحقیق و سمعت وقرأت علیه فی الحدیث عدة اجزاء (۱)

میں نے مطول کے بڑے حصہ کا ان سے سماع کیا اور ابن ہشام کی توضیح کی تحقیق سے پڑھی اور حدیث میں متعدد اجزاء کا ان سے سماع کیا۔ ف

شیخ محی الدین محمد بن سلیمان کافیجی المتوفی ۸۷۹ھ سے معانی، بیان، اصول و تفسیر کی تکمیل کی اور شیخ عبد القادر بن ابی القاسم انصاری مالکی المتوفی ۸۸۰ھ سے حدیث پڑھی۔ علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

قرأت علیه جزء الامالی لابن عفان (۲)

میں نے موصوف سے امالی حافظ ابن عفان (المتوفی ۸۲۰ھ) کے چند اجزاء پڑھے

محقق دیار مصر شیخ سیف الدین محمد بختری المتوفی ۸۸۱ھ سے کشاف، توضیح، تلخیص، المفتاح اور رسالہ عضدیہ وغیرہ پڑھا ہے، جن نامور محدثین سے موصوف کو روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے ان کی تعداد ڈیڑھ سو سے کم نہیں جن میں شیخ صلاح الدین محمد بن عمر والمتوفی ۸۱۷ھ کے آخری شاگرد شیخ ابن مقبل حلبی المتوفی ۸۷۰ھ جیسے نامور مسند وقت بھی ہیں، چنانچہ علامہ سیوطی نے تدریب الراوی میں سند عالی پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس دور میں ایسی عالی سندیں جن میں رسول اللہ ﷺ تک دس واسطے ہوں بہت ہی کم پائی جاتی ہیں، اور بطور مثال جو روایت نقل کی ہے وہ شیخ محمد بن مقبل کی سند سے کی ہے جس کے

---

(۱) ملاحظہ ہو بغیۃ الوعاۃ ص ۱۲۳

(۲) ایضاً کتاب مذکور ص ۳۱۰

الفاظ یہ ہیں۔

لم یقع لنا بذالک الا احادیث قلیلۃ جداً فی معجم الطبرانی الصغیر
اخبرنی مسند الدنیا ابو عبداللہ محمد بن مقبل الحلبی اجازۃ مکاتبۃ
منہا فی رجب سنۃ ثما نمائۃ و تسعۃ و ستین عن محمد بن ابراہیم ابن
ابی عمر المقدسی وھو آخر من حدث عنہ بالاجازۃ الخ (۱)

(اس قسم کی چند) عالی اسناد حدیثیں ہمیں صرف معجم صغیر طبرانی میں ملی ہیں جن

---

(۱) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی مطبع خیریہ مصر ۱۳۰۷ھ ص ۱۹۳ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ علامہ سیوطی ان خوش نصیب محدثین میں سے ہیں جن کو برہان الدین حلبی کی حسب خواہش شیخ صلاح الدین بن ابی عمر نے ایسے وقت میں روایت حدیث کی اجازت دی تھی جب یہ کل سال بھر کے تھے کیونکہ ان کا سال ولادت ۸۴۹ھ ہے اور محدث صلاح بن ابی عمرو کا سال وفات ۷۸۰ھ ہے۔ مورخ محمد بن عبدالرحمن سخاوی المتوفی ۹۰۲ھ الضوء اللامع ج ۱۰ ص ۳۵ میں رقم طراز ہیں۔

باجازۃ فی استدعاء البرہان الحلبی ستۃ و ثمانون نفسا منہم صلاح بن ابی عمرو

موصوف کو برہان الدین حلبی کی استدعا پر چھیاسی مسندین سے اجازت ملی تھی جن میں سے صلاح بن ابی عمر بھی تھے۔

علامہ سیوطیؒ نے شیخ محمد بن مقبل حلبی کی سند سے ایک روایت بغیۃ الوعاۃ ص ۱۷۲ میں بھی نقل کی ہے ان کے حالات ملاحظہ ہوں الضوء اللامع ج ۱۲ ص ۵۳ - فہرس الفہارس والاثبات طبع فاس ۱۳۴۷ھ ج ۲ ص ۳۱۴ - نیز فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ از رقم الحروف طبع کراچی ۱۹۶۴ء ص ۲۷۶ ، ۲۷۸ ۔

کو بھی مسند دیا ابو عبداللہ محمد ابن مقبل حلبی کی سند سے جو مجھ کو موصوف
نے ۷۶۹ھ میں مکاتبۃ (تحریری) دی تھی روایت کرتا ہوں شیخ محمد حلبی
شیخ محمد بن ابراہیم بن ابی عمر مقدسی سے اجازۃ آخری راوی ہیں۔

طبقات شیوخ

علامہ سیوطیؒ کو جن شیوخ حدیث سے روایت حدیث کی اجازت حاصل تھی وہ ان کے تلمیذ شیخ عبدالوہاب شعرانی کے بیان کے مطابق حسب ذیل چار طبقوں میں منقسم ہیں۔

پہلا طبقہ وہ ہے جو فخر الدین ابوالحسن بن علی مقدسی المعروف بابن البخاری المتوفی ۶۹۰ھ حافظ شرف الدین عبدالمؤمن بن خلف دمیاطی المتوفی ۷۰۵ھ امام محمدست الوزراء المعروف بوزیرہ المتوفی ۷۱۶ھ شہاب الدین احمد بن ابی طالب المعروف حجار المتوفی ۷۳۰ھ جو مسند شام شیخ سلیمان بن حمزہ مقدسی المتوفی ۷۱۵ھ اور زین الدین ابو نصر ابراہیم بن عبدالرحمن المعروف بابن الشیرازی المتوفی ۷۲۳ھ جیسے بلند پایہ محدثین کے شاگردوں پر مشتمل ہے جن سے موصوف کو روایت حدیث کی سعادت حاصل ہے۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جو سراج الدین بلقینی المتوفی ۸۰۵ھ اور حافظ ابو الفضل عراقی جیسے حفاظ و محدثین سے روایت کرتا ہے اور ان سے علامہ سیوطیؒ کو حدیث روایت کرنے کا فخر حاصل ہے علو اسناد میں یہ طبقہ پہلے طبقہ سے فروتر ہے۔

تیسرا طبقہ شرف الدین ابو طاہر محمد بن عز الدین المعروف بابن الکویک المتوفی ۸۲۱ھ وغیرہ کے تلامذہ پر مشتمل ہے یہ طبقہ مرتبہ میں دوسرے طبقہ سے کمتر ہے۔

چوتھا طبقہ وہ ہے جو شیخ ابو زرعہ ابن زین الدین عراقی اور ابن الجزری جیسے حفاظ و محدثین سے روایت کرتا ہے ان کی تعداد زیادہ ہے لیکن ان کی سند سے

سیوطی نے صرف اسماء یا تخریج و تالیف میں کوئی روایت نہیں کی ہے۔(۱)

علامہ سیوطی کے زمانہ تک مسلم خواتین میں علوم اسلامیہ کا چرچا تھا۔ اس دور کی جن باکمال محدثہ خواتین سے علامہ سیوطی کو روایت و سماع حدیث کا شرف حاصل ہے ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) خدیجہ بنت عبد الرحمن بن علی عقیلی (وفات ۸۷۳ھ) (۲)

(۲) سارہ بنت جار اللہ بن صالح طبری (وفات ۸۷۳ھ) (۳)

(۳) صفیہ بنت یاقوت مکیہ (وفات ۸۷۳ھ) (۴)

(۴) رقیہ بنت عبد القوی بن محمد جائی (وفات ۸۷۳ھ) (۵)

(۵) ام حبیبہ زینب بنت احمد بن محمد بن موسیٰ سوکی (وفات ۸۷۶ھ) (۶)

(۶) کمالیہ بنت احمد بن ناصر مکی (وفات بعد ۸۹۶ھ) علامہ سیوطی نے ان کی (۷) سند سے ایک روایت بقیۃ الوعاۃ کے باب المتفق من احادیث الصحیحین میں نقل کی ہے۔

(۷) ام الفضل ہاجر بنت الشرف مقدسی (۸) (وفات ۸۷۴ھ) علامہ سیوطیؒ نے ۸۶۳ھ میں ان سے حدیث کا سماع کیا ان کی سند سے تدریب الراوی طبع مصر

---

(۱) ملاحظہ ہو فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۱۰۱۳

(۲) موصوفہ کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو الضوء اللامع ج ۱۲ ص ۲۸ کتاب المحدثات حصہ اول ص ۳۰۴۔۳۰۷

(۳) ایضاً کتاب مذکور ج ۱۲ ص ۴

(۴) ایضاً ج ۱۲ ص ۱۷۵

(۵) ایضاً ج ۱۲ ص ۳۴

(۶) ایضاً ج ۱۲ ص ۳۰

(۷) ایضاً ج ۱۲ ص ۱۱۹

(۸) موصوفہ کے حالات کیلئے ملاحظہ ہو الضوء اللامع ج ۱۲ ص ۱۳۲

میں ۷۸ اور بغیۃ الوعاۃ باب المستفی من احادیث النحاۃ میں کئی حدیثیں نقل کی ہیں۔

(۸) خدیجہ بنت علی ابن الملقن (وفات ۸۷۳ھ)(۱) بغیۃ الوعاۃ کے باب المستفی میں کئی روایتیں ان کی سند سے بھی منقول ہیں۔

(۹) صالحہ بنت علی ابن الملقن (وفات ۸۷۰ھ)(۲)

(۱۰) سارہ بنت محمد بالسی (وفات ۸۶۹ھ)(۳)

(۱۱) ام ہانی بنت ابی الحسن ہوریٰ (وفات ۸۷۱ھ)(۴) بغیۃ الوعاۃ کے باب المستفی میں ان کی سند سے متعدد روایتیں مذکور ہیں۔

(۱۲) نشوان بنت محمد بن مرجانی (وفات ۸۸۲ھ)(۵)

مذکورہ بالا محدثات کے علاوہ چند اور محدثہ عصر سے بھی علامہ سیوطی نے باب المستفی من احادیث النحاۃ میں کئی روایتیں نقل کی ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) نشوان بنت عبداللہ عسقلانی (وفات ۸۸۰ھ)(۶)

(۲) امۃ الخالق بنت عبداللطیف عقبی قاہری (۷)

(۳) امۃ العزیز بنت محمد انبابی (۸)

(۴) فاطمہ بنت علی البالسی (وفات ۸۶۹ھ)(۹)

---

(۱) ایضاً ص ۲۵
(۲) ایضاً ص ۷۰
(۳) ایضاً ص ۳۷
(۴) ایضاً ص ۱۸
(۵) ایضاً ص ۱۲۱
(۶) ایضاً ص ۱۳۰
(۷) ایضاً ص ۹
(۸) ایضاً ص ۱۰
(۹) ایضاً ص ۹۲

علامہ سیوطی کو جن بہت سے شیوخ سے روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے ان کو موصوف نے معجم الشیوخ میں نام بنام گنایا ہے۔ اور لکھا ہے

ولم اکثر من سماع الروایۃ لا شتغالی بما ھو اھم وھو قرأۃ الدرایۃ

میں نے حدیث کا زیادہ سماع اس لئے نہیں کیا کہ میں حدیث کو سمجھ کر پڑھنے میں مصروف تھا جو اس سے زیادہ اہم کام تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ سے تلمذ کی نوعیت

حافظ ابن حجر عسقلانی سے علامہ سیوطی کا تلمذ علماء کا خاص موضوع بحث رہا ہے کیونکہ شیخ ابن حجر عسقلانی کا انتقال ۸۵۲ھ میں ہوا تھا اور علامہ سیوطی کی ولادت ۸۴۹ھ میں ہوئی تھی (جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے) اس حساب سے حافظ ابن حجر عسقلانی کی وفات کے وقت ان کی عمر تین سال کی قرار پاتی ہے۔ اس عمر میں کوئی کیا پڑھ سکتا ہے۔ اس بناء پر حافظ ابن حجر سے ان کے تلمذ میں علماء کا اختلاف ہے۔ اس اخیر دور میں نواب صدیق حسن قنوجی اور مولانا عبدالحی فرنگی محلی میں اس موضوع پر بڑی بحث رہی ہے۔ اول الذکر تلمذ کے قائل اور موخر الذکر اس کے منکر تھے۔(۱)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ سے ان کے تلمذ کے بارے میں کلام کی گنجائش

---

(۱) ملاحظہ ہو تذکرۃ الراشد بردّ تبصرۃ الناقد مولانا عبدالحی فرنگی محلی۔ مطبع انوار محمدی لکھنؤ ۱۳۰۱ھ ص ۳۰۳۔

ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی مجلس درس میں ان کی حاضری محقق و ثابت ہے مؤرخ نجم الدین غزی فرماتے ہیں۔

"ایک مرتبہ شیخ کمال الدینؒ اپنے فرزند جلال الدینؒ کو شیخ ابن حجرؒ کی مجلس درس میں لے گئے، یہ بڑی بابرکت، پرکیف اور بارونق مجلس تھی اس لئے اس کا نقشہ علامہ سیوطیؒ کے ذہن میں مرتسم ہو گیا، اور جب کبھی علامہ موصوف کو وہ مجلس یاد آتی تو یہی خیال ہوتا کہ ہو نہ ہو یہ ابن حجر عسقلانیؒ کی مجلس درس کا واقعہ ہو گا چنانچہ ایک مرتبہ انہوں نے اس واقعہ کا ذکر اپنے والد کے ایک شاگرد شیخ شمس الدین محمد سخاویؒ المتوفی ۹۰۲ھ سے کیا، شیخ سخاویؒ اس وقت علامہ سیوطیؒ کو سواری میں اپنے آگے بٹھائے ہوئے تھے، انہوں نے سن کر کہا یہ لمحہ ابن حجر عسقلانیؒ کی مجلس درس کا ہے" (۱)

مذکورہ بالا واقعہ ابن حجر عسقلانی کی مجلس درس میں شرکت کی نہایت واضح دلیل ہے مگر اس قسم کی شرکت محدثین کے یہاں چنداں قابل اعتبار نہیں، غالباً اس وجہ سے علامہ سیوطی نے اجازت عامہ کے اعتبار سے جو اکثر عصر کے ساتھ خاص ہوتی ہے خود کو ابن حجر عسقلانی کے زمرہ تلامذہ میں شمار کیا ہے (۲) نیز

---

(۱) ملاحظہ ہو الکواکب السائرہ وشذرات ج ۱ ص ۲۷

(۲) اس عمومی اجازت کے تحت علامہ سیوطی نے شیخ بدرالدین عینی المتوفی ۸۵۵ھ سے بھی بغیۃ الوعاۃ کے باب المتفق من اسماء من المحدثین بلاواسطہ روایت نقل کی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سیوطیؒ ان کے بلاواسطہ شاگرد تھے چنانچہ فرماتے ہیں۔ انبانی العلامۃ بدر الدین محمود بن احمد العینی فی عمومہ اجازتہ الخ۔

ان کے والد شیخ کمال الدین کی اپنے استاد حافظ ابن حجر کے یہاں آمد و رفت بھی تھی اس لئے خصوصی اجازت کا بھی احتمال ہے۔ موصوف ذیل طبقات الحفاظ میں رقم طراز ہیں۔

ولی منہ اجازۃ عامۃ ولا استبعد ان یکون منہ اجازۃ خاصۃ فان والدی کان یتردد الیہ (۱)

اور مجھے بھی ان سے اجازت عامہ کے تحت روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے۔ اور میں بعید نہیں سمجھتا جو اجازت خصوصی ہو کیونکہ میرے والد ماجد ان کے یہاں آمدورفت تھی (انھوں نے خصوصی اجازت روایت لی ہو)

اجازت عامہ کی حیثیت

حافظ ابن حجر عسقلانی اپنے وقت کے جلیل القدر مستند اور نامور حافظ حدیث تھے اس لئے ان سے اجازت عامہ بھی باعث فخر اور موجب برکت ہے ورنہ اجازت عامہ محدثین کے یہاں زیادہ اہمیت نہیں رکھتی علامہ سیوطی نظم العقیان فی اعیان الاعیان میں شیخ شارمساحی المتوفی ۸۶۹ھ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں

والاجازۃ العامۃ لا یعمل بہا الیوم (۲)

اس زمانہ میں اجازت عامہ قابل عمل نہیں

---

(۱) ملاحظہ ہو ذیل طبقات الحفاظ للذہبی از علامہ سیوطی طبع دمشق ص ۳۸۱ ج ۳

(۲) ملاحظہ ہو نظم العقیان ص ۴۴

علامہ موصوف نے اپنی تالیفات میں ابن حجر عسقلانی کی سند سے بلا واسطہ صرف دو روایتیں نقل کی ہیں ایک مسلسل بالنحاۃ ہے اور دوسری ابن ہشام کی مشہور تالیف مغنی اللبیب کے سلسلہ میں ہے جیسا کہ زاد المسیر فی فہرس الصغیر میں مذکور ہے۔(۱)

علامہ سیوطی کا حسن المحاضرہ میں اپنے شیوخ کے تذکرہ میں حافظ ابن حجر کا ذکر نہ کرنا اور نظم العقیان میں ان کا مبسوط تذکرہ کرنے کے باوجود ان سے تلمذ کی طرف اشارہ نہ کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اجازت علامہ کی نظر میں بھی اہم نہیں ہے۔

حافظ سخاوی سے استفادہ

حافظ سخاوی المتوفی ۹۰۲ھ حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کے ارشد تلامذہ میں ہیں وہ عمر میں علامہ سیوطی سے بڑے اور ہم عصر موصوف کے تھے علامہ موصوف ان کے یہاں اکثر آتے جاتے رہتے تھے بقول حافظ سخاوی گاہ بگاہ حافظ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی المتوفی ۸۷۹ھ اور حافظ برہان الدین ابراہیم بن عمر بقاعی شافعی المتوفی ۸۸۵ھ کی مجلس میں بھی جاتے تھے اہل علم کی مجلس میں مسائل علمیہ پر گفتگو ہوتی ہے جس سے اہل علم کے جوہر کھلتے ہیں اور

---

(۱) ملاحظہ ہو زاد المسیر مع الفہرست الصغیر والی چھوٹا سا رسالہ ذیل میں تذکرۃ الحفاظ از شیخ احمد رافع حسینی طاہی طبع دمشق ۱۳۴۸ھ ص ۱۶۵

ولم ياخذ عن السخاوى ولا عده من شيوخه هو ولا من وقفت على كلامه من اصحابه بل رأيته نقل عنه مرة فى بغية الوعاة فقال رأيت بخط صاحبنا المحدث شمس الدين السخاوى (نظر ص ۲۱۴ منها فعده من مشيخته) (۱)

نہ سیوطی نے سخاوی سے علوم کی تحصیل کی اور نہ علامہ سیوطی نے ان کو اپنے شیوخ میں شمار کیا اور نہ ان کے شاگردوں نے جن سے میں واقف ہوں ان کو سیوطی کے شیوخ میں ذکر کیا ہے "بغیۃ الوعاۃ" میں ایک جگہ میں نے سیوطی کے قلم سے یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ میں نے ہمارے صاحب (شیخ) محدث شمس الدین سخاوی کے قلم سے (ایسا) لکھا ہوا دیکھا ہے' ملاحظہ ہو کتاب مذکور ص ۲۱۴ اس موقعہ پر سیوطی نے ان کو اپنے شیوخ میں سے شمار کیا ہے۔

حافظ عبدالحی کتانی کا صرف "صاحبنا" کے لفظ سے حافظ سخاویؒ کو علامہ سیوطی کا شیخ قرار دینا زیادہ قرین قیاس نہیں کیونکہ عربی محاورہ میں صاحبنا کا لفظ جس طرح استاد کے لئے بولا جاتا ہے اسی طرح اس کا اطلاق شاگرد' ہم درس' خواجہ تاش اور رفیق پر بھی ہوتا ہے ہمارے خیال میں یہاں اخیر معنی زیادہ موزوں اور قرین قیاس ہیں کیونکہ حافظ سخاوی کو نہ علامہ سیوطی نے اپنے شیوخ میں ذکر کیا ہے اور نہ ان کے تلامذہ نے کسی کتاب میں موصوف کو ان کا شاگرد بیان کیا ہے اس کے برعکس بغیۃ الوعاۃ میں مذکورہ بالا اقتباس سے پیشتر علامہ سیوطی نے

---

(۱) ملاحظہ ہو فہرس الفہارس والاثبات طبع فاس ج ۲ ص ۳۵۵

اپنے استاد شیخ احمد بن محمد شمنی حنفی المتوفی ۸۷۲ھ کے تذکرہ میں حافظ سخاوی کے لئے صاحبنا کا لفظ استعمال کیا ہے اس پر سید عبدا لحئی کتانی کی نظر نہیں ہے اس میں بھی ان کو معنی زیادہ موزوں معلوم ہوتے ہیں علامہ موصوف کے الفاظ ہیں۔

خرج له صاحبنا الشيخ شمس الدين السخاوى مشيخته حدث بها (۱)

ہمارے صاحب (رفیق) شیخ شمس الدین سخاویؒ نے موصوف کا ایک مشیخہ (فہرست شیوخ) مرتب کیا اور اس کو روایت بیان کیا ہے۔

سیوطیؒ اپنے اساتذہ کی نظر میں

علامہ سیوطی اپنی محنت، ذکاوت اور کثرت مطالعہ کی وجہ سے اپنے اساتذہ و شیوخ کی نظروں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے وہ ان کی صلاحیت و استعداد کو دیکھ کر ان کو درس و تدریس کی اجازت دیتے ان کی تالیفات پر تقریظیں لکھ کر ان کا دل بڑھاتے ان کی محنت کا اعتراف کرتے تھے چنانچہ فقیہ شیخ علم الدین بلقینی المتوفی ۸۶۸ھ نے علامہ موصوف کی سب سے پہلی تالیف شرح الاستعاذہ والبسملہ پر تقریظ لکھی جیسا کہ علامہ کا بیان ہے۔

قد الفت شرح الاستعاذة والبسملة ووقفت عليه شيخنا علم الدين البلقيني فكتب عليه تقريظا (۲)

---

(۱) ملاحظہ ہو بغیۃ الوعاۃ ص ۱۶۳

(۲) ملاحظہ ہو حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۸۹

میں نے اعوذ باللہ و بسم اللہ کی شرح لکھی ہمارے شیخ علم الدین بلقینی نے اس کو دیکھا تو اس پر تقریظ لکھی۔

علامہ سیوطی شیخ تقی الدین شمنی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

شیخنا الامام العلامه تقی الدین الشمنی الحنفی – کتب لی تقریظ علی شرح الفیة ابن مالک و علی الجمع الجوامع فی العربیة تالیفی و شهدلی غیر مرة بالتقدم فی العلوم بلسانه و بنانه (۱)

ہمارے شیخ امام علامہ تقی الدین شمنی حنفی نے میری تالیف شرح الفیہ ابن مالک اور جمع الجوامع پر جو نحو میں ہیں تقریظ لکھی اور بارہا علوم میں میری قابلیت و برتری کی زبان اور قلم سے تعریف کی ہے۔

شیخ محی الدین کافیجی کے تذکرہ میں رقم طراز ہیں۔

کتب لی اجازة عظیمة (۲)

انہوں نے میرے لئے نہایت شاندار اجازت نامہ لکھا تھا۔

اور شیخ عبد القادر الانصاری مالکی کے تذکرہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

کتب علی شرحی الذی علی الالفیة تقریظا بلیغا (۳)

انہوں نے میری شرح الفیہ پر نہایت فصیح و بلیغ تقریظ لکھی تھی۔

ان اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ علامہ سیوطی کو اپنے اساتذہ سے

---

(۱) التحدث بنعمۃ اللہ ص ۱۴۳

(۲) امام حافظ محمد حسن انتحاریخ ص ۱۹۹

(۳) امام حافظ بغیۃ الوعاۃ ص ۳۱۰

اور ان کو اپنے ہونہار اور لائق شاگرد سے خاص تعلق تھا علامہ کافیجی علامہ سیوطی کے والد شیخ ابوبکر کے دوستوں میں سے تھے اس تعلق سے علامہ موصوف سے بھی بڑی محبت کرتے تھے اور یہ بھی ان کو باپ کی جگہ سمجھتے تھے علامہ کافیجی علوم و فنون کے بحر ناپید اکنار تھے علامہ سیوطی باایں ہمہ وسعت نظر اور کثرت مطالعہ ان کے علم و فضل کے بہت قائل تھے چنانچہ تحصیل علوم کے بعد بھی شیخ کافیجی کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے اکتساب فیض کرتے تھے استفادہ علمی کا یہ سلسلہ کم و بیش چودہ برس تک قائم رہا علامہ کافیجی کی وسعت نظر اور علامہ سیوطی کے ذوق طلب اور علم سے شغف کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے ہو گا جو علامہ موصوف کا بیان ہے۔

لزمته اربع عشرة سنة فما جئته من مرة الا و سمعت منه من التحقيقات والعجائب مالم اسمعه قبل ذلك قال لي يوماً اعرب زيد قائم فقلت قد صرنا في مقام الصغار و تسأل عن هذا فقال لي في زيد قائم مائة و ثلاثة عشر بحثا فقلت لا اقوم من هذا المجلس حتى استفيدها فاخرج تذكرته فكتبتها منها وما كنت اعد الشيخ الا والدا بعد والدى لكثرة ماله على من الشفقة والا فادة وكان يذكر ان بينه و بين والدى صداقة تامة (۱)

---

(۱) ملاحظہ ہو بغیۃ الوعاۃ ص ۴۸ اور البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع از محمد علی شوکانی طبع قاہرہ ۱۳۴۸ھ ج ۲ ص ۱۷۲، ۱۷۳ علامہ سیوطی نے یہ معرکۃ الآراء بحث کتاب الاشباہ والنظائر جلد چہارم کے آخر میں نقل کی ہے جو حیدر آباد دکن سے شائع ہو گئی ہے۔

میں چودہ برس ان کے ساتھ رہا جب کبھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا عجیب و غریب
تحقیقات سننے میں آئیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھیں ایک روز انہوں نے مجھ
سے فرمایا زید قائم کے وجوہ اعراب بیان کرو میں نے عرض کی ۔ ہم چھوٹے ہیں ہم
سے اس کے متعلق پوچھا جاتا ہے انہوں نے فرمایا زید قائم میں ایک سو تیرہ بحثیں
ہیں میں نے عرض کیا میں جب تک ان کو معلوم نہ کرلوں گا اس جگہ سے نہیں
اٹھوں گا تب انہوں نے اپنی یادداشت (نوٹ بک) نکالی اور میں نے ان بحثوں کو نقل
کرلیا ان کی غیر معمولی شفقت و فیضان علمی کے باعث میں ان کو اپنے باپ کی جگہ
سمجھتا تھا وہ فرماتے تھے تیرے اور میرے والد میں عمر زیادہ نہ تھا۔

لیکن اس احترام و عقیدت کے باوجود اگر علامہ سیوطی کو ان کی تالیفات
میں کہیں کوئی غلطی نظر آجاتی تو بلا تکلف ان سے عرض کر دیتے تھے۔

چنانچہ موصوف معلم اول علم صرف کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

قلت من هنا لمحت ان اول من وضع التصريف معاذ هذا وقد رأيت
في شرح القواعد لشيخنا الكافيجي اول من وضعه معاذ بن جبل
وهو خطاء بلا شك وقد سألته عنه فلم يجبني بشيء (۱)

یہاں سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ علم صرف کا مدون اول معاذ بن مسلم ہے
ہمارے شیخ علامہ کافیجی نے شرح القواعد میں لکھا ہے کہ اس کے واضع
اول حضرت معاذ بن جبلؓ ہیں جو یقیناً غلط ہے میں نے اس کے متعلق ان
سے سوال بھی کیا مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

---

(۱) ملاحظہ ہو بغیۃ الوعاۃ ص ۲۹۳

علامہ شمنی کی محبت و شفقت بھی ان پر کچھ کم نہ تھی، فرماتے ہیں۔

لم يزل اطال الله عمره يودني و يحبني و يعظمني و يثني على كثيرا (۱)

اللہ تعالیٰ شیخ کی عمر دراز کرے وہ مجھ پر مہربان ہیں مجھ سے محبت کرتے ہیں، میری عزت اور میری تعریف کرتے ہیں۔

علامہ سیوطی نے ان سے جس طرح افادہ کیا ہے اس کے متعلق ان کا بیان پڑھنے کے لائق ہے، فرماتے ہیں۔

لزمت في الحديث والعربية شيخنا الامام العلامة تقي الدين . فلازمته اربع سنين . ولم انقطع عن الشيخ الى ان مات (۲)

میں نے عربیت اور حدیث کی تحصیل اپنے شیخ امام و علامہ تقی الدین سے کی۔ میں چار برس تک ان کے ساتھ اس طرح رہا ہوں کہ ان کے انتقال کے وقت تک ان سے جدا نہیں ہوا۔

علامہ شمنی بھی علامہ سیوطی کی قدر کرتے اور ان کی رائے پر اعتماد کرتے تھے اس کا اندازہ حسب ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے، موصوف کا بیان ہے۔

"ایک مرتبہ میں نے اپنے استاذ علامہ تقی الدین شمنی حنفی کی کتاب شرح الشفا کا مطالعہ کیا تو اس میں حدیث [illegible] کے متعلق جو ابن ماجہ کے حوالے سے منقول پایا، مجھے اس کی سند درکار تھی

---

(۱) بغیۃ الوعاۃ ص ۲۳۵

(۲) حسن المحاضرۃ ج ۱ ص ۱۹۶

میں نے اس کو ابن ماجہ میں تلاش کیا مگر نہ ملی پھر ابن ماجہ کو پورا پڑھا مگر حدیث نظر نہ آئی میں نے اس کو اپنی نظر کی غلطی سمجھا اور اس کو پھر پڑھا مگر پھر نہ ملی آخر وہ معجم ابن قانع میں ملی میں نے شیخ شمنی کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا انہوں نے میرے بیان پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے نسخہ سے اسی وقت ابن ماجہ کے الفاظ قلمزد کر دیئے اور حاشیہ میں ابن قانع کا حوالہ دے دیا۔"(۱)

علامہ سیوطیؒ کا بیان ہے کہ اس واقعہ سے شیخ موصوف کی قدر و منزلت میری نظر میں اور بڑھ گئی اور میرا نفس میری نگاہ میں حقیر ہو گیا میں نے شیخ شمنی سے عرض کی کہ آپ اتنی عجلت نہ فرمائیں مراجعت کر لیں انہوں نے فرمایا میں نے ابن ماجہ کے حوالہ میں شیخ برہان الدین حلبی کی تقلید کی تھی۔"

علامہ سیوطیؒ نے ان کی مدح میں اپنا ایک نہایت عمدہ قصیدہ بغیۃ الوعاۃ میں نقل کیا ہے جو ان کے باہمی تعلقات کا آئینہ دار ہے۔

علامہ سیوطیؒ کے ساتھ شیخ عبدالقادر مکی کی محبت و شفقت کا بھی یہی عالم تھا علامہ سیوطیؒ جب حج کے لئے مکہ معظمہ گئے تو انہی کے یہاں اترے انہوں نے ان کی بڑی مناطرے مدارت کی جتنے عرصہ تک مکہ معظمہ میں علامہ سیوطیؒ کا قیام رہا موصوف کے پاس رہے اور کہیں کا رخ نہیں کیا علامہ موصوف کا بیان ہے

---

(۱) ایضاً واضح رہے کہ یہاں ابن قانع کی تصحیف ہو کر ابن ماجہ بن گیا تھا۔

(۲) بغیۃ الوعاۃ ص ۳۱۰۔

ولم یصطفنی فی مکة احد غیرہ ولم اتر ددفیھا الیٰ غیرہ

ولم اجالس بھا سواہ .

مکہ معظمہ میں ان کے سوا کسی نے میری ضیافت نہیں کی اور مکہ میں نے ان کے علاوہ کسی کے یہاں آمدورفت رکھی اور نہ ان کے سوا کسی کے پاس بیٹھا تھا۔

علامہ سیوطی کی یہ بڑی خوش قسمتی تھی کہ انھیں ابتدا ہی سے ایسے صاحب کمال اور مشفق اساتذہ ملے جن کی تعلیم وتربیت نے ان کے علمی ذوق کو ابھارا' نکھارا' اور علم کو ان کا مشغلہ زندگی بنایا' علامہ موصوف کو اپنی اس خوش بختی پر خود بھی فخر تھا اپنے حاسدوں پر تعریض کرتے ہوئے کتاب الاشباہ والنظائر میں لکھتے ہیں۔

کیف یقاس من نشاء فی حجر العلم مذ کان فی مھدہ ودأب فیہ غلاماً و شاباً و کھلاً حتی وصل الی قصدہ لدخول اقام سنوات فی لھو ولعب' وقطع اوقاتا یحترف فیھا و یکتسب' ثم لاحت منہ التفاتہ الی العلم فنظر فیہ وما احکم و قنع منہ بتحلة القسم و رضی ان یقال عالم و ما القسم.

لڑکپن ہی سے جو علم کی گود میں پلا ہو اور اسی میں لڑکپن' جوانی اور کہولت کو عزیز عمر میں کوشاں رہ کر اپنی مراد کو پہنچا ہو اس کو ایسے نووارد علم پر کیسے قیاس کیا جا سکتا ہے جو برسوں کھیل کود میں لگا رہا اور اپنے اوقات عزیز کو پیشہ وحرفت اور روزی کمانے میں صرف کرنے کے بعد اس نے علم کی طرف توجہ کی اس لئے اس میں پختگی نہ آئی اور

وهو من بورك في علمه مع شدة الدين .

یہ بزرگ ہیں جن کے علم میں اللہ نے برکت عطا فرمائی، حالانکہ دینی

امور میں یہ بڑے متشدد اور سخت تھے۔(۱)

قیام مکہ

جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ مکہ معظمہ میں موصوف کا قیام شیخ عبد القادر مکی کے یہاں رہا، حالانکہ ان کو جو میں نکالنے والے ان کے والد کے نامور شاگرد برہان الدین ابراہیم ابن ظہیرہ المتوفی ۸۹۱ھ مکہ معظمہ کے قاضی تھے، اور ان کو بڑا جاہ و منصب حاصل تھا مگر مصاحبوں نے ان کو خوشامد پسند بنادیا تھا، وہ سیوطی سے بھی اس کے خواہش مند تھے خوشامد علامہ سیوطی کے مزاج کے خلاف تھی، اسی لئے انہوں نے ان کے یہاں قیام پسند نہیں کیا۔

سلوک و تصوف کی تحصیل اور بیعت اللہ

میں اجازت و خلافت سے سرفرازی۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے تصوف و سلوک کی تعلیم نامور صوفی شیخ کمال الدین محمد بن محمد مصری شافعی المعروف بابن امام کاملیہ کمہ سے حاصل کی اور انہی کے دست حق پرست سے خرقہ پہنا اور اس طریقے سے بھی لوگوں کی اصلاح کی اور انہیں فائدہ پہنچایا اور انہیں اجازت و خرقہ سے سرفراز کیا۔

---

(۱) ملاحظہ ہو مقدمہ الخاوی فی حوادث الزمان طبع قاہرہ ۱۹۶۳ء

موصوف نے اپنے سلوک کی داستان "لبس خرقۃ التصوف و تلقین الذکر و الصحبۃ" ص ۳۱-۳۲ میں ان الفاظ میں زیب قرطاس کی ہے۔

لبست الخرقة المباركة من يد الشيخ الإمام العالم الصالح الورع الزاهد كمال الدين محمد بن محمد بن عبدالرحمن المصرى الشافعي الصوفي المعروف بابن امام الكاملية بمكة المشرفة تجاه الكعبة المعظمة في شوال سنة تسع و تسعين و ثما نمائة باشارته بذلك – واما تلقين الذكر فتلقيت من الشيخ كمال الدين ابن امام الكاملية بالمسجد الحرام–

اخرها : قال الشيخ عبدالقادر المؤذن : نقلته من نسخة الشيخ الصالح الفاضل المفيد المبارك جوا مرد الناصرى الحنفى من الاشرقية التي هي بخط يده' وقرأها علي سيدنا و مولانا صاحب السند العالي المشار اليه رحمه الله' و شرفه عليها بخطه الكريم بالاجازة و البسه الخرقة المباركة و لقنه الذكر الشريف واذن له أن تلبس و يلقن من شاء' وكنا تفضّل شيخنا رضي الله عنه علي كاتبها الفقير إلي الله تعالٰي عبد القادر بن محمد بن احمد الشاذلي المالكي المؤذن غفر الله له ولوالديه ولا خوته ولذ ريّته ولمشايخه ولمن له عليهم حق وللمسلمين والبسه الخرقة ولقنه الذكر' ولمن حضر معنا من طلبة الشيخ عبداللطيف العجمي' وكان ذلك في يوم مبارك عظيم مشهود' وهو يوم الثلاثاء ثالث جمادى الأولىٰ عام تسع و تسعمائة' والحمد لله وسلام علي عباده الذين اصطفىٰ–

میں نے شیخ امام عالم صالح متقی زاہد کمال الدین محمد بن محمد بن عبدالرحمن مصری شافعی صوفی المعروف بابن امام کاملیہ کے دست مبارک سے کعبۃ اللہ کے سامنے ماہ شوال ۸۹۹ھ میں خرقہ خلافت پہنا اور ذکر کی تلقین بھی شیخ موصوف سے مسجد حرام میں حاصل کی۔

آخر رسالہ میں شیخ عبدالقادر مؤذن کا بیان ہے کہ میں نے یہ بیان شیخ صالح فاضل فیض رساں جزء مرد الناصری حنفی کے رسالہ سے جو موصوف نے علامہ جلال الدین سیوطی کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے نسخہ سے نقل کیا ہے اور وہ نسخہ موصوف نے علامہ جلال الدین کو پڑھ کر سنایا اور موصوف کے دست سے مشرف ہوا اجازت تصوف وسلوک حاصل کی علامہ سیوطیؒ کے دست مبارک سے یہ خرقہ پہنا اور انہی سے تلقین ذکر وغیرہ سیکھی اور انہوں نے ساٹھیں دلوکو خلافت وخرقہ سے سرفراز کرنے کی انہیں اجازت دی اور اس طرح اجازت وخلافت سے ممتاز کیا ہمارے شیخ وسند وسید رحمۃ اللہ علیہ نے کاتب فقیر عبدالقادر بن محمد بن احمد شاذلی مالکی مؤذن کو اللہ تعالیٰ اس کی اس کے والدین کی بھائیوں کی اس کی آل اولاد کی اور اس کے مشائخ کرام کی اور ان کی جن کا اس پر حق ہے اور تمام مسلمانوں کی بخشش فرمائے آمین۔ شیخ موصوف نے اس حقیر کو خرقہ پہنایا اور ذکر کی تلقین کی اور انہیں بھی جو ہمارے ساتھ حاضر تھے اور اس کے اہل تھے طلبہ میں سے شیخ عبداللطیف حمی کو اجازت دی یہ دن ایک مبارک عظیم اجتماع کا دن تھا اور یہ منگل کا دن تھا تین جمادی الاولیٰ ۹۰۹ھ کا واقعہ ہے(۱)

---

(۱) رسالہ لبس الخرقہ ص ۳۱-۳۶ ماجد الذہبی: مؤلفات السیوطی المخطوطة فی دار الکتب الظاہریہ ص ۹۶۴، مجلة مجمع اللغة العربیة بدمشق الجزء الرابع ربیع الآخر ۱۴۱۴ھ، المجلد الثامن والستون.

باب دوم

درس و تدریس اور خلوت گزینی

ابن ظہیرہ کی مجلس ختم بخاری میں شرکت

انہی ایام میں اتفاق سے شیخ ابن ظہیرہ کے یہاں ختم بخاری کی مجلس منعقد ہوئی، علامہ موصوف بھی اس مبارک مجلس میں تشریف لے گئے شیخ ابن ظہیرہ نے انہیں دیکھ کر انکسار کی فضیلت اور کبر کی مذمت پر تقریر شروع کی علامہ موصوف سمجھ گئے کہ یہ ان پر تعریض ہے ابن ظہیرہ نے تقریر میں جو حدیثیں بیان کیں علامہ موصوف نے ان کے متعلق شیخ موصوف سے کچھ سوالات کئے شیخ با ایں ہمہ علم و فضل ان کا معقول جواب نہ دے سکے اور اس سلسلہ میں انہیں علامہ موصوف سے استفادہ کا اعتراف کرنا پڑا۔[1]

اس واقعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ نو عمری میں علامہ موصوف کو علوم و فنون میں کتنا کمال حاصل ہو گیا تھا۔

درس و تدریس

تحصیل علوم کے بعد شوال ۸۶۶ھ میں علامہ سیوطی نے اس دولت کو وقف عام کرنے کے لئے تدریس کا اور ۸۷۱ھ میں افتاء کا شغل اختیار کیا، ملک کی مشہور درسگاہوں میں تدریس کے اعلیٰ عہدوں پر ممتاز ہوئے رجب ۸۷۲ھ

---

(۱) نظم العقیان فی اعیان الاعیان مطبع نیویارک ۱۹۲۷ء ص ۲۰-۲۱

میں جامع شیخونیہ میں مشیخۃ الحدیث کا منصب ملا۔ رجب ۸۷۲ھ میں جامع ابن طولون میں مسند درس کو زینت بخشی جس سے ان کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی اور ہزاروں طالبان حدیث ان سے اکتساب فیض کے لئے آنے لگے۔(۱)

املائے حدیث

قدرت کی طرف سے علامہ سیوطی کو قوت حافظہ غیر معمولی ملا تھا۔ بے شمار حدیثیں انہیں زبانی یاد تھیں اس کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ ۸۷۲ھ میں موصوف نے مرکز علم قاہرہ میں املاء کا جو قدیم طریقہ درس تھا از سر نو زندہ کیا۔ موصوف نے متقدمین کے دستور کے مطابق نماز جمعہ کے بعد جامع ابن طولون میں املائے حدیث کی مجلس کا آغاز کیا۔ موصوف پہلے زبانی حدیثیں بیان کرتے پھر ہر حدیث کے ذیل و حاشیہ پر سیر حاصل بحث کرتے شاگرد اس کو قلمبند کرتے۔ اس طرح سے کم و بیش اسی (۸۰) مجلسوں میں املا کرایا۔ پھر شبلی کی ایک روایت کے مطابق املاء کا وقت بدل دیا اور نماز عصر کے بعد حدیثیں املاء کرانا شروع کیں، کم و بیش پچاس مجلسوں میں حدیث املاء کرائیں۔ مجموعی طور پر یہ سلسلہ دو سال تک قائم رہا۔ چنانچہ علامہ سیوطیؒ املائے حدیث کی تاریخ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"تخریج املاء میں ہماری عادت یہ ہے کہ ہم موضوع بحث کو ایک کراسہ (کاپی) میں لکھتے ہیں پھر زبانی نکالتے ہیں، جب بحث پوری ہو جاتی ہے تو املاء کا جائزہ اس اصل سے جو ہم نے لکھی تھی مقابلہ کیا جاتا ہے اور یہ سب سے اچھا طریقہ ہے۔ ابن صلاح کے بعد سے حافظ ابو الفضل عراقی کے آخر دور تک

---

(۱) کتاب "التحدث بنعمۃ اللہ" ص ۸۸-۸۹

املاء کا طریقہ ختم ہو گیا تھا عراقی نے ۷۹۶ھ میں اس کا دوبارہ افتتاح کیا اور اپنے سال وفات ۸۰۶ھ تک چار سو دس سے اوپر مجلسوں میں املاء کرایا پھر ان کے فرزند (ولی الدین عراقی) نے زندگی بھر یہ سلسلہ جاری رکھا اور چھ سو مجلسیں سے زیادہ مجلسوں میں املاء کرایا اس کے بعد شیخ الاسلام ابن حجر نے اپنے سال وفات ۸۵۲ھ تک ایک ہزار سے زیادہ مجلسوں میں املاء کرایا' پھر انیس برس تک یہ سلسلہ بند رہا اور ۸۷۲ھ میں 'میں' نے اس سلسلہ کو پھر شروع کیا اور اسی (۸۰) مجلسوں میں املاء کرایا -- اس کے بعد پچاس مجلسیں املاء کرائیں اور صحیحین کی حدیث کے پیش نظر جو حضرت ابو وائلؓ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صرف جمعرات کے دن لوگوں کو نصیحت کرتے اور وعظ کہتے تھے -- اس لئے مناسب یہ سمجھا گیا کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ املاء کی مجلس منعقد کی جائے املاء کرانے والوں میں سے کسی سے وقت املاء اور یوم املاء کی تعیین کے سلسلہ میں کوئی صراحت نہیں مل سکی مگر اکثر حفاظ حدیث جیسے ابن عساکر' ابن السمعانی اور خطیب جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ املاء کراتے تھے میں نے بھی اس امر میں انہی کا اتباع کیا پھر مجھے ایک حدیث مل گئی جو روز جمعہ بعد نماز عصر املائے حدیث کے استحباب پر دلالت کرتی ہے یہ حدیث بیہقی نے کتاب شعب الایمان میں حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جس نے عصر کی نماز پڑھی پھر بیٹھ کر املا کرایا تو یہ آٹھ اولاد اسماعیل کو آزاد کرانے سے بہتر ہے[1]

افسوس ہے کہ بعض علماء کی مخالفت کی وجہ سے یہ سلسلہ زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہ سکا اسی سے متاثر ہو کر موصوف نے یہ شعر کہے تھے۔

---

(۱) ملاحظہ ہو تدریب الراوی طبع اول مصر ۱۳۰۷ھ ص ۱۷۵

عاب الاملاء للحدیث رجال   قد سعوا فی الضلال سعیا حثیثا

بعض لوگوں نے املاء حدیث کو عیب قرار دیا۔ انہوں نے گمراہی میں بڑی کوشش کی ہے۔

انما ینکر الامالی قوم   لا یکادون یفقهون حدیثا (۱)

امالی کا انکار وہی قوم کرتی ہے   جو بات کو نہیں سمجھ پاتی ہے۔

حافظ العصر سید انور شاہ کشمیری فیض الباری میں فرماتے ہیں :۔

ثم انقطعت بعده بالکلیة (۲)

علامہ سیوطی کے بعد املاء کا سلسلہ بالکل ختم ہو گیا

یہ بات صحیح نہیں کہ علامہ سیوطی کے بعد امالی کا سلسلہ بالکلیہ ختم نہیں ہوا بلکہ ہندوستان کے نامور عالم حافظ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم زبیدی المتوفی ۱۲۰۵ھ نے اس سلسلہ کو پھر سے زندہ کیا اور کم و بیش چار سو مجلسوں میں حدیثوں کو املاء کرایا تھا۔ حافظ عبدالحی کتانی المتوفی ۱۳۸۲ھ فہرس الفہارس والاثبات میں لکھتے ہیں۔

بهذا ختم الاملاء فاحیاه المترجم بعد مماته او صلت امالیه لاربع ماة مجلس (۳)

---

(۱) ملاحظہ ہو تذکرۃ السامع ص ۳۳۰

(۲) ملاحظہ ہو فیض الباری علی صحیح البخاری طبع قاہرہ ج ۱ ص ۲۱۳

(۳) ملاحظہ ہو فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۱۰۰، واضح رہے کہ حافظ سید انور شاہ کشمیری کا طریقہ درس اگرچہ بطریقہ املاء نہیں تھا مگر اس طرح درس دیتے تھے جس میں استیعاب کی شان حاصل تھی جیسا کہ ان کی درس کی تقریروں سے عیاں ہے اگر وہ چاہتے تو اس طریقہ درس کو سرزمین ہند میں زندہ کر سکتے تھے مگر اس سے استفادہ کرنے والے بہت کم افراد تھے۔

حافظ سخاوی و سیوطی پر املاء حدیث کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا مگر صاحب تذکرہ نے اس طریقہ کو پھر زندہ کیا۔ان کی امالی کی تعداد چار سو تک پہنچتی ہے۔

املائے لغت :

لغت علامہ سیوطی کا خاص فن تھا اور اس فن میں ان کو امامت کا درجہ حاصل تھا انھوں نے اس فن میں بھی امالی کا سلسلہ جو عرصہ سے مردہ ہو چکا تھا دوبارہ زندہ کرنا چاہا اور املاء کی مجلس بھی منعقد کی مگر طلبہ کی بے رغبتی کو دیکھ کر پہلی ہی مجلس کے بعد اس سلسلہ کو بند کر دیا جو آج تک بند ہے کتاب المزہر میں طریقۂ املاء پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ولما شرعت فی املاء الحدیث سنة اثنتین و سبعین و ثمانمائة و ردت ان اجددا ملاء اللغة و احییه بعد د ثورة فاملیت مجلسا واحدا فلم اجدله حملة ولا من یرغب فیه فترکته (۱)

جب ۸۷۲ھ میں میں نے املاء حدیث کا سلسلہ شروع کیا تو میں نے چاہا کہ املاء لغت کے طریقہ کی بھی تجدید کروں اور اس کے مردہ ہو جانے کے بعد پھر زندہ کروں چنانچہ میں نے ایک مجلس میں اس کا املاء بھی کرایا مگر اس سے استفادہ کرنے والا نہیں پایا اور اس کا طلبگار اور خواہاں نہیں دیکھا چنانچہ اس سلسلہ کو ترک کیا۔

افتاء میں احتیاط

علامہ سیوطی کو افتاء کی دولت سے بھی حصہ وافر ملا تھا اور اس فن میں بھی انھیں بصیرت حاصل تھی درس و تدریس سے آپ نے اکتیس (۳۱) سال کی عمر میں

---

(۱) ملاحظہ ہو کتاب المزہر ج دوم نوع ۳۰ ص ۳۱۳

۱۸۷۱ھ سے افتاء کے فرائض انجام دینا شروع کیے مگر احتیاط کا یہ عالم تھا کہ جب تک جو علم خویش اصحاب ترجیح میں رہے ترجیح نووی سے آگے نہیں نکلے اور جب اجتہاد کا ملکہ راسخ ہو گیا تو بھی فتوے میں شافعی مذہب سے باہر قدم نہیں رکھا شیخ عبدالوہاب شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ موصوف سے ناقل ہیں۔

ولما بلغت رتبة الترجيح لم اخرج في الافتاء عن ترجيح النووى

ولما بلغت الى مرتبة الاجتهاد المطلق لم اخرج في الا فتاء عن

مذهب الشافعي –

جب میں مرتبہ ترجیح کو پہنچا تو افتاء میں ترجیح نووی سے آگے نہیں نکلا اور جب اجتہاد مطلق کے مرتبہ کو پہنچا تو افتاء میں مذہب شافعی سے باہر نہیں گیا۔

فن افتاء میں ان کی مہارت و وسعت نظر کا اندازہ ان کی کتاب الحاوی للفتاوی سے ہو سکتا ہے جس میں کم و بیش ۸۵ رسالے ہیں جن میں فقہ، حدیث، تفسیر، اصول، تصوف، نحو اور اعراب وغیرہ سے متعلق اہم سوالات کا جواب دیا گیا ہے اور کمال یہ ہے کہ اگر سوالات منظوم آئے ہیں تو جوابات بھی نظم میں دیے گئے ہیں۔

بایں ہمہ تبحر علمی فتوے دینے میں احتیاط و خشیت کا ایسا غلبہ رہتا تھا کہ فتویٰ دیتے وقت بارگاہ الٰہی میں حاضری کا منظر ہمیشہ ان کی نگاہ کے سامنے رہتا تھا، نواب صدیق حسن قنوجی "اتحاف النبلاء" میں طبقات شعرانی کے حوالہ سے رقم طراز ہیں۔

"واز ہر مسئلہ کہ جواب می گویم موقف خود را روز حساب و عرض آں جواب بہ خود یاد می کنم"(۱)

---

(۱) ملاحظہ ہو اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقہاء والمحدثین مطبع نظامی کانپور ۱۲۸۸ھ ص ۲۰۱

ہر وہ مسئلہ جس کا میں جواب لکھتا ہوں قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں کھڑے رہنے اور اس جواب کو اپنے سامنے پیش کیے جانے کو یاد رکھتا ہوں۔

قاضی القضاۃ کے عہدہ پر انتخاب

۹۰۲ھ میں سلطان عبدالعزیز نے علامہ سیوطی کو قاضی القضاۃ کا عہدہ سپرد کیا یوں تو قاضی القضاۃ کا عہدہ ہر حکومت میں تھا لیکن ایک مملکت میں کئی قاضی القضاۃ ہوتے تھے پوری مملکت کے قاضی القضاۃ کا عہدہ تاریخ میں صرف دو شخصیتوں کو ملا دولت بنی ایوب میں قاضی تاج الدین ابن الاعز کو ملا اور دوسرے مصر کے زمانہ میں علامہ سیوطی کو۔ اس میں قاضی موصوف کے سوا علامہ سیوطی کا کوئی ہمسر نہیں۔ علامہ موصوف منصف مزاج، منتظم اور ماتحت پرور تھے لیکن جب ان کو یہ عہدہ سپرد ہوا تو پورا ملک حرکت میں آگیا اور ان کا اثر اتنا بڑھ گیا کہ خلیفہ کو اپنے مصالح کی وجہ سے ان کو اس عہدہ سے معزول کرنا پڑا۔ ان کے تلمیذ عجائب مصر کے مشہور مورخ ابن ایاس نے ۹۰۲ھ کا بیان ہے۔

وفيه من الحوادث ان الخليفة المتوكل على الله عبدالعزيز عهد للشيخ جلال الدين الاسيوطي بوظيفة لم يسمع بمثلها قط وهو انه جعله على جميع القضاة قاضياً كبيراً يولي منهم من يشاء و يعزل منهم من يشاء مطلقاً في سائر ممالك الاسلام و هذه الوظيفة لم يليها سوى القاضي تاج الدين ابن بنت الاعز في دولة بني ايوب فلما بلغ القضاة ذلك شق عليهم و استخفوا عقل الخليفة في ذلك وقالوا ليس للخليفة مع وجود السلطان حل ولا ربط ولا ولاية ولا عزل ولكن الخليفة استخف بالسلطان لكونه صغيراً فلما قامت الدائرة۔

یہ خبر قاضیوں کو پہنچی تو ان پر بڑی گراں گزری اور انھوں نے اس معاملہ میں خلیفہ کو نا سمجھ ٹھہرایا اور کہا کہ خلیفہ کو اقتدار کے باوجود حل و عقد اور عزل و نصب کا اختیار نہیں رہا، خلیفہ کم عمر ہے اس لئے اس کو اقتدار کی قدر و قیمت معلوم نہیں، جب خلیفہ کے خلاف شورش برپا ہوئی اور زبان طعن دراز ہوئی تو اس کو اپنے فیصلہ سے رجوع کرنا پڑا، خلیفہ نے کہا میرا اس میں کیا ہے شیخ جلال الدین ہی نے مجھ سے اس عہدہ کی تحسین کی تھی اور کہا تھا کہ یہ قدیم عہدہ ہے علماء میں سے جس کو چاہتے ہیں خلفاء اس عہدہ پر مامور کرتے تھے، پھر لوگوں نے خلیفہ کے اس سے رجوع کرنے کی شہادت دی اور اس عہد نامہ کو جو اس نے شیخ جلال الدین السیوطی کو لکھ کر دیا تھا واپس منگایا اور [illegible] قریب تھا کہ بہت بڑا فتنہ پیدا ہو جاتا اس سلسلہ میں اور بہت سی باتیں ہوئیں جن کا ذکر موجب طوالت ہے اور ایک مدت کے بعد حالات پرسکون ہوئے۔

خانقاہ بیبرسیہ میں مشیخۃ التصوف کے منصب پر تقرر

۸۹۱ھ میں شیخ جلال البکری کی وفات کے بعد خانقاہ بیبرسیہ میں مشیخۃ التصوف کے منصب پر علامہ سیوطی کا تقرر عمل میں آیا، اس خانقاہ میں انھوں نے کم و بیش تیرہ سال صدارت کے فرائض انجام دیئے، رجب ۹۰۳ھ میں بعض دیگر اسباب کی بناء پر (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) اس خانقاہ کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور خلیفہ اور صوفیہ کی [illegible] شروع کی بعض غیر مستحق صوفیہ کا وظیفہ بند کر دیا ان کی جگہ دوسروں کا تقرر کیا، انھوں نے اس اقدام کو سیوطی کے تعلق پر محمول کیا اور اپنے حقوق میں دخل اندازی سمجھا جو سراسر غلط تھا اس لئے کہ تعلق اس وقت ہوتا جب علامہ سیوطی ان کی جگہ پر دوسروں کا تقرر نہ

کرتے 'انھوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ ان کی جگہ پر مستحق طلبہ کا تقرر ، اور صوفیہ کو ان کا حق غصب کرنے سے روکا' مستحق طلبہ کو ان کا حق دلوا دیا اور اسی جرم میں صوفیہ علامہ کی عزت و آبرو کے درپے ہو گئے اور ان کے جانی دشمن بن گئے' انھوں نے ان کو وضو کے سقاوے میں اٹھا کر پھینک دیا' مورخ ابن ایاس مصری کا بیان ہے -

فیه من الحوادث ان الصوفیة الذی بالخانقاه البیبرسیة ثاروا علی شیخهم جلال الدین الاسیوطی و کادوا ان یقتلوه ثم حملوه بثوبه ورموه فی الفسقیة جری بسبب ذالك امور یطول شرحها (۱)

۹۰۶ھ کے واقعات میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ خانقاہ بیبرسیہ میں جو صوفیہ قیام پذیر تھے وہ شیخ جلال الدین سیوطی پر ٹوٹ پڑے اور قریب تھا کہ وہ ان کو قتل کرتے 'انھوں نے ان کو کپڑوں سمیت وضو کرنے کے سقاوے میں پھینک دیا اس کی وجہ سے بہت سے واقعات پیش آئے جن کا ذکر موجب طوالت ہے -

شیخ عبدالوہاب شعرانی نے لواقح الانوار القدسیہ میں ان اسباب کی بھی نشاندہی کی ہے جن کی بناء پر علامہ سیوطی کو صوفیہ کا وظیفہ بند کرنا پڑا' اور یہی وہ اسباب تھے جن کی بناء پر خانقاہ بیبرسیہ کی اصلاح کا بیڑا اٹھانا پڑا تھا - علامہ شعرانی فرماتے ہیں :-

لما تولی المشیخة علی الخانقاه البیبرسیة ' فانهم لا یحضرون لا بانفسهم ولا بنائبهم ولهم عبید و بغال و سراری واموال فقال : شرط الواقف

---

(۱) ملاحظہ ہو بدائع الزہور فی وقائع الدہور ج ۴ ص ۳۳۹

اوبی کی معافی مانگی اور آئندہ کے لئے ان افعال سے توبہ کی' علامہ سیوطی نے انہیں معاف کیا' انہوں نے تحصیل علم کے بہانے موصوف سے تعلقات استوار کئے' اس کے بعد کچھ اور لوگ علامہ موصوف کے درپے آزار ہوئے' اس وقت وہ صوفیہ جو علامہ کی محبت و عقیدت کا دم بھرتے تھے ان کی نصرت و حمایت کو کھڑے ہو گئے علامہ موصوف ان کے اس جذبہ ہمدردی سے بہت متاثر ہوئے ان کے بعض عقیدت مندوں نے ان سے عرض کیا کہ آپ ارباب کشف میں ہیں خلیفہ وقت کے متعلق کوئی ایسی خبر دیجئے کہ وہ لوگ جو ہماری طرح آپ کی بدگوئی اور مخالفت میں مبتلا ہیں اس خبر کی صداقت کو دیکھ کر اپنی حرکتوں سے توبہ کریں' علامہ کچھ دیر سر افگندہ رہ کر فرمانے لگے خلیفہ وقت جان بلاط کی فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو گردن ماری جائے گی اس کے بعد فلاں حاکم خلیفہ ہوگا ان لوگوں نے عرض کیا یہ پیشین گوئی تحریر فرمائیں تاکہ لوگوں کو انکار کی گنجائش نہ رہے ان کی درخواست پر انہوں نے لکھ دیا انہوں نے یہ تحریر سلطان وقت کے حضور میں لیجا کر پیش کی' ملک جان بلاط نے اس کو پڑھتے ہی علامہ موصوف کی گرفتاری کا حکم دیدیا' اس طرح صوفیہ نے علامہ سیوطی کو سخت ترین آزمائش میں ڈالا' لیکن ان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی اللہ تعالیٰ نے لاج رکھی' ورنہ ان نام نہاد صوفیوں نے اس موقع پر ان کی اذیت میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ ان کی یہ پر فریب داستان بھی شیخ عبدالوہاب شعرانی کی زبانی سنئے' وہ فرماتے ہیں :۔

"جس شخص نے مجھ کو مذکورہ بالا واقعہ کی خبر دی تھی اسی کا بیان ہے کہ جب ہم ہر طرح علامہ سیوطی کو تکلیف پہنچانے سے عاجز ہو گئے تو تقریباً دس

آدمی ان کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی کہ آپ فرض کیجئے ہم کافر تھے اور اب مسلمان ہوئے ہم نے استخارہ کیا ہے' ہم آپ سے کچھ پڑھنا چاہتے ہیں شاید ہمارے لئے کچھ خیر کا باعث ہو اور ہماری اصلاح ہو جائے ہم ان سے تقریباً ایک سال پڑھتے رہے اور وہ ہم سے احتیاط کرتے رہے ایک سال کے بعد بعض لوگوں نے ان کو اذیت پہنچائی تو ہم ان کی حمایت کو کھڑے ہو گئے اور ہم نے شیخ موصوف سے غیر معمولی محبت و عقیدت کا اظہار کیا اس سے ان کا میلان ہماری طرف ہو گیا ہم نے ان سے عرض کی سیدی! آپ بحمد اللہ ارباب کشف میں سے ہیں ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ ہمیں والیان امور کے واقعات میں سے کسی واقعہ کی خبر دیجئے تاکہ وہ صحیح ثابت ہو جائے تو ہم ان کو بتا سکیں جن کو اس حقیقت کے تسلیم کرنے سے انکار ہے' اور وہ بھی توبہ کریں جیسے ہم نے توبہ کی ہے' اور یہ ان کے حق میں بہتر ہو گا' شیخ موصوف کچھ دیر خاموش رہ کر فرمانے لگے سلطان جان بلاط کی اتوار کے دن ۱۸ جمادی الاولیٰ(۱) (جمادی الاخریٰ) کو گردن اڑا دی جائے گی"

اور اس کے بعد فلاں حاکم بادشاہ بنے گا انہوں نے اس واقعہ کے متعلق علامہ کی تحریر بھی حاصل کی' اسے سلطان جان بلاط کے حضور میں پیش کی' اور اس خبر کو مصر میں پوری شہرت دی اس سے مملکت میں شور مچ گیا سلطان جان بلاط نے حکم دیا کہ شیخ کو میرے سامنے پیش کیا جائے

---

(۱) واضح رہے کہ یہاں جمادی الاولیٰ کتابت یا طباعت کی غلطی ہے صحیح جمادی الاخریٰ ہے مورخ مصر شیخ محمد ابن ایاس حنفی نے تاریخ "بدائع الزہور" ج ۳ ص ۸۱ میں بصراحت لکھا ہے کہ ملک عادل طومان بائی کا لشکر ۱۸ جمادی الاخریٰ ۹۰۶ھ میں قاہرہ میں داخل ہوا اور تقریباً سات روز کے محاصرہ کے بعد اس نے قلعہ فتح کیا جس میں ملک جان بلاط پناہ گزین تھا اور اس کو بحالت قید قتل کیا گیا۔

علامہ سیوطی کی پیشین گوئی کے مطابق جب سلطان جان بلاط کے قتل کے بعد اس کے جانشین ملک عادل طومان بائی کے زمانہ میں بھی علامہ کو روپوش رہنا پڑا کیونکہ اس کو علامہ سے دیرینہ عداوت تھی اس نے زمام اقتدار ہاتھ میں آتے ہی ان کو طلب کیا مگر وہ روپوش رہے، جب کوئی سراغ نہ لگا تو اس نے فرائض منصبی سے کوتاہی کو بہانہ بنا کر علامہ موصوف کو مشیخۃ التصوف کے عہدہ سے برطرف کیا اور خانقاہ بیبرسیہ میں شیخ یٰسین بلبیسی المتوفی ۹۰۹ھ کو ان کی جگہ مامور کیا مورخ ابن ایاس حنفی کا بیان ہے۔

فيه اختفى شيخنا جلال الدين السيوطي وقد طلبه ليفتك به وكان بينهما حظ نفس من حين كان السلطان العادل في الدوادارية الكبرى وجرى بينهما امور شتى يطول شرحها فلما اختفى قرر السلطان الشيخ يس البلبيسي في مشيخة الخانقاه البيبرسية عوضاً عن الجلال السيوطي بحكم صرفه عنها.(۱)

اس سال یعنی ۹۰۶ھ میں آنجناب شیخ جلال الدین سیوطی روپوش ہو گئے کیونکہ سلطان وقت نے انہیں طلب کیا تھا کہ موقع پاکر انہیں قتل کرا دے اور ان دونوں میں اس وقت سے چپقلش چلی آ رہی تھی جب سلطان عادل دواداریہ کبریٰ کے عہدہ پر مامور تھا ان میں بہت سی ایسی باتیں ہوئیں جن کا ذکر موجب طوالت ہے جب شیخ موصوف روپوش ہو گئے تو سلطان نے انہیں معزول کر کے شیخ یٰسین بلبیسی کا خانقاہ بیبرسیہ کی صدارت کے منصب پر تقرر کر دیا۔

---

(۱) بدائع الزہور فی وقائع الدہور ج ۱ ص ۴۱، ۴۲، ۴۳

شاہان مملیک میں ملک عادل طومان بای جور و ستم اور خونریزی و سفاکی میں اپنی نظیر آپ تھا۔ اس کا دور حکمرانی تین ماہ اور چند یوم سے زیادہ نہیں رہا۔ یہ پوری بحث علامہ موصوف کے روپوشی میں، مصر کی بدائع الزہور میں ہے۔

وكان ظلوما تباي الدوادار محطا عليه فلما تسلطن طومان باي اختفى الشيخ جلال الدين الاسيوطي في مدة سلطنته (۱)

ظلوما نبادوار اور علامہ موصوف سے ناراض تھا جب اس کو اقتدار حاصل ہوا تو اس کے دور حکمرانی میں جلال الدین سیوطی کو روپوشی ہی رہنا پڑا۔

یہ روپوشی ملک عادل طومان بای کے قتل کے بعد عزلت نشینی میں تبدیل ہوگئی اور علامہ موصوف پھر ایسے گوشہ نشین ہوئے کہ ۹۰۶ھ میں جب خانقاہ بیبرسیہ کی صدارت دوبارہ پیش کی گئی تو اس کو قبول نہیں کیا اور تا حیات گوشہ عزلت سے باہر قدم نہیں رکھا جیسا کہ آگے آئے گا۔

شاہان وقت سے تعلقات

علامہ سیوطی کا خاندان دینی اور دنیوی دونوں حیثیتوں سے بہت ممتاز تھا، پھر موصوف کی پرورش شاہی محل میں ہوئی تھی اس لئے سلاطین اور امراء سب ہی سے واقف تھے، دربار میں آپ کا اثر تھا، سلطان عبدالعزیز متوکل باللہ ثانی جو ۸۸۴ھ میں سریر آرائے خلافت ہوا بہت نیک دل، متواضع، ہوشمند، صاحب علم اور اہل علم کا قدردان تھا۔ مورخ ابن ایاس حنفی کا بیان ہے۔

كفوء للخلافة، وافر العقل، سديد الرأي، له اشتغال بالعلم، متواضع، كثير العشرة للناس من خيار بني العباس (۲)

---

(۱) بدائع الزہور ج ۴ ص ۳۳۹

(۲) ملاحظہ ہو بدائع الزہور فی وقائع الدہور طبع بولاق مصر ج ۲ ص ۲۲۳

یہ خلافت کا اہل' نہایت دانشمند' صاحب الرائی' علم سے واقف' متواضع' طمنسار اور بنی عباس میں سب سے بہتر تھا۔

علامہ سیوطی اس کے مخدوم زادہ اور اپنے وقت کے نامور عالم تھے اس لئے ان کی قدر کرتا اور نہایت ادب واحترام سے پیش آتا تھا موصوف بھی اس کو مولانا 'امیر المؤمنین و خلیفۃ رسول اللہ ﷺ' و ابن عم' سید المرسلین' الامام' المتوکل علی اللہ و اعزبہ الدین(۱) کے الفاظ سے یاد کرتے اور دعائیں دیتے تھے' علامہ سیوطی کے کہنے سے مسندین وقت نے خلیفہ کو روایت حدیث کی سند دی' موصوف نے شیوخ وقت کی ان روایات کو جو انہوں نے خلیفہ سے بیان کی تھیں ایک کتاب میں یکجا کیا ہے علامہ سیوطی حسن المحاضرہ میں فرماتے ہیں۔

و اجازلہ باستدعائی جماعۃ من المسندین وقد خرجت لہ عنہم جزاء حدث بہ(۲)

میری استدعا پر مسندین وقت نے خلیفہ کو روایت حدیث کی اجازت دی اور ان حدیثوں کو جو انہوں نے ان سے بیان کی تھیں میں نے ایک جزء میں تخریج کر دی ہے۔

اسی خلیفہ کے لئے علامہ سیوطی نے بنی عباس کے فضائل میں دو کتابیں لکھی تھیں' وہ حسن المحاضرہ میں رقم طراز ہیں۔

---

(۱) کتاب الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام یہ رسالہ الحاوی للفتاوی میں شامل ہے "الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۹۳

(۲) حسن المحاضرہ ج ۲ ص ۵

والفت برسمه كتاب الاساس في فضل بني العباس و كتاب رفع الباس عن بني العباس (۱)

میں نے انہی کے ایماء پر کتاب الاساس فی فضل بنی العباس اور کتاب رفع الباس عن بنی العباس لکھی تھیں۔

متوکل باللہ ثانی فرمائش کر کے ان سے کتابیں لکھواتا تھا قرآن مجید میں غیر زبانوں کے الفاظ کی تحقیق میں علامہ سیوطی کا جو رسالہ ہے وہ بھی اسی کے ایماء سے لکھا تھا اسی لئے وہ المتوکلی کے نام سے موسوم ہے علامہ جب کسی شاہی تقریب کے موقع پر اس کے دربار میں جاتے تو وہ کسی نادر کتاب سے کوئی نہ کوئی عجیب و غریب سوال دیکھ کر ان سے پوچھتا چنانچہ جب ۸۹۹ھ میں سال نو کی تقریب میں قلعہ میں دربار منعقد ہوا اور اعیان مملکت اور علماء خلیفہ کو سال نو کی مبارکباد دینے وہاں گئے تو علامہ سیوطی بھی تشریف لے گئے (۲) خلیفہ نے ملاقات کے بعد ان سے سوال کیا کہ ایسا فعل مسنون کونسا ہے جو رسالت مآب ﷺ نے نہیں کیا پھر بھی وہ سنت ہے علامہ اس وقت تو خاموش رہے مگر بعد

---

(۱) حسن المحاضرہ ج ۲ ص ۸۵

(۲) ملحوظ خاطر رہے کہ سال نو کی تہنیت اور مبارکبادی کو فقہا نے مباح لکھا ہے موصوف التهنية بالفضائل العليه و المناقب العبيه میں حافظ عبد العظیم منذری سے ناقل ہیں۔

انه مباح ليس بسنة و لا بدعة نقله الغزی فی شرح المنهاج ولم یزد علیه

(الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۸۳)

یہ امر مباح ہے نہ سنت ہے نہ بدعت علامہ غزی نے شرح المنہاج میں یہی نقل کیا ہے اور اس سے زائد کچھ نہیں لکھا ہے۔

میں اس کا نہایت جامع جواب لکھ کر خلیفہ کو بھیجا' مورخ ابن ایاس کا بیان ہے۔

"پھر جب ۸۹۹ھ شروع ہوا اور محرم میں قاضی سال نو کی مبارکباد پیش کرنے قلعہ شاہی تک پہنچے تو شیخ جلال الدین سیوطی بھی گئے جب وہ بیٹھ گئے تو سلطان وقت نے ان سے ایک ایسی سنت کے بارے میں سوال کیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے مسنون قرار دیا اور خود نہیں کیا جلال الدین سیوطی یا کسی اور نے تبحر و وسعت معلومات کوئی جواب نہ دے سکے سلطان کے پاس ایک کتاب تھی جس کا نام ذخیرۃ الفقہاء تھا (وہ اس میں سے دیکھ کر سوال کیا کرتا تھا) اس کے بعد شیخ جلال الدین نے اس مسئلہ کا نہایت بہتر اور شافی جواب لکھ کر بھیجا کہ اس فعل سے مراد اذان ہے اذان آپ ﷺ نے کبھی نہیں دی پھر بھی وہ سنت ہے اور صحیح واقعہ یہ ہے کہ ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے اذان دی ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے علامہ نے اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا اور اس میں بہت سی وہ باتیں بیان کیں جو مسنون ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے نہیں کی ہیں"(۱)

خلیفہ متوکل باللہ ثانی کی نظر میں علامہ سیوطی کی جو قدر و منزلت تھی اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ قاضی القضاۃ (امیر عدلیہ) جیسے اہم اور جلیل القدر منصب پر اس نے انہی کا انتخاب کیا تھا۔

علامہ سیوطی کو جس طرح عباسی خلفاء کے دربار میں اثر و رسوخ حاصل تھا' اسی طرح شاہان چراکسہ اور ممالیک کے دربار میں بھی انہیں اعزاز و اکرام و ساحل تھا بلکہ اشرف قایتبائی جرکسی تو ان کے بڑے مراسم تھے علامہ نے

---

(۱) ملخص از تاریخ ابن ایاس مطبوعہ بولاق مصر ۱۳۱۱ھ ج ۲ ص ۲۸۰

تاریخ الخلفاء میں اس کے حج کا واقعہ نقل کیا ہے اور اس کی داد و دہش کی تعریف کی ہے(۱) جب علامہ سیوطی کو موقعہ ملتا اس کو نصیحت اور سلطنت کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے اور قیام سلطنت کی ترغیب دیتے تھے ملک اشرف کے لئے علامہ سیوطی نے الاحادیث المنیفه فی السلطنة الشریفه لکھی تھی جس میں قیام سلطنت کی ترغیب اور اس کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے متعلق حدیثوں میں جو فضیلتیں آئی ہیں ان کو بیان کیا ہے(۲)

سلطان ابو النصر سیف الدین قانصوہ غوری المتوفی ۹۲۲ھ سے بھی جو شعر و ادب کا دلدادہ اور نہایت شجاع تھا علامہ کے نہایت خوشگوار تعلقات تھے اس کے بعض موشحات کی انہوں نے شرح بھی لکھی ہے جس کا نام النفح الظریف علی الموشح الشریف ہے اس کے دربار کی علمی مجلسوں میں موصوف بھی شریک ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ سلطان قانصوہ غوری کی مجلس میں سبز چادر جسے علماء و مشائخ شانوں پر ڈالتے تھے جسے عربی میں طیلسان کہتے ہیں موضوع بحث بن گئی یہ چونکہ عجمیوں کا لباس تھا اس لئے بعض علماء نے اس کا استعمال مکروہ کہا ہے مگر علامہ موصوف نے اس کو مستحب قرار دیا اس کے ثبوت میں کشف اللسان عن ذم الطیلسان اور الاحادیث الحسان فی فضل الطیلسان نامی دو رسالے لکھے قول الذکر کے متعلق سید انور شاہ کشمیری فیض الباری میں فرماتے ہیں۔

---

(۱) تاریخ الخلفاء طبع قاہرہ ۱۹۵۲ء ص ۵۱۵

(۲) کشف الظنون ج ۱ ص ۱۴

الطیلسان ثوب کان العرب یلقونہ علی رؤسھم و فیہ دلیل علی ان الطیلسان کان من سیماء الیھود فھل یکون مکروھا فحقق السیوطی فی رسالۃ تسمی بکشف اللبسان عن ذم لبس الطیلسان استحبا بہ و ادعی ان الصالحین کانوا یستعملونہ و کتب ان الشیخ ابن الھمام کان یلبسہ (۱)

طیلسان ایک کپڑا (چادر) ہے جو عرب اپنے سروں پر ڈالا کرتے تھے اس حدیث میں اس امر پر دلیل ہے کہ طیلسان یہود کے مہوسمات کی علامت خصوصی تھی کیا ایسی صورت میں اس کا استعمال مکروہ ہوگا شیخ جلال الدین سیوطی نے اس موضوع پر ایک رسالہ میں جس کا نام کشف اللبسان عن ذم الطیلسان ہے محققانہ کلام کیا ہے اور اس کو مستحب لکھا ہے اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ بزرگان دین اس کو استعمال کرتے تھے اور ابن الہمام بھی اس کو اوڑھتے تھے۔

امراء میں نائب طرابلس و حلب ایتال الاشقر اور امیر برکبای جرکسی سے بھی موصوف کے خصوصی مراسم تھے جامع شیخونیہ میں مشیخۃ الحدیث کے منصب پر تقرر میں ان کی مساعی کو بھی دخل تھا۔

---

(۱) ملاحظہ ہو فیض الباری ج ۱ ص ۳۲ اور واضح رہے علامہ سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ میں محقق ابن ہمام کے تذکرہ میں ان کے استعمال طیلسان کا ذکر کیا ہے موصوف کے الفاظ ہیں۔

کان الشیخ یلازم لبس الطیلسان کما ھو السنۃ و یرخیہ کثیرا علی وجھہ وقت حضور الشیخونیۃ

شیخ ابن ہمام ہمیشہ طیلسان کو اوڑھتے تھے جیسا کہ سنت ہے اور جامع شیخونیہ میں حاضری کے وقت اس کو چہرے پر زیادہ تر ڈالے رہتے تھے۔

امراء و ملوک سے علامہ کے جو مراسم و تعلقات تھے ان سے خلق خدا کو فائدہ پہنچتا تھا ۹۰۶ھ میں جب علامہ دنیا چھوڑ کر روضۃ المقیاس میں عزلت نشین ہو گئے تو بعض احباب نے عرض کی ایسا کرنا اسلاف کے طرز عمل کے خلاف ہے وہ لوگوں کے مفاد کی خاطر شاہان وقت کے یہاں آمدورفت رکھتے تھے علامہ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ سلف کا اجماع اور دین کی سلامتی اب ان سے ترک تعلقات میں ہے' اس دعوے کے ثبوت میں انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام ما رواہ الا ساطین فی عدم التردد الی السلاطین ہے۔ حافظ سید مرتضی بلگرامی نے اتحاف السادۃ المتقین شرح احیاء علوم الدین میں شاہان وقت سے اجتناب کے ثبوت میں اس رسالہ سے بہت کچھ استفادہ کیا ہے(۱) محدث نجم الدین غزی نے الکواکب السائرہ میں بصراحت لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب کو نظم کا جامہ پہنایا ہے اور یہ نہایت جامع و لطیف منظومہ ہے اس میں میرے کچھ اضافے بھی ہیں (۲)

سیر و سیاحت

بعض مصریین کا خیال ہے کہ علامہ سیوطی کو سیر و سیاحت کا بھی شوق تھا انہوں نے جن ممالک کی سیاحت کی ہے ان میں شام' یمن' حجاز' ہندوستان اور بلاد مغرب سب داخل ہیں وہ خود حسن المحاضرہ میں رقمطراز ہیں۔

سافرت بحمد اللہ تعالیٰ الی بلاد الشام والحجاز والیمن والھند والمغرب والتکرور (۳)

---

(۱) اتحاف السادۃ المتقین ج ۳ ص ۱۳۶
(۲) الکواکب السائرۃ تذکرہ علامہ سیوطی
(۳) حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۹۰

میں نے بحمد اللہ تعالیٰ بلاد شام، حجاز، یمن، ہندوستان، بلاد مغرب اور تکرور کی سیاحت کی ہے۔

خلوت گزینی اور یادِ الٰہی

علامہ سیوطیؒ کی خلوت نشینی کا آغاز تو ۸۹۰ھ میں ہو چکا تھا لیکن ۹۰۶ھ میں جو حالات پیش آئے ان کی وجہ سے ان کا دل دنیا اور اہل دنیا سے بالکل سرد ہو گیا اور وہ اپنے گھر میں جو روضۃ المقیاس میں واقع تھا ایسے خلوت نشین ہوئے کہ مرتے دم تک باہر قدم نہیں نکالا۔ تحقیق و تصنیف کا زیادہ تر کام اسی زمانہ میں ہوا ہے۔ مورخ نجم الدین غزی الشافعی (۱۰۶۱ھ) الکواکب السائرۃ میں لکھتے ہیں:۔

ولما بلغ اربعين سنة من عمره اخذ في التجرد للعبادة و الانقطاع الى الله تعالى و الاشتغال به صرفا و الاعراض عن الدنيا و اهلها كانه لم يعرف احدا منهم و شرع في تحرير مؤلفاته و ترك الافتاء و التدريس و اعتذر عن ذلك في مؤلف الفه في ذلك و سماه بالتنفيس (۱) و اقام في روضة المقياس فلم يتحول منها الى ان مات (۲)

کاروانِ عمر جب چالیسویں منزل میں پہنچی تو علامہ خلوت میں بیٹھ گئے عبادت اور یادِ الٰہی میں ہمہ تن مشغول رہنے لگے دنیا اور اہل دنیا سے اس طرح منہ موڑ لیا گویا کبھی ان دنیا داروں میں سے کسی سے شناسائی نہ تھی اور تصنیف و تالیف کا کام شروع کیا فتویٰ لکھنا اور درس دینا چھوڑ دیا ایک رسالہ بھی عذر خواہی کے

---

(۱) اس رسالہ کا پورا نام التنفیس فی الاعتذار عن ترک الافتاء والتدریس ہے
(۲) الکواکب السائرۃ ج ۱، ص ۲۲۸

سلسلہ میں لکھا جس کا نام التنفیس ہے روضۃ المقیاس میں اقامت پذیر ہوئے اور مرتے دم تک یہاں سے نہیں نکلے۔

خلوت نشینی کے دور کی اجازت روایت جن تلامذہ کو حاصل ہو سکی ہے وہ روضۃ المقیاس میں قرأت وسماعت کے بعد ہوئی ہے شیخ تاج الدین حنفی مکی کی اوائل العلقمی میں مذکور ہے۔

قال وذكر السنهوري انه سأل العلقمي كيف اخذتم الجامع عن مؤلفه قال كنا نذهب مع السيد الشريف يوسف الارميوني الى الروضة نطرق باب الحافظ السيوطي فان كان السيد يوسف معنا فتح الباب والا فلا والسيد يوسف يقرأ ونحن نسمع (١)

(حافظ مکی فرماتے ہیں) امام سنہوری نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنے شیخ علقمی سے دریافت کیا کہ آپ کو علامہ سیوطی سے جامع الصغیر کی سند کیسے ملی (علامہ موصوف تو زمانہ تالیف میں عزلت نشین تھے) علقمی نے فرمایا کہ ہم سید شریف یوسف ارمیونی کے ہمراہ روضۃ المقیاس جاکر حافظ سیوطی کا دروازہ کھٹکھٹاتے اگر ہمارے ہمراہ سید موصوف ہوتے تو دروازہ کھلوا جاتا ورنہ نہیں، سید یوسف قرأت کرتے اور ہم سنتے تھے۔

اس زمانہ میں طالبان حدیث روایت حدیث کی اجازت کے لئے در دولت پر حاضر ہوتے تو علامہ انہیں شرف تلمذ بخشتے اور مشہور کتابوں سے دیکھ کر حدیثیں سنا کر روایت حدیث کی اجازت سے سرفراز فرماتے تھے۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی کا شمار اسی قسم کے تلامذہ میں ہے شیخ شعرانی کا بیان ہے۔

---

(۱) اوائل العلقمی از شیخ تاج الدین قلعی حنفی کی بحوالہ فہرس الفہارس والاثبات ج ۱ ص ۶۳

ارسل لي ورقة مع والدي باجازته لي بجميع رواياته واجتمعت به مرة واحدة فقرأت عليه بعض احاديث من الكتب الستة و شيئا من المنهاج في الفقة تبركا ثم بعد شهر سمعت ناعيه ينعي موته فحضرت الصلوة عليه عند الشيخ احمد الا باريقي بالروضة عقب صلوة الجمعة (۱)

(علامہ موصوف نے) میرے والد کے ہاتھ مجھے اپنی تمام مرویات وتالیفات کی اجازت تحریر فرماکر بھیجی پھر علامہ کی وفات سے کچھ پہلے میں مصر آیا اور مجھے بھی ایک مرتبہ ہم نشینی کی سعادت حاصل ہوئی میں نے علامہ سے صحاح ستہ کی چند حدیثیں اور فقہ میں المنہاج کا کچھ حصہ برکت کی غرض سے پڑھا اس کے ایک مہینہ کے بعد موت کی خبر کی منادی کرنے والے نے ان کی موت کی خبر سنائی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے میں بھی بعد نماز جمعہ شیخ احمد ابریقی کے پاس روضہ میں حاضر ہوا۔

وفات

علامہ سیوطی کو آخر عمر میں دائیں بازو میں درد ہو کر ورم آ گیا تھا تکلیف روز بروز بڑھتی گئی ایک ہفتہ یہی تکلیف سے مضطر رہے اسی مرض میں شب جمعہ ۱۹ جمادی الاولی ۹۱۱ھ ۱۵۰۵ء کو اپنے مکان واقع روضۃ المقیاس میں وفات پائی حسب تصریح غزی انتقال کے وقت علامہ کی عمر ۶۱ سال ۱۰ مہینے اور اٹھارہ دن تھی (۲) جنازہ میں عوام وخواص سب نے شرکت کی جمعہ کے دن قرافہ کے باہر حوش قوصون میں دفن کیے گئے۔

---

(۱) ملاحظہ ہو ذیل طبقات للشعرانی مولانا امام ابن جنی مطبعہ حلبیہ قاہرہ ۱۳۷۴ھ ص ۳
(۲) ملاحظہ ہو الکواکب السائرۃ ص ۲۲۸

ان کی وفات کی خبر ممالک اسلامیہ میں پہنچی تو وہاں غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی محدث شام حافظ محمد ابن طولون المتوفی ۹۵۳ھ کا جن کو علامہ سیوطیؒ سے کتابۃً روایت حدیث کی اجازت بھی حاصل ہے بیان ہے کہ جمعہ ۱۵ رجب ۹۱۱ھ کو شیخ جلال الدین سیوطی کی وفات کی خبر مشہور ہوئی اور بعد نماز جمعہ جامع اموی دمشق میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی (۱) وفات کے تین سو برس بعد ۱۲۱۱ھ میں ان کے مزار پر قبہ تعمیر کیا گیا شیخ علی مبارک رومی المتوفی ۱۳۱۱ھ کا بیان ہے۔

دفن بحوش قوصون خارج باب القرافة و قبره ظاهر يزار و عليه قبة و على باب القبة تاريخ عمارة جرت فيها سنة احدى عشرة و مائتين والف و يعمل له بها مولد كل سنة في شعبان (۲)

حوش قوصون میں در قرافہ کے باہر ان کو دفن کیا گیا ان کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے مزار پر ایک قبہ ہے قبہ کے دروازہ پر تاریخ تعمیر ۱۲۱۱ھ تحریر ہے ان کا یوم ولادت ہر سال ماہ شعبان میں منایا جاتا ہے۔

باب قرافہ کے باہر حوش قوصون میں مدفون ہونے پر تمام تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے لیکن حوش قوصون میں کس جگہ دفن ہیں اس میں عصر حاضر کے تذکرہ نگاروں کا اختلاف ہے تیمور پاشا نے قبر الامام السیوطی کے نام سے جو مختصر رسالہ لکھا ہے اس میں حوش قوصون کے اندر جامع کبیر کے پاس مدفون بتایا

---

(۱) مفاکہۃ الخلان فی حوادث الزمان طبع قاہرہ ۱۹۶۲ء ج ۱ ص ۳۰۳

(۲) الخطط التوفيقية الجديدة لمصر القاهرة و مدنها و بلادها القديمة و الشهيرة طبع اولیٰ بولاق مصر ۱۳۰۵ھ ج ۶ ص ۵۰

ہے اور یہ تصریح کی ہے کہ اب یہاں تمام قبروں کے آثار مٹ گئے ہیں صرف ان کی قبر پر ایک قبہ باقی رہ گیا ہے یہی علامہ سیوطی کی قبر کا نشان ہے یہ مقام آج بھی زیارت گاہ خلائق ہے لیکن شیخ محمد زاہد کوثری کی تحقیق ہے کہ حوش قوصون میں قلعہ کے نیچے مدفون ہیں(۱)

ان کی وفات پر شاعروں نے بڑے پردرد مرثیے کہے تھے شیخ عبدالباسط بن خلیل حنفی نے بارہ شعروں پر مشتمل ایک بہت پردرد مرثیہ لکھا ہے جس کو جاراللہ ابن طولون نے مفاکہۃ الخلان میں نقل کیا ہے اور اس کے حوالہ سے مؤرخ غزی نے اس کو الکواکب السائرہ میں درج کیا ہے اس کے چند شعر ہدیہ ناظرین ہیں۔

مات جلال الدین غیث الوریٰ　　مجتہد العصر امام الوجود

جلال الدین وفات پاگئے جو مخلوق کے حق میں ابر کرم تھے، مجتہد دوراں اور امام خلق تھے۔

وحافظ السنۃ مہدی الہدی　　ومرشد الضال بنفع الوجود

اور وہ حافظ سنت اور رشد وہدایت کے ہادی تھے اور گمراہ کیلئے نفع رساں رہبر تھے

فیا عیونی انہملی بعدہ　　ویا قلوب انفطری بالوقود

اے میری آنکھو ان کے بعد برابر روتی رہو اور اے قلوب آتش فراق سے پھٹ جاؤ۔

صبرنا اللہ علیہا وازداد　　نعیماً حل دار الخلود

---

(۱) ذیل طبقات الحفاظ للذہبی (ترجمۃ المصنف از محمد زاہد کوثری) طبع دمشق ۱۳۴۷ھ ص ۳۰

اس مصیبت پر اللہ تعالیٰ ہم کو اور ان کی اولاد کو صبر عطا فرمائے کیونکہ وہ غیر فانی جنت میں پہنچ گئے ہیں۔

وعمه منه بوبل الرضی   والغیث بالرحمة بین اللحود (۱)

رضائے الٰہی کی موسلا دھار بارش ان پر برسے اور مزار پر باران رحمت ہو۔

ان کی ہر دلعزیزی اور قبولیت کا یہ عالم تھا کہ غسال نے غسل دینے کے بعد جب ان کی قمیص اور ٹوپی لی تو تبرک سمجھ کر کسی نے قمیص پانچ دینار اور ٹوپی تین دینار میں غسال سے خرید لی تھی۔

---

(۱) ملاحظہ ہو مقامہ الکاوی ص ۳۰۳ اور الکواکب السائرہ ج ۱ ص ۲۳۱

جب سے ان کو تصوف سے شغف رہا استغناء کا وہ مقام حاصل ہوا جو اولیاء اللہ میں بھی کم تر بزرگوں کو حاصل ہو سکا ہے امراء و عمائد سلطنت ان کے در دولت پہ حاضر ہوتے مگر علامہ اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کرتے وہ تحفے تحائف پیش کرتے اور علامہ واپس کرتے تھے۔

ایک مرتبہ سلطان اشرف قانصوہ غوری نے جسے علامہ سے بڑی عقیدت تھی خواجہ سرا اور ہزار دینار بھیجے علامہ موصوف نے دینار واپس کئے اور خواجہ سرا کو آزاد کر کے روضہ نبوی میں خادم مقرر کیا اور سلطان کے قاصد سے فرمایا کہ اب کبھی ہمارے پاس تحفے نہ لانا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس قسم کے تحفوں سے مستغنی کیا ہے سلطان وقت نے کئی مرتبہ ان کو بلایا مگر وہ ایک مرتبہ بھی نہیں گئے۔

فضل و کمال

علامہ سیوطیؒ علمی و مذہبی دونوں کمالات کے اعتبار سے ان ائمہ اسلام میں سے تھے جن کے فضل و کمال اور جلالت علمی پہ تذکرہ نگاروں کا اتفاق ہے شیخ الاسلام محمد غزی المتوفی ۱۰۶۱ھ نے الکواکب السائرہ میں ان کا تذکرہ ان الفاظ سے کیا ہے۔

الشیخ العلامۃ الامام المحقق المدقق المسند الحافظ شیخ الاسلام جلال الدین۔ صاحب المؤلفات الجامعۃ والمصنفات النافعۃ (۱)

مورخ ابن العماد حنبلی متوفی ۱۰۸۹ھ نے "المسند المحقق المدقق صاحب المؤلفات الفائقۃ النافعۃ" (۲) سے ان کے ذکر کا آغاز کیا ہے حافظ شمس الدین محمد بن طولون نے

---

(۱) ملاحظہ ہو الکواکب السائرہ ج ۱ ص ۲۲۶

(۲) شذرات الذہب فی اخبار من ذہب ج ۸ ص ۵۲

مفاکہۃ الخلان فی حوادث الزمان میں لکھا ہے۔ کان بارعا فی الحدیث و غیرہ من العلوم؛ (۱) (وہ علوم حدیث وغیرہ میں ماہر تھے) اور سید مرتضیٰ بلگرامی المتوفی ۱۲۰۵ھ علامہ موصوف کو "خاتمۃ المتاخرین فی سائر الفنون" (۲) کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

قاضی محمد بن علی شوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ البدر الطالع میں علامہ کی نسبت فرماتے ہیں:-

الامام الکبیر صاحب التصانیف۔ برز فی جمیع الفنون و فاق الاقران واشتھر ذکرہ و بعد صیتہ (۳)

امام کبیر، صاحب تصانیف تمام علوم میں ممتاز، اپنے معاصرین سے فائق تھے، دور دور ان کا چرچا اور شہرہ تھا۔

حافظ سید عبدالحی کتانی فہرس الفہارس والاثبات میں لکھتے ہیں۔

ھذا الرجل کان نادرۃ من نوادر الاسلام فی القرون الاخیرۃ حفظا و اطلاعا و مشارکۃ و کثرۃ تالیف (۴)

سیوطی اس اخیر دور میں حفظ واطلاع علوم سے وابستگی اور کثرت تالیفات میں اسلام کی معدودہ روزگار شخصیتوں میں سے تھے۔

حافظہ

علامہ سیوطی کو خدا نے حافظہ بھی غیر معمولی عطا کیا تھا لاکھوں حدیثیں

---

(۱) مفاکہۃ الخلان ص ۳۰۲

(۲) تاج العروس مقدمہ ص ۵

(۳) البدر الطالع طبع قاہرہ ۱۳۴۸ھ

(۴) فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۲

زبانی یاد تھیں' محدث شمس الدین محمد بن قاسم بونی المتوفی ۱۰۴۳ھ کے ثبت (فہرس شیوخ) میں مذکور ہے۔

انه حفظ ثلاثمائة الف حديث وكان مراده ان يجمع جميعها كلها في كتاب واحد(۱)

موصوف نے تین لاکھ حدیثیں یاد کی تھیں اور ان کا مقصد ان سب کو ایک کتاب میں جمع کرنا تھا۔

لیکن یہ بیان مبالغہ سے خالی نہیں' علامہ سیوطی نے تصریح کی ہے کہ انھیں دو لاکھ حدیثیں یاد تھیں' شمس الدین محمد داؤدی المتوفی ۹۴۵ھ موصوف سے ناقل ہیں۔

اخبر عن نفسه انه يحفظ مئتي الف حديث قال ولو وجدت اكثر لحفظته قال ولعله لو يوجد علي وجه الارض الآن اكثر من ذالك(۲)

کہ سیوطی نے اپنے متعلق بیان کیا تھا کہ انھیں دو لاکھ حدیثیں یاد ہیں اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر مجھے اس سے زیادہ حدیثیں ملی ہوتیں تو میں ان کو بھی یاد کر لیتا' ان ہی کا قول ہے کہ اب روئے زمین پر شاید اس سے زیادہ حدیثیں موجود نہیں۔

حفاظ حدیث میں علامہ سیوطی کا پایہ اتنا بلند ہے کہ متاخرین علماء میں حفظ حدیث کا ان پر خاتمہ ہے علامہ حافظ شہاب الدین احمد خفاجی المتوفی ۱۰۶۹ھ نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض میں رقمطراز ہیں۔

الحافظ وصف لكل من اكثر رواية الحديث و اتقنها وقد انقطع

---

(۱) ثبت البونی بحوالہ فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۲

(۲) الكواكب السائرة ج ۱ ص ۲۲۸ و شذرات الذہب ج ۸ ص ۵۳

هذا في عصرنا وكان آخر الحفاظ السيوطي والسخاوي (۱)

حافظ ہر اس عالم کا وصف و لقب ہے جس نے کثرت سے حدیثیں روایت کیں اور اس میں اتقان و پختگی حاصل کی، ہمارے زمانے میں یہ بات جاتی رہی، آخری زمانے میں علامہ سیوطیؒ اور سخاویؒ حافظ گزرے ہیں۔

وسعت نظر

علامہ سیوطیؒ کو علوم اسلامیہ میں درک حاصل تھا اور ان علوم میں ان کی حذاقت و مہارت تمام معاصرین میں مسلم ہے علوم حدیث میں وسعت نظر، کثرت معلومات میں بھی ان کا مرتبہ اپنے معاصرین میں سب سے بلند ہے ان کے سوانح نگار شمس الدین داؤدی المتوفی ۹۴۵ھ کا بیان ہے۔

كان اعلم اهل زمانه بعلم الحديث و فنونه و رجاله و غريبه و استنباط الاحكام منه (۲)

علامہ سیوطی علم حدیث، فنون حدیث، رجال، غریب حدیث اور حدیث سے احکام کے استنباط میں اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ نے بھی طبقات الصغریٰ میں علامہ کے متعلق یہی الفاظ نقل کئے ہیں (۳) شیخ شمس الدین داؤدی اور علامہ شعرانی کے مذکورہ بالا بیانات کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ علوم حدیث میں ان کا ذکر کوئی سر

---

(۱) نسیم الریاض طبع قاہرہ ج ۱ ص ۳۷

(۲) ملاحظہ ہو الکواکب السائرہ ج ۱ ص ۲۲۸ و شذرات الذہب ج ۸ ص ۵۳

(۳) فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۳۵۳

قرار دیا جاسکتا ہے تو وہ حافظ شمس الدین سخاوی ہیں، حافظ سخاوی کے علوم میں اتقان و
پختگی زیادہ پائی جاتی ہے تحریر میں شان ایجاز و جامعیت بھی ہے مگر کثرت معلومات اور
وسعت نظر میں حافظ سخاوی علامہ سیوطی کو نہیں پہنچتے متاخرین علماء میں اصول
حدیث کی جیسی خدمت حافظ سخاوی اور علامہ سیوطی نے کی ہے اس میں ان کا کوئی
سہیم و شریک نہیں، حافظ سخاوی نے الفیہ عراقی کی نہایت مفید و جامع شرح فتح المغیث
بشرح الفیۃ الحدیث لکھی جس پر خود ان کو ناز ہے، فرماتے ہیں۔

فتح المغیث بشرح ألفیة الحدیث وهو مع اختصار فی مجلد ضخم
وسبك المتن فیه علی وجه بدیع لا یعلم فی هذا الفن اجمع منه ولا
اکثر تحقیقا لمن تدبره (۱)

فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث مختصر ہونے کے باوجود ایک ضخیم جلد میں آئی ہے،
اس میں متن کتاب کو نہایت خوبی کے ساتھ انوکھے طریقے پر پیش کیا گیا ہے،
جو بھی اس میں غور و فکر کرے گا وہ سمجھ لے گا کہ اس فن میں یہ سب سے زیادہ
جامع اور محققانہ کتاب ہے۔

علامہ سیوطی نے امام نووی کی کتاب التقریب والتیسیر لمعرفۃ سنن البشیر
والنذیر کی شرح تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی کے نام سے مرتب کی ہے، یہ
دونوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں، اور حق یہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں کمال فن کا شاہکار ہیں،
اگر دقت نظر میں حافظ سخاوی کا پایہ بلند ہے تو وسعت نظر اور کثرت معلومات میں
علامہ سیوطی کا مقام بہت اونچا ہے، بلکہ تدریب الراوی میں بعض ایسی تحقیقیں بھی ہیں
جن سے حافظ سخاوی کی کتاب فتح المغیث یکسر خالی ہے۔

---

(۱) البدر الطالع بترجمہ صاحب الضوء اللامع طبع قاہرہ ۱۳۴۸ھ ص ۱۲

احادیث مشتہرہ(۱) کے موضوع پر حافظ سخاوی نے "مقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ" لکھی تو علامہ سیوطی نے "الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ" ترتیب دی' یہ دونوں کتابیں بھی اپنے موضوع پر بہت خوب ہیں اور زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں حافظ سخاوی کی کتاب زیادہ جامع ہے لیکن علامہ سیوطی کی کتاب معلومات کے اعتبار سے مقاصد حسنہ سے بالکل مختلف ہے مورخ ابن العماد حنبلی المتوفی ۱۰۸۹ھ کا بیان ہے۔

هو اجمع واتقن من كتاب السيوطي المسمى بالجواهر المنتثرة في الاحاديث المشهورة وفي كل منهما ما ليس في الآخر (۲)

یہ (مقاصد حسنہ) علامہ سیوطی کی کتاب سے جس کا نام جواہر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرہ ہے' زیادہ جامع اور عمدہ کتاب ہے لیکن ہر ایک میں معلومات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

متون احادیث میں علامہ سیوطی کی الجامع الکبیر کی کوئی نظیر نہیں۔

وسعت نظر اور کثرت معلومات میں علامہ سیوطی کا پایہ حافظ ابن حجر عسقلانی سے بھی فی الجملہ بلند ہی ہے' شیخ عبدالوہاب شعرانی نے طبقات الصغریٰ میں لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے متعدد حدیثوں کی تبییض کی تھی لیکن ان حدیثوں کے مراتب اور تخریج ان حدیث کا علم نہ ہو سکا تھا' علامہ سیوطی نے ان کی تخریج کی اور ان کے مراتب حسن' ضعیف وغیرہ کو بیان کیا۔

---

(۱) احادیث مشتہرہ سے مراد وہ مشہور حدیثیں ہیں جو زبان زد خاص وعام ہوں اور ان کی صحت ثابت نہ ہو یا سند میں کلام ہو۔

(۲) ملاحظہ ہو شذرات الذہب فی اخبار من ذہب طبع قاہرہ ۱۳۵۱ھ ج ۸ ص ۱۶

شیخ الاسلام تقی الدین المناوی نے پوچھا ان کی حدیثیں جن کی حافظ ابن حجر عسقلانی نے تبیین کی تھی اور وہ ان کے مرتبہ و مقام کو متعین نہیں کر سکے تھے بعض راویوں حدیث کو بھی الٹ پلٹ کر دیا تھا، وہ ان حدیثوں کو علامہ سیوطی کے پاس لے کر گئے انہوں نے ان کو دیکھ کر بتایا کہ فلاں فلاں کتاب میں موجود ہیں اور ان کا درجہ یہ ہے شیخ الاسلام مناوی نے ان کے ہاتھوں کو چوم لیا اور فرمایا۔

واللہ ما کنت اظن انک تعرف شیئاً من ھذا فاجعلنی فی حل

فانی تعصبت و تعصبت بالحاسدین علیک (۱)

واللہ میں یہ خیال بھی نہیں کر سکتا تھا کہ آپ کو ان سے متعلق کچھ علم ہوگا میں نے آپ کی جو غیبت بھی کی ہو اس کو معاف کر دیجئے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے "بستان المحدثین فی تذکرۃ کتب الحدیث والمحدثین" میں حافظ ابن حجر عسقلانی اور علامہ جلال الدین سیوطی میں نہایت عمدہ محاکمہ کیا ہے فرماتے ہیں:۔

"تصانیف ابن حجر زیادہ ترمنقح و پختہ است و محرر و محکم تراز تصانیف جلال الدین سیوطی است زیراکہ تصانیف جلال الدین سیوطی در عدد بیشتر است لیکن تصانیف ابن حجر اکثر کتاب و کبیر الحجم واقع اند و مضامین جدیدہ و فوائد مفیدہ دارند بخلاف تصانیف جلال الدین سیوطی، چنانچہ بر عالم متبحر پوشیدہ نماند و اتقان و ضبط در علم حافظ ابن حجر بیشتر از علم جلال الدین سیوطی است اگر چہ در تعدد انواع علوم جلال الدین سیوطی زیادہ باشد" (۲)

---

(۱) فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۲۵۲

(۲) بستان المحدثین اردو مطبوعہ دہلی ۱۸۹۸ء ص ۲۴۹

ابن حجر عسقلانی کی ڈیڑھ سو سے زیادہ تصنیفات ہیں اور وہ جلال الدین سیوطیؒ کی تالیفات سے بہتر اور زیادہ پختہ و محکم ہیں جلال الدین سیوطیؒ کی تصانیف گو تعداد میں زیادہ ہیں لیکن ابن حجرؒ کی تصنیفات اکثر بڑی اور ضخیم ہیں اور نئے نئے مضامین اور مفید فوائد سے مالا مال ہیں سیوطیؒ کی تالیفات میں یہ باتیں نہیں ہیں چنانچہ یہ حقیقت متبحر عالم سے پوشیدہ نہیں علم میں پختگی اور مضبوطی حافظ ابن حجرؒ کے یہاں سیوطیؒ کی بہ نسبت زیادہ ہے اگرچہ وسعت نظر اور فی الجملہ آگہی سیوطی کے یہاں زیادہ ہے

ہفت علوم میں مہارت

یوں تو علامہ سیوطی جامع العلوم تھے لیکن سات علوم میں ان کو کمال حاصل تھا ان کا خود بیان ہے کہ :

"اللہ تعالیٰ نے مجھے سات علوم میں مہارت عطا کی ہے ۱۔ تفسیر ۲۔ حدیث ۳۔ فقہ ۴۔ نحو ۵۔ معانی ۶۔ بیان ۷۔ بدیع عرب اور بلیغوں کے طریقہ پر عجمیوں اور فلسفیوں کے طرز پر نہیں میرا اعتقاد ہے اور مجھے یقین ہے کہ فقہ اور نقول کے علاوہ ان سات علوم میں اس مرتبہ پر پہنچا ہوں کہ اس پر میرے استادوں میں سے کوئی بھی نہیں پہنچا اوروں کا ذکر ہی کیا ہے البتہ فقہ کے بارے میں ایسا نہیں کہہ سکتا اس میں میرے شیخ کو بڑی دسترس حاصل تھی اور ان کی نظر زیادہ وسیع تھی"

ان سات علوم سے کم مہارت اصول فقہ مناظرہ اور علم صرف میں ہے اس سے کم انشاء و فرائض میں اس سے کم قرأت میں اور سب سے کم طب میں ہے۔

علم حساب میرے لئے سب سے بڑا بوجھ ہے میرے ذہن کو اس سے دور کی بھی مناسبت نہیں ہے جب حساب سے متعلق کوئی مسئلہ پیش آتا ہے تو گویا پہاڑ

اضافہ کرتا ہے۔ مزید کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے مجھ میں اجتہاد کی شرائط موجود ہیں یہ بات بطور شکر نعمت کہہ رہا ہوں فخر کے طور پر نہیں، دنیا میں کونسی چیز ہے جسے فخر سے حاصل کیا جائے اب کوچ کا وقت قریب آ گیا ہے، بڑھاپا ظاہر ہو چکا اور زندگی کا خوشگوار حصہ گزر چکا ہے اگر میں کسی مسئلہ پر کوئی کتاب لکھنا چاہتا ہوں تو اس مسئلہ سے متعلق تمام اقوال مع ان کے عقلی و نقلی دلائل کے، ان کے ماخذ اور جواب و مناقشہ کے لکھ سکتا اور مختلف مذاہب میں موازنہ کرکے تحریر کر سکتا ہوں۔ خدا کے فضل سے مجھے یہ قدرت حاصل ہے۔(۱)

مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ میں لکھتے ہیں۔

وإني بحمد الله قد جمعت عندي الحديث والفقه والأصول و سائر الآلات من العربية والمعاني والبيان وغير ذلك فأنا أعرف كيف أتكلم وكيف أقول وكيف أستدل وكيف أرجح.(۲)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھ میں حدیث، فقہ، اصول، عربیت، معانی، بیان سب جمع ہیں میں جانتا ہوں کہ گفتگو کیسے کی جائے بات کیسے کی جائے استدلال کس طرح کیا جائے ترجیح کس طرح دی جائے۔

علامہ سیوطی کے اس بیان سے ان کی نیک نیتی، صاف گوئی اور راست گفتاری کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اپنی خوبیاں اور خامیاں دونوں بے کم و کاست بیان کیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ جب علوم ہفت گانہ میں ان کے تبحر کا چرچا ہوا تو حاسدوں نے کہنا شروع کیا کہ ان کو اجتہاد مطلق کا دعویٰ ہے اور یہ اپنے آپ کو بہت بڑا عالم سمجھتے ہیں اس قسم کے دعوے بھی کوئی عالم کرتا ہے؟

---

(۱) ملاحظہ ہو حسن المحاضرہ ج۱ ص ۱۵۵ اور کتاب التحدث بنعمۃ اللہ ص ۲۰۳

(۲) مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ طبع دوم حیدرآباد دکن ۱۳۱۶ھ ص ۵۰ و ۵۱ بحوالہ الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۲۲۹

"توحید باری تعالیٰ علم منطق کی معرفت پر موقوف ہے اور فن منطق کی تحصیل ہر مسلمان پر فرض ہے"

اس رسالہ میں موصوف نے یہاں تک لکھا ہے کہ منطق ناپاک اور خبیث علم ہے، اس سے دینی اور دنیوی کوئی فائدہ نہیں، اس کی تحصیل فضول اور اس کے ساتھ اشتغال و انہماک حرام ہے، علمائے دین مثلاً امام شافعی، امام الحرمین، غزالی، سلفی، ابن عساکر، ابن الاثیر، ابن الصلاح، عز ابن عبد السلام، ابو شامہ، نووی، ابن دقیق العید، ابو حیان، شرف الدین دمیاطی، ذہبی، طیبی اور مالکیہ میں سے قاضی ابوبکر ابن العربی، ابوبکر طرطوشی، ابو الولید باجی، ابو طالب مکی، ابن المنیر، ابن رشد اور حنفیہ میں سے ابو سعید سیرافی، سراج قزوینی اور حنابلہ میں سے ابن الجوزی، سعد الدین حارثی اور تقی الدین ابن تیمیہ وغیرہ اس کی حرمت کے قائل ہیں(۱) ابن تیمیہ نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں منطق کی مذمت کی ہے اور اس کے اصول و قواعد کو توڑا ہے، اس کا نام نصیحۃ ذوی الایمان فی الرد علی منطق الیونان ہے۔(۲)

علامہ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم زبیدی المتوفی ۱۲۰۵ھ نے اتحاف السادۃ المتقین میں تصریح کی ہے کہ علامہ سیوطی کا یہ رسالہ دراصل ابن تیمیہ کی مذکورہ بالا کتاب کا

---

(۱) مذکورہ بالا علماء میں ایسے علماء کی تعداد کچھ کم نہیں ہے جو منطق و فلسفہ میں حاذق ہوئے ہیں، اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ان ائمہ دین میں سے اکثر کا مزاج اور انداز فکر معقولی ہے، امام غزالی کی کتاب المستصفیٰ جو ان کی آخری تالیفات میں سے ہے اور اصول فقہ میں نہایت سلجھی ہوئی کتاب ہے، اس کے مقدمہ کے چند صفحات کا مطالعہ بھی اگر کسی نے کیا ہے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ امام موصوف کی نظر میں منطق کا مرتبہ و مقام کیا ہے۔

(۲) یہ کتاب مکتبہ القیمہ بمبئی سے الرد علی اہل المنطق کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

مختصر ہے جس میں کہیں کہیں انھوں نے کچھ اضافے اور تفریعات کی ہیں' علامہ بلگرامی کا بیان ہے کہ ان کے معاصرین میں سے فقیہ ابو عبداللہ محمد بن عبدالکریم مغیلی جو ان کے گہرے دوست اور متبحر عالم تھے اور علامہ سیوطی کی نظر میں ان کا علمی پایہ اتنا بلند تھا کہ جب وہ کوئی کتاب لکھتے تو ان کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے جب "القول المشرق" ان کے پاس پہنچی تو انھوں نے اس کی تردید میں ایک رسالہ لکھا' سید مرتضیٰ بلگرامی فرماتے ہیں :-

رد علیه المغیلی غایة الرد و بالغ فی الا نکار علیه وقال فی ذالك قصیدة منها

مغیلی نے ان کی پر زور تردید کی اور ان کے انکار میں مبالغہ سے کام لیا اور اس سلسلہ میں ایک قصیدہ بھی کہا ہے جس کے چند شعر ہدیہ ناظرین ہیں :

سمعت بامر ما سمعت بمثله وکل حدیث حکمه حکم اصله

میں نے ایک ایسی بات سنی کہ اس جیسی بات نہیں سنی تھی ہر بات کا حکم اس کی اصل کے اعتبار سے ہوتا ہے

ایمکن ان المرء فی العلم حجة وینهیٰ عن الفرقان فی بعض قوله

کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی ایک شخص علم میں قابل حجت ہو اور وہ منطق سے جو خطاء اور صواب میں فرق کرنے والی ہو منع کرتا ہو

هل المنطق المعنی الا عبارة عن الحق او تحقیقة حین جهله (۱)

منطق حق اور معقول بات سے عبارت ہے یا جہالت سے تحقیق تک پہنچنے کا نام ہے

---

(۱) ملاحظہ ہو اتحاف السادۃ المتقین مطبوعہ میمنیہ مصر ۱۳۱۱ھ ج اص ۱۷۸

فن منطق کی تحصیل میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے البتہ اس میں ایسا انہماک جس سے احکام شریعت کی بجا آوری میں خلل آتا ہو' بلاشبہ درست نہیں جن فقہاء نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے وہ بھی ایسی ہی صورت میں دیا ہے عنوان کتاب میں لفظ اشتغال بھی اسی حقیقت کا غماز ہے۔

حیرت ہے کہ علامہ سیوطی کو منطق و فلسفہ سے اس قدر بیر ہے' حالانکہ ان کو بھی نازک موقعوں پر اسی سے کام لینا پڑا ہے ان کے معاصر حافظ برہان الدین ابراہیم بن عمر بقاعی شافعی المتوفی ۸۸۵ھ جن کے علم و فضل اور جلالت قدر کا سب کو اعتراف ہے انہوں نے فلاسفہ کے اس قول "لیس فی الامکان ابدع مما کان" (۱) پر ایک معرکۃ الآراء تالیف "دلالۃ البرھان علی ان فی الامکان ابدع مما کان" اور

---

(۱) یہ ایک نہایت معرکۃ الآراء علمی مسئلہ ہے جس پر اتحاف السادۃ المتقین میں حافظ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم زبیدی المتوفی ۱۲۰۵ھ نے لم و بیش چھبیس صفحات میں نہایت محققانہ بحث کی ہے یہاں اس کے متعلق اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ جب یہ تسلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے' ہر چیز کا اس کو علم ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے تو پھر یہ کہنا کہ لیس فی الامکان ابدع مما کان (کہ اللہ تعالیٰ نے عالم کو جس نادر نمونے پر بنایا ہے اس سے بہتر بنانا اس کے امکان میں نہیں) صحیح نہیں کیونکہ اس امر کے تسلیم کرنے سے اس کی قدرت پر حرف آتا ہے' اس کو عاجز ماننا پڑتا ہے بخل کا الزام بھی عائد ہوتا ہے جو اس کی جود و سخا کے خلاف ہے اور ظلم بھی ہے جو عدل کے منافی ہے' انہی وجوہ سے معتزلہ نے اولیٰ و اصلح اور بہتر کی رعایت کو باری تعالیٰ کے لئے واجب کہا ہے۔

اہل السنت والجماعت اصلح کی رعایت کو مانتے ہیں لیکن اس کو واجب نہیں کہتے ہیں بلکہ اس کا تعلق فضل کے قبیل سے قرار دیتے ہیں' اس طرح فلسفہ کا یہ مسئلہ اسلامی عقائد سے ہم آہنگ ہو جاتا ہے اور یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے (جاری ہے)

"تهديم الاركان من ليس في الامكان ابدع مما كان" میں بڑے ٹھوس اور علمی اعتراضات کر کے اس مسئلہ کی حقیقت کو بے نقاب کیا اور بتایا ہے کہ یہ عقیدہ اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے' امام غزالی نے چونکہ سب سے پہلے اس مسئلہ کو اپنی کتابوں میں جگہ دیکر اسلامی عقیدہ کا رنگ دیا تھا جس پر بڑا ہنگامہ ہوا تھا' علامہ بقاعی کی اس بحث نے تکفیر غزالی کے مسئلہ کو نویں صدی ہجری میں ایک مرتبہ پھر سے زندہ کیا' اور سچی بات یہ ہے کہ علامہ بقاعی کے وزنی اعتراضات نے اس وقت کے اہل علم کو جواب دینے سے عاجز کر دیا تھا حافظ سخاوی اس مسئلہ میں علامہ بقاعی کے

جس وقت پیدا کیا ہے وہی اس کے لئے سب سے بہتر شکل ہے اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور وہی اس کی حکمت کو خوب سمجھتا ہے ہم اس امر کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد اس کی شکل نہیں بنائے گا البتہ ہم کہتے ہیں کہ بعد میں اگر اس کے خلاف پایا جائے گا تو وہ اس زمانہ میں اس کیلئے پہلے سے بہتر ہوگا یعنی ہر موجود اپنے وقت میں اپنے خلاف اور ضد کے اعتبار سے بدیع و بہتر ہے بعض اضداد جو یکے بعد دیگرے پائی جاتی ہیں ان میں ہر ایک اپنے وقت کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے بالفاظ دیگر ہر وہ چیز جو ایک وقت میں پائی گئی وہ پہلے والی شے سے بہتر ہے اور اس میں جو حکمت مضمر ہے اس کو وہی خوب جانتا ہے یوں سمجھو تمام کافروں کو مومن بنانا اس کی قدرت میں ہے لیکن اس نے مومن و کافر بنائے جو اس کی حکمت کے اعتبار سے نہایت بدیع ہے اور یہ قضا و قدر کا وہ راز سربستہ ہے جس کا افشا منظور نہیں' بظاہر اس میں حکمت کا ایک یہ پہلو بھی ہے کہ اگر کفر نہ ہوتا تو ایمان کی قدر و قیمت کا اندازہ کیونکر ہو سکتا تھا' معصیت نہ ہوتی تو طاعت کی قدر کیسے ہوتی یہی بعض اسرار ہیں کی سب سے زیادہ بدیع و بہتر ہو جیسے شاہد ہیں' اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے جو بہتر و اصلح اور زیادہ بدیع تھا وہ بنایا اور یہ سب کچھ اس کے فضل سے ہوا ہے' ایسا کرنا اس پر واجب نہیں تھا اسی وجہ سے اہل السنۃ والجماعۃ اہل طاعت کا جنت میں دخول اس کے فضل کے قبیل سے مانتے ہیں' اس پر واجب نہیں کہتے۔

ہے میں نے اس کا اکثر حصہ حسب موقع گزشتہ اوراق میں نقل کر دیا ہے۔
آگے یہاں تک لکھ گئے ہیں۔

قلت جواب السیوطی رحمہ اللہ تعالی فی غایۃ التحریر والاتقان
لو اطلع علیہ المعترض لهدرت شقشقتہ (۱)

میں کہتا ہوں سیوطیؒ کا جواب پختہ اور مدلل ہے اگر معترض اس کو دیکھ
لیتا تو اس کے منہ سے جھاگ نکل پڑتا۔

علامہ سیوطی کی اس تحریر میں ان کی منطق کی ابتدائی تحصیل کا بہت کچھ اثر نمایاں ہے اس طرح سیوطی نے جب یہ فتویٰ دیا۔ نبی کریم ﷺ کی زیارت حالت بیداری ممکن ہے (۲) اور حافظ سخاوی نے اس کی تردید کی اور ان کے قول کے خلاف فتویٰ دیا (۳) اور اس حد تک تجاوز کر گئے کہ اس کو ناممکن اور محال تک کہا۔ سیوطی نے اس کی تردید میں جو شعر کہے ہیں وہ منطق و فلسفہ کی زبان میں کہے ہیں فرماتے ہیں

رؤیۃ الانبیاء بعد الممات ادخلوها فی حیز الممکنات

بعد وفات انبیاء علیہم السلام کی زیارت (حالت بیداری) کو ممکنات
کے باب میں داخل کرو

قل من قال انہ مستحیل اترک التخوض عنک فی الغمرات

---

(۱) ایضاً ص ۷۴

(۲) اس فتویٰ کا نام تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک ہے یہ رسالہ الحاوی للفتاوی کے ساتھ اور علیحدہ بھی شائع ہو گیا ہے

(۳) اس فتویٰ کا نام الارشاد والموعظة لزعم رؤیۃ النبی ﷺ بعد موتہ فی الیقظہ ہے

جس شخص نے اس کو محال کہا ہے اس سے کہو کہ ایسی نازک اور دقیق بات میں غور و خوض کرنا چھوڑ دو۔

انت لا تعرف المحال ولا — الممکن لا ما بالغیر او بالذات

کیونکہ تم نہ محال کو سمجھتے ہو اور نہ ممکن کو۔ نہ ممکن بالغیر سے واقف ہو اور نہ ممکن بالذات سے

فاحترز ان تزل زلة کفر — و توق مواقع الزلات

تم بچو کہیں تمہاری لغزش کفر کی لغزش نہ ہو جائے۔ اور لغزش کے مقامات پر محتاط رہو۔

اس پر بھی علامہ سیوطی کا یہ فرمانا کہ اس فن کی تحصیل سے دین و دنیا کا کوئی فائدہ نہیں صداقت سے بعید ہے علم کلام اور اصول فقہ جو مذہبی دقیق فن ہیں جس سے واقفیت کے بغیر کوئی شخص ماہر عالم نہیں ہو سکتا یہ فن منطق سے آگاہی کے بغیر سمجھ میں نہیں آتے متاخرین علماء کی کتابیں مصطلحات منطق سے واقفیت کے بغیر کوئی شخص کیونکر سمجھ سکتا ہے' غالباً اسی وجہ سے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی جن کا مقام تفقہ و ثقاہت اور جامعیت میں علامہ سیوطی سے کم نہیں ہے انہوں نے بھی منطق کو شرائط اجتہاد میں سے قرار دیا ہے' موصوف فتاویٰ عزیزی میں رقم طراز ہیں۔

"بجملہ آنکہ دریں وقت اجتہاد خواہد چند چیز را حفظ لازم گیرد تا روزے کہ رب العالمین مالک یوم الدین شرمندہ نشود۔ اول جودت فہم و ملکہ تدقیق در استنباط از کتب عربیت و قواعد منطق و اصول فقہ و تکمیل فہم و تحصیل دریں کتب(۱)

---

(۱) ملاحظہ ہو مجموعہ فتاویٰ عزیزی مطبع مجتبائی ۱۳۱۱ھ ص ۱۷۵

فی الجملہ اگر کوئی عالم اس وقت اجتہاد کرنا چاہے تو چند باتوں کا اپنے آپ کو پابند سمجھے تاکہ رب العالمین کے سامنے بروز قیامت شرمندہ نہ ہو۔ فہم وادراک بہت اچھا ہو' مسائل کے استنباط میں ملکہ تامہ حاصل ہو' صرف ونحو اور قواعد منطق وضوابط فہم سے متصف ہو نصاب کتب کی تحصیل وتکمیل کر چکا ہو۔

جامع شریعت وطریقت

علامہ سیوطی بلند پایہ مفسر' محدث' فقیہ' ادیب اور مورخ ہی نہ تھے بلکہ بہت بڑے صوفی اور صاحب حال بزرگ وزاہد بھی تھے' اللہ تعالیٰ نے انہیں شریعت وطریقت دونوں کا جامع بنایا تھا' انہوں نے اس کے ثبوت میں ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام شعلہ نار (شعلہ نار) ہے' حاجی خلیفہ المتوفی ۱۰۶۷ھ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون میں لکھتے ہیں۔

شعلة نار حقق فيها قوله جمعت له الشريعة والحقيقة (۱)

شعلہ نار میں موصوف نے اپنے اس قول کی کہ مجھے شریعت وحقیقت کا جامع بنایا گیا ہے ثبوت پیش کئے ہیں

علامہ کے مقامات عالیہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان کو دربار رسالت میں حضوری کا مقام حاصل تھا' حالت بیداری رسالت مآب ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی تھی' یہ وہ مقام ہے جو اکابر اولیاء اللہ میں بھی شاذ ونادر ہی کسی کو نصیب ہوتا ہے' شیخ عبدالوہاب شعرانی کا بیان ہے کہ میں نے شیخ جلال الدین سیوطی کے ہاتھ کا لکھا ہوا

---

(۱) ملاحظہ ہو کشف الظنون جلد ۲ ص ۱۰۶۸

خط ان کے ایک شاگرد شیخ عبدالقادر شاذلی کے پاس دیکھا جو انہوں نے اپنے اس دوست کو لکھا تھا جس نے ان سے سلطان قایتبای سے کسی معاملہ میں سفارش کی درخواست کی تھی اس میں علامہ موصوف نے اس بات کو نہایت وضاحت سے لکھا ہے۔

اعلم یا اخی (انی) قد اجتمعت برسول اللہ ﷺ الی وقتی ھذا خمسا و سبعین مرة یقظة و مشافهة ولولا خوفی من احتجابه ﷺ عنی بسبب دخولی للولاة لطلعت القلعة و شفعت فیك عند السلطان وانی رجل من خدام حدیثه ﷺ واحتاج الیه فی تصحیح الاحادیث التی ضعفها المحدثون من طریقهم ولا شك ان نفع ذالك ارجح من نفعك انت یا اخی (۱)

میرے بھائی! یہ بات تمہارے علم میں ہے کہ اس وقت تک مجھے بیداری میں پچھتر ۷۵ مرتبہ رسالت مآب ﷺ کی زیارت ہوئی۔ اور ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا ہے اگر حکام کے یہاں حاضری پر مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے باز پرس کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں قلعہ شاہی میں جا کر والیان امور سے تمہاری سفارش کرتا لیکن میں خادمان حدیث رسول اللہ ﷺ سے ہوں اور جن حدیثوں کو محدثین نے اپنے طریقہ سے ضعیف قرار دیا ہے ان کی تصحیح کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ کی طرف مجھے احتیاج ہے۔ اور میں! اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا فائدہ تمہارے فائدہ کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ کی نظر میں جماعت کا فائدہ فرد کے فائدہ سے زیادہ اہم تھا غالباً اس وجہ سے مفتی غلام سرور لاہوری نے علامہ موصوف کا تذکرہ

---

(۱) المیزان الشعرانیہ طبع سوم ج ا ص ۳۸۔۳۹

تحفۃ الاصفیاء میں نقل کیا ہے:(۱)

شعر وشاعری

علامہ سیوطی کو شعر و سخن کا مذاق بھی تھا، بہت سے اشعار ان سے یادگار ہیں، ان کے شعر بیشتر قواعد علمیہ پر مشتمل ہیں، مؤرخ غزی کا بیان ہے۔

ولہ شعر کثیر و اکثرہ متوسط وجیدہ کثیر و غالبہ فی الفوائد العلمیۃ والاحکام الشرعیۃ۔(۳)

ان کے شعر بہت ہیں، اکثر متوسط درجے کے ہیں اور عمدہ شعر بھی کچھ کم نہیں ہیں، زیادہ شعروں میں موصوف نے فوائد علمیہ اور احکام شرعیہ نظم کیے ہیں۔

فن شعر و سخن میں بھی ان کو دعویٰ ہے، جس کا اظہار اپنی ایک تحریر میں کیا ہے، جہاں شیخ تقی الدین سبکی کی شتی تنا وقات پر جو قصیدے کہے ہیں ان کے متعلق تنوعات میں لکھتے ہیں:

وھی من غرر القصائد التی لا نظیر لھا۔(۴)

یہ قصیدہ ان شاندار قصیدوں میں سے ہے جس کی نظیر نہیں۔

---

(۱) [illegible] تحریر الاصفیاء [illegible] ج ۳ ص ۲۰۲

(۲) حافظ سخاوی کا بیان ہے کہ اس فن میں موصوف نے شہاب الدین احمد بن محمد منصوری شافعی المتوفی ۸۸۷ھ وغیرہ سے مشق سخن کی ہے، نظم العقیان میں علامہ موصوف نے شاعر عصر شہاب الدین منصوری کا تذکرہ کیا ہے اور نمونہ کلام بھی کئی صفحات میں نقل کیا ہے مگر نسبت تلمذ کی طرف اشارہ تک نہیں کیا ہے۔

(۳) الکواکب السائرہ ترجمہ سیوطی

(۴) بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ طبع قاہرہ ۱۳۲۶ھ ص ۱۲۵

بہت سے ارجوزے (منظومے) الحاوی للفتاوی میں منقول ہیں، جن میں سے بعض بہت خوب ہیں، الاتقان، تاریخ الخلفاء، الاشباہ والنظائر میں بھی کہیں کہیں ان کی شاعری کے نمونے مل جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو شعر کہنے میں خوب ملکہ حاصل تھا۔

معاصرانہ چشمک

حافظ سیوطی اور شمس الدین سخاوی کے تعلقات ابتداء میں نہایت خوشگوار تھے مگر بعد میں کسی بات پر رنجش ہو گئی اور ۸۷۵ھ میں یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ جامع شیخونیہ میں قاضی عیاض کی کتاب الشفا فی حقوق المصطفیٰ جب علامہ سیوطی کے حلقہ درس میں ختم ہوئی(۱) اور قاری کتاب برہان الدین نعمانی نے خاتمہ کتاب کی عبارت "ویخصنا بخصیصی زمرۃ نبینا و جماعتہ" میں بخصیصی کو یائے ساکنہ سے پڑھا تو علامہ موصوف نے ٹوکا کہ الف مقصورہ سے پڑھو، یعنی مقصورہ ہے الف ممدودہ کے ساتھ اس کا استعمال شاذ ہے، اس مجلس میں علامہ سیوطی کے شیخ علامہ کافیجی بھی موجود تھے انہوں نے بھی علامہ سیوطی کی تائید کی، برہان الدین نعمانی نے عرض کی یہاں دونوں طرح درست ہے، علامہ سیوطی نے فرمایا اس مقام پر صرف ایک ہی وجہ درست اور صحیح ہے، برہان نعمانی نے صورت واقعہ لکھ کر شیخ امین الدین اقصرائی، شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی، شیخ سراج الدین عبادی، حافظ فخر الدین دیمی اور حافظ سخاویؒ جیسے فضلا کے پاس بھیجی، تو انہوں نے برہان نعمانی کی تصویب کی، برہان نے یہ تحریر اپنے استاد علامہ سیوطی کو دکھائی، انہوں نے سیبویہ سے لیکر

---

(۱) واضح رہے اس وقت علامہ سیوطی کی عمر ۲۸ سال کی تھی

روزآبادی تک تمام ائمہ لغت و ادب کی کتابوں سے اس کا جواب لکھ کر (حافظ سخاوی کے
علاوہ کیونکہ ان سے انہیں رجوع کی امید نہ تھی) مذکورہ بالا علماء میں سے ہر ایک کے
پاس بھیجا انہوں نے اس سے اتفاق کیا اور علامہ موصوف کے بیان کو صحیح تسلیم کیا مگر
برہان نعمانی پھر حافظ سخاوی کے پاس بھیجا انہوں نے اس کی تائید میں بہت کچھ لکھا جس کا
خلاصہ یہ ہے کہ مصغر کو یائے مشددہ سے پڑھنا بھی درست ہے علامہ سیوطی نے حافظ
سخاوی کی یہ تحریر دیکھ کر فرمایا جس کا مبلغ علم یہ ہو وہ تردید سے مستغنی ہے (۱) حافظ
سخاوی کی یہ تحریر ان کے فتاویٰ حدیثیہ میں موجود ہے' علامہ خفاجی حنفی جو متاخرین علماء
میں لغت و ادب کے امام مانے جاتے ہیں ان کے پیش نظر علامہ سیوطی اور حافظ سخاوی
دونوں کی تحریریں تھیں انہوں نے اس بحث میں حافظ سخاوی کو غلطی پر بتایا ہے (۲)

حافظ برہان الدین ابراہیم البقاعی المتوفی ۸۸۵ھ مسند وقت محمد بن عبد الصمد
جوجری شافعی المتوفی ۸۸۹ھ قاضی ابو القاسم ابراہیم بن عبد الرحمن کرکی المتوفی ۹۲۲ھ
اور حافظ سخاوی وغیرہ بہت سے معاصرین سے' علامہ سیوطیؒ کا علمی اختلاف اور
معاصرانہ چشمک رہی' لیکن حافظ سیوطی اور حافظ سخاوی کی چشمک انتہا کو پہنچ گئی تھی'
چنانچہ ایک دوسرے پر طنز اور ردا ایسے آج بھی کتابوں میں محفوظ ہیں' علامہ سیوطی
کے مندرجہ ذیل دو مشہور شعر اسی دور کی یادگار ہیں۔

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھو (نوع الصرفی تصغیر بالصغر) یہ رسالہ بھی الحاوی للفتاوی ج ۲ ص
۲۸۰ میں ہے
(۲) نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض طبع آستانہ ۱۳۱۲ھ ج ۲ ص ۱۳۱ و ۱۳۲

قل للسخاوی ان تعروك مشكلة علمی كبحر من الامواج ملتطم

تو سخاوی سے کہہ دے کہ اگر کوئی (علمی) مشکل پیش آئے۔ تو میرا علم ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہے

والحافظ الديمی غيث الغمام فخذ غرفا من البحر او شفا من الديم (۱)

اور حافظ دیمی (علم کا) موسلا دھار ابر باراں ہے' تم ایک چلو سمندر سے لے لو یا لگا تار بارش سے کام دو ہی کو تر کرو

اور مقامہ سندسیہ میں لکھتے ہیں :-

ان عزان يبلغ البحر الخضم روى بالبتة يستقی من وابل الديم (۲)

---

(۱) ملاحظہ ہو مقامات السیوطی طبع الجوائب ۱۲۹۸ھ ص ۹۲ نیز النور السافر عن اخبار القرن العاشر ص ۵۲ و ۵۷ اور تاج العروس مادہ دوم

(۲) ایضاً کتاب مذکور ص ۹۳ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تینوں علماء حافظ سخاوی' حافظ دیمی اور حافظ سیوطی جامعیت اور ہمہ دانی کے باوجود علوم حدیث میں ایک دوسرے سے ممتاز تھے' کسی بالغ نظر محقق عالم نے ان ارباب کمال میں نہایت منصفانہ محاکمہ کیا ہے' اور وہ یہ ذکر کیا ہے۔

ان كلا من الثلثة كانا فرداني فنه مع المشاركة في غيره فالسخاوی تفرد بمعرفة علل الحديث و الديمی باسماء الرجال والسيوطی بحفظ المتون (النور السافر ص ۵۷)

بلاشبہ یہ تینوں عالم تبحر علمی کے باوجود اپنے اپنے فن میں یگانۂ زمانہ تھے' سخاوی علل حدیث کی معرفت میں یکتا تھے' حافظ دیمی اسماء رجال میں ماہر تھے اور سیوطی حفظ متون میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔

اگر یہ سمندر تک پہنچ کر اس کے لئے سیرابی دشوار تھی تو کاش وہ سوئی ہوئی ہوتی تو وہاں والے ابر باراں سے سیرابی حاصل کر لیتا۔

بعض تذکرہ نگاروں نے اس رنجش کو معاصرانہ رشک قرار دیا ہے۔ قاضی محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ نے شیخ ابو بکر ابراہیم بقاعی المتوفی ۸۸۵ھ کے تذکرہ میں جس سے علامہ سخاوی کو رنجش تھی لکھا ہے:

هذا من كلام الاقران في بعضهم لبعض بما يخالف الانصاف لما يجري بينهم من المنافسات تارة على العلم و تارة على الدنيا و كان المترجم له منحرفا عن السخاوي و السخاوي منحرفا عنه و جرى بينهما من المناقضة والمراسلة و المخالفة ما يوجب عدم قبول احدهما على الآخر۔

معاصرین کی باہمی منافست کی وجہ سے جس کا باعث کبھی علم اور کبھی دنیا ہوتی ہے ایک دوسرے کے خلاف غیر منصفانہ باتیں کر گزرتے ہیں۔ صاحب تذکرہ اور حافظ سخاوی میں اسی قسم کی منافست تھی دونوں ایک دوسرے سے برگشتہ تھے ان کے مابین مراسلت، مخالفت اور ایک دوسرے پر اعتراض کی گرم بازاری رہی ہے جس سے ایک کی بات دوسرے کے حق میں قابل قبول نہیں رہی ہے۔

شیخ محمد زاہد کوثری نے اس کا سبب علامہ سیوطی کے مجتہد مطلق ہونے کے دعوے کو قرار دیا ہے فرماتے ہیں:

ما ذنب السخاوي اليه الا قلة صبره ازاء الدعاوى العريضة۔(۲)

---

(۱) البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع شیخ محمد بن علی شوکانی ۱۲۵۰ھ ج ۱ ص ۲۰

(۲) ذیل تذکرۃ الحفاظ (مقدمہ ص ۸)

سخاوی کا اس کے سوا کوئی جرم نہیں کہ وہ سیوطی کے بلند پایہ علوں پر ضبط نہ کر سکے حافظ العصر سید انور شاہ کشمیری المتوفی ۱۳۵۲ھ نے حافظ سیوطی کے طبعی تشدد کو اس کا سبب بتایا ہے چنانچہ فیض الباری میں مذکور ہے۔

وکان متشدد دا فی الکلام علی بعض معاصریہ ممن لہ شان (۱)

سیوطی بلند پایہ معاصرین پر کلام کرنے میں بہت متشدد تھے

حقیقت یہ ہے کہ حافظ سخاوی معاصرین کے کمالات کے اعتراف میں فیاض نہیں تھے اور یہ بات انہوں نے اپنے استاذ حافظ ابن حجر عسقلانی سے ورثہ میں پائی تھی چنانچہ انہوں نے الضوء اللامع میں اپنے اساتذہ اور تلامذہ کے علاوہ کسی معاصر کا تذکرہ اچھے الفاظ میں نہیں کیا ہے، سب کو ان سے اس بات کا گلہ و شکوہ ہے، مؤرخ مصر ابن ایاس المتوفی ۹۳۰ھ بدائع الزہور فی وقائع الدہور میں لکھتے ہیں:۔

کان الحافظ شمس الدین السخاوی عالما فاضلا بارعاً فی الحدیث والتاریخ والف تاریخہ فیہ اشیاء کثیرۃ من المساوی فی حق الناس (۲)

حافظ شمس الدین سخاوی عالم فاضل اور حدیث و تاریخ میں ماہر تھے انہوں نے ایک تاریخ مرتب کی ہے جس میں لوگوں کی بڑی برائیاں کی ہیں۔

قاضی محمد بن علی شوکانی کا بیان ہے۔

والسخاوی وان کان اماما غیر مدفوع لکنہ کثیر التحامل علی اکابر اقرانہ کما یعرف ذلک من طالع کتابہ (الضوء اللامع)

---

(۱) فیض الباری طبع قاہرہ ۱۹۳۸ء ج ۱ ص ۲۰۴

(۲) بدائع الزہور ج ۳ ص ۳۲۰

فانه لا يقيم لهم وزنا لا يسلم غالبهم من الحط منه عليه وانما يعظم شيوخه و تلامذته (۱)

سخاویؒ اگرچہ بالاتفاق امام تھے لیکن وہ اپنے اکابر معاصرین سے بہت تعصب رکھتے تھے جو ان کی کتاب الضوء اللامع کا مطالعہ کرے گا اس کو اس کا اندازہ ہو جائے گا کیونکہ وہ ان کے مرتبہ کا لحاظ نہیں رکھتے بلکہ ان میں سے اکثر سخاوی کی منقصت سے نہیں بچ سکے ہیں، یہ صرف اپنے اساتذہ اور تلامذہ کا تذکرہ عظمت سے کرتے ہیں

علامہ شوکانیؒ شیخ ابو العباس احمد المقریزی المتوفی ۸۴۵ھ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

ومؤلفاته تشهد له بذلك وان حطه السخاوي فذالك عادته في ثالب اعيان معاصريه (۱)

مقریزی کی تالیفات ان کی جلالت شان کی شاہد ہیں اگرچہ سخاوی نے اس امر سے انکار کیا ہے ان کا اکثر نامور معاصرین کی معاملہ میں یہی طرز عمل ہے۔

قاضی شوکانیؒ سبط ابن حجرؒ یوسف بن شاہین المتوفی ۸۹۹ھ کے حالات میں تحریر کرتے ہیں۔

واما السخاوي في الضوء اللامع فجرى على قاعدته المألوفة في معاصريه واقرانه فترجم صاحب الترجمة بما هو محض السباب والا تنقاص لا بسبب يوجب ذلك بل لمجرد كونه كان يعترض على جده الحافظ ابن حجر او يغلط في بعض الاحوال كما هو شأن البشر (۲)

لیکن سخاوی الضوء اللامع میں معاصرین کے معاملہ میں اپنے مالوف پسندیدہ طریقہ پر

---

(۱) البدر الطالع ج ۱، ص ۳۳۳

(۲) ایضاً ج ۲، ص ۸۱

(۳) البدر الطالع ج ۲، ص ۳۵۶

عمل پیرا رہے، چنانچہ صاحب تذکرہ کے حالات میں بجز مخالفت اور بد اخلاقی کے اور کچھ نہیں کیا، یہ کسی نا گزیر سبب سے ایسا نہیں کیا بلکہ جرم یہ تھا کہ وہ اپنے دور کے حافظ لیکن جرح پر بھی اعتراض کرتے تھے یا اگر بمقتضائے بشریت ان سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو اس کی گرفت کرتے تھے۔

محدث شوکانی نے شیخ محمد بن جعفری کے تذکرہ میں لکھا ہے :-

وقد ترجمه السخاوي ترجمة طويلة كلها سب وشتم كعادته في اقرانه (۱)

سخاوی نے ان کا لمبا تذکرہ کیا ہے مگر معاصرین کے معاملہ میں ان کی عادت کے مطابق تمام تر سب وشتم ہے۔

اور علامہ سخاوی کے تذکرہ میں ایک موقع پر بڑی حسرت سے فرماتے ہیں :-

وليت ان صاحب الترجمة صان ذلك الكتاب عن الوقيعة في اكابر العلماء من اقرانه (۲)

کاش صاحب تذکرہ نے اپنی کتاب کو اپنے ہمسر اکابر علماء کی عیب چینی سے محفوظ رکھا ہوتا۔

اس کے برعکس علامہ سیوطیؒ آپ سے بلند تھے، حافظ بھی تھے سیوطی اور سخاوی دونوں کی چشمک رہی ہے اور دونوں نے اپنی کتابوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے، الضوء اللامع (۳) اور نظم العقیان فی اعیان الاعیان (۴) پڑھ لئے جائیں تو دونوں کی

---

(۱) ایضاً ج۲ ص ۲۴۳

(۲) ایضاً ج۲ ص ۱۸۷

(۳) الضوء اللامع لاہل القرن التاسع ج ۴ ص ۶۵ تا ۷۰

(۴) نظم العقیان ص ۳۲ تا ۲۴

حدیث میں آیا ہے کہ جس نے لوگوں کے ساتھ درگزر سے کام لیا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت کے دن خدا کی طرف سے درگزر و معافی کا مستحق ہوگا اس لئے بندہ کو اللہ تعالیٰ کے تجربہ پر موقوف نہیں رہنا چاہئے یہ دین میں نقص و کوتاہی ہے لیکن اگر کوئی دینی مصلحت پیش نظر ہو تو پھر مسامحت کی ضرورت نہیں ہوتی اس کی نظر میں لوگوں کی غیبت وغیرہ کی قباحت عیاں ہو جائے جیسا کہ شیخ جلال الدین سیوطی کا طریقہ تھا انہوں نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "تاخیر الظلامہ الی یوم القیامہ" ہے۔

مجھ سے امین الدین امام جامع غمری نے بیان کیا کہ انہوں نے شیخ جلال الدین سیوطی کو ان کے انتقال کے وقت یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ میں نے تمام اپنے لوگوں کو معاف کیا انہوں نے میری تحقیر و بے ادبی کی جب مجھے اس قسم کی حرکت کی خبر ملی تو میں نے ان سے جدا رہنے اور ان کا کلمہ کھینچنے کی غرض سے کیا تھا تاکہ وہ علماء کی تحقیر و بے ادبی سے باز رہیں۔

اور یہی محدث شعرانی الحنفی نے اپنی کتاب لواقح الانوار القدسیہ میں نقل کیا ہے۔

حكى لي الاخ الصالح الشيخ شعيب خطيب جامع الازهر قال دخلت على الشيخ جلال الدين السيوطي وهو محتضر فقلت رجاءه وسألت الصفح عمن كان آذاه من الفقهاء فقال يا اخي قد سامحتهم من حين وقعوا في حقي وانما اظهرت لهم التشويش والعداوة بسبب ذلك وصنفت كراريس في الرد عليهم لئلا يجترؤا على أعراض غيري من الناس فقال الشيخ شعيب وهذا اظهر كان الظن بكم (لواقح الانوار القدسيه ص ٤٦٧)

قد اقامنا اللہ فی منصب الاجتہاد لنبین للناس ما ادی الیہ اجتہادنا تجدیدا للدین (۱)

اللہ تعالیٰ نے ہم کو اجتہاد کے منصب پر ممتاز کیا تاکہ ہم تجدید دین کی خاطر لوگوں کو وہ باتیں بتائیں جن کی طرف ہمارے اجتہاد نے رہنمائی کی ہے۔

تو ہنگامہ ہوا اور علماء نے اس دعویٰ کے ثبوت میں دلائل کا مطالبہ کیا انھوں نے خاموشی اختیار کی۔ شیخ عبد الرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ لکھتے ہیں

حیث تدعی الاجتہاد فعلیک الاثبات لیکون الجواب علی قدر المدعی فیکون صاحب مذہب خامس فلم یجبہم (۲)

آپ نے جب اجتہاد کا دعویٰ کیا ہے تو آپ کو اس کا ثبوت بھی پیش کرنا چاہیے تاکہ جواب دعوے کے مطابق ہو سکے اور آپ بھی پانچویں مذہب کے بانی بن جائیں مگر انھوں نے ان کو جواب نہیں دیا۔

یہ مسئلہ ایسا تھا جو سکوت اختیار کرنے سے دب جاتا اس لئے جو ہنگامہ ہوا شیخ عبد الرؤف مناوی کا بیان ہے:

وقد قامت علیہ فی ومنہ بذلک القیامۃ ولم تسلم لہ فی عصرہ (۳)

اور اس دعوے کی وجہ سے اس زمانہ میں ان کے خلاف قیامت برپا ہو گئی تھی اور کسی نے اس دعوے کو ان کے زمانہ میں تسلیم نہیں کیا۔

علامہ سیوطی کے بیان کے مطابق جیسا کہ آگے آ رہا ہے ہنگامہ کا سبب حاسدوں کا یہ مشہور کرنا تھا کہ ان کو مجتہد مطلق ہونے کا دعویٰ ہے جو خلاف واقعہ ہے

---

(۱) ملاحظہ ہو فیض القدیر شرح جامع الصغیر طبع قاہرہ ۱۳۵۶ھ ج ۱ ص ۱۱

(۲و۳) فیض القدیر شرح جامع الصغیر طبع قاہرہ ۱۳۵۶ھ ج ۱ ص ۱۰

اس سے عوام و خواص سب ان سے بدظن ہو گئے لیکن حاسدوں کا اپنا کام تھا چنانچہ یہیں،
ایک موقعہ پر خود علامہ سیوطی نے فرمایا ہے۔

لما بلغت الی مرتبة الاجتہاد المطلق لم اخرج فی الافتاء من مذہب الشافعی (۱)

جب میں اجتہاد مطلق کے مرتبہ پر پہنچا تو افتاء میں مذہب شافعی سے باہر نہیں گیا

اس عبارت سے یہی سمجھا جائے گا کہ وہ اجتہاد مطلق کے منصب پر فائز تھے البتہ اگر اس عبارت میں "الاجتہاد المطلق" کے بعد المنتسب کی قید کو محذوف مانا جائے تو سیوطی کا مدعا واضح ہو جاتا ہے کیونکہ المجتہد المطلق سے مراد المجتہد المطلق المنتسب ہے، شہرت کی وجہ سے منتسب کی قید کا ذکر نہیں کیا بعض کی عبارت میں اس کی تصریح بھی ہے اور ائمہ اربعہ کے بعد امت مسلمہ نے کسی مجتہد کو بھی مجتہد مطلق تسلیم نہیں کیا جتنے بھی مجتہد ہوئے سب مجتہد منتسب تھے اس لئے علامہ بھی مجتہد منتسب تھے چنانچہ اصول نے بھی اس اعتراض کا یہی جواب دیا ہے شیخ عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں۔

"اسی طرح کی بات حاسدوں نے شیخ جلال الدین سیوطی کی نسبت بھی مشہور کی حالانکہ شیخ موصوف نے مجتہد منتسب ہونے کا دعویٰ کیا تھا کیونکہ اجتہاد کی دو قسمیں ہیں اجتہاد مطلق مستقل جس طرح ائمہ اربعہ مجتہد مطلق تھے ائمہ اربعہ کے بعد ابن جریر طبری کے سوا کسی نے اس کا دعویٰ نہیں کیا ابن جریر کو بھی مجتہد مطلق تسلیم نہیں کیا گیا اجتہاد مطلق منتسب جو مزنی، قفال، شیخ ابو محمد جوینی، شیخ تقی الدین ابن دقیق العید اور ان کے درجہ کے دوسرے فقہاء کو حاصل تھا یہ سب علماء مجتہد منتسب تھے

---

(۱) ذیل الطبقات للشعرانی بحوالہ مقدمہ علامہ محمد زاہد کوثری برذیول تذکرۃ الحفاظ طبع دمشق ۱۳۴۷ھ ص ۸

مجتہد مستقل نہ تھے میں نے شیخ جلال الدین سیوطی کے قلم سے ایسا ہی لکھا ہوا دیکھا ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے مجتہد مطلق منتسب ہونے کا دعویٰ کیا تھا حاسدوں کو میرے متعلق یہ گمان ہوا کہ میں نے مجتہد مستقل ہونے کا دعویٰ کیا تھا" (۱)

مذکورہ بالا تصریح کے بعد مجتہد مطلق مستقل ہونے کی بحث ختم ہو جاتی ہے لیکن علامہ موصوف کا یہ دعویٰ بھی معمولی دعویٰ نہیں تھا مجتہد منتسب کا مقام بھی بہت اونچا ہے اور واقعات اس کے شاہد ہیں کہ فقہاء کے نزدیک ان کو مجتہد فی الفتویٰ کا مقام بھی حاصل نہیں تھا اس لئے علامہ سیوطی مجتہد منتسب کے دعویٰ میں بھی ناکام رہے اور علماء نے اس کو تسلیم نہیں کیا اور اس کے ثبوت کے لئے انہیں مناظرہ کی دعوت دی جس کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا گیا انا لا اناظر الا من هو مجتهد مثلی (میں اسی شخص سے مناظرہ کروں گا جو میرے جیسا مجتہد ہو) اور اس زمانہ میں ان کے گمان میں ان کے جیسا کوئی مجتہد نہیں تھا لہذا مناظرہ بھی نہیں ہو سکتا تھا ان کا گریز دیکھ کر علماء نے چند ایسے مسائل جن کو اکثر فقہاء نے راجح اور مرجوح کرنے کا فیصلہ کئے بغیر مطلق بیان کیا تھا ان کے پاس بھیجے کہ وہ راجح اور مرجوح کو دلیل سے ثابت کر دیں مگر علامہ سیوطی نے معذوریت کا عذر کیا حافظ ابن حجر ہیتمی کی المتوفی ۹۷۴ھ کا بیان ہے:

لما ادعى الجلال ذلك قام عليه معاصروه ورموه عن قوس واحد وكتبوا له سؤالا فيه مسائل اطلق الاصحاب فيها وجهين وطلبوا منه ان كان عنده ادنى مراتب الاجتهاد وهو اجتهاد الفتوى فليتكلم على الراجح من تلك الاوجه بدليل

---

(۱) ملاحظہ ہو لطائف المنن والاخلاق فی بیان وجوب التحدث بنعمة الله على الاطلاق' طبع مصر ۱۲۸۸ھ ص ۱۵۶

علی قواعد المجتهدین فرد السوال من غیر کتابة علیه واعتذر بان له اشتغالا یمنعه من النظر فی ذالك (۱)

جب شیخ جلال الدین نے اجتہاد کا دعویٰ کیا تو ان کے معاصرین ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور سب نے ایک ہی کمان سے ان پر تیر پھینکے اور انہیں ایک سوال نامہ لکھ کر بھیجا جس میں ایسے مسائل کا ذکر تھا جن میں راجح مرجوح ہر دو وجہ کو مجتہدین نے مطلق چھوڑ دیا تھا اور ان سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ اگر ان کو مراتب اجتہاد میں سے کوئی مرتبہ بھی حاصل ہو جو کہ مجتہد فی الفتویٰ کا منصب ہے تو انہیں مجتہدین کے قواعد و اصول کے مطابق ان مسائل کی وجوہ مختلفہ پر بحث کر کے وجہ راجح کو بتا دینا چاہیے مگر انہوں نے جواب کے بغیر ہی سوال واپس کر دیا اور عذر یہ پیش کیا کہ وہ ایسے امور میں مشغول ہیں جو ان مسائل پر غور کرنے سے مانع ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام سیوطی مجتہد فی الفتویٰ کا منصب جو اجتہاد کا ادنیٰ مرتبہ ہے ثابت کرنے سے قاصر رہے اس پر شیخ شہاب الدین ابو العباس رملی شافعی المتوفی ۹۵۷ھ کا تبصرہ پڑھنے کے لائق ہے وہ فرماتے ہیں:-

فتامل صعوبة هذه المرتبة اعنی اجتهاد الفتوی الذی هو ادنی مراتب الاجتهاد و یظهرلك ان مدعیها فضلا عن مدعی الاجتهاد المطلق فی حیرة من امره و فساد فی فکره وانه ممن رکب متن عمیاء و خبط خبط عشواء (۲)

---

(۱) ملاحظہ ہو فیض القدیر ج ۱ ص ۱۱

(۲) فیض القدیر ج ۱ ص ۱۱

تم اس مرتبہ کی دشواری پر غور کرو یعنی اجتہاد فتویٰ پر جو اجتہاد کا ادنیٰ مرتبہ ہے تو تم پر ظاہر ہو جائے گا کہ اس کا مدعی اس میں بھی حیرت میں رہے اس کا فکر بھی درست نہیں اجتہاد مطلق کا تو ذکر ہی کیا سیوطی ان لوگوں میں سے ہیں جو اندھی اونٹنی کی پشت پر سوار ہوئے اور اس کی طرح بے راہ چلے۔

بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سوالات کا مطالبہ زیادہ زور پکڑ گیا تو علامہ سیوطی کو چار و ناچار بعض سوالات کا جواب لکھنا پڑا' یہ جوابات بھی ان کے اجتہاد کا نتیجہ نہیں بلکہ وہی جوابات تھے جو علماء پہلے دے چکے تھے شیخ عبدالرؤف مناوی اپنے شیخ شمس الدین رملی کے حوالے سے فیض القدیر میں یہ بات نقل کرتے ہیں۔

"مجھے دوران اور دسویں صدی ہجری کے شیخ افتاء و تدریس ہمارے شیخ شمس الدین رملی نے اپنے والد شیخ الاسلام ابو العباس رملی سے نقل کیا ہے کہ ان کو ان اٹھارہ فقہی مسائل خلافیہ کے سوال کا علم ہوا جن کے بارے میں شیخ جلال الدین سیوطی سے پوچھا گیا تھا اور انہوں نے ان میں سے صرف آدھے سوالات کا جواب دیا تھا' اور باقی کے متعلق یہ عذر کیا تھا کہ ان میں ترجیح کی جرأت جاہل یا فاسق ہی کر سکتا ہے' شیخ ابو العباس رملی کا بیان ہے کہ میں نے ان پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان میں سے اکثر مسائل پر پہلے ہی بحث ہو چکی ہے' میرے منہ سے نکلا سبحان اللہ! وہ شخص اجتہاد کا دعویٰ کرتا ہے جس کی ان مسائل پر بھی نظر نہیں میں نے ان مسائل میں سے تیرہ مسئلوں کا محکم جواب قدماء کے کلام سے ایک ہی مجلس میں دے دیا اور باقی کے متعلق جواب دینے کا مصمم عزم کر لیا مگر اسی شب مجھ پر ضعف طاری ہو گیا اور اس کو میں نے موافق (سیوطی) کی کرامت پر محمول کیا اس واقعہ کے نقل کرنے کا مقصد خدانخواستہ ان کا مرتبہ گھٹانا یا ان پر زبان طعن دراز کرنا نہیں ہے بلکہ بعض کم فہموں کو ان کے تجدد است

اور ان مسائل میں جن کو انہوں نے اپنا مذہب بتایا ہے ان کی تقلید سے بچنا مقصود ہے، خاص طور پر ان مسائل میں جن میں انہوں نے اپنے دعووں میں ائمہ اربعہ کے خلاف کہا ہے یہ بات میں ان کی جلالت شان، وسعت معلومات، علوم شرعیہ اور اس کے متعلقات میں پختگی و مہارت فن کے پورے اعتراف کے ساتھ کہتا ہوں کہ اجتہاد ان کے لئے ایک کانٹے دار درخت کو پکڑ کر کھینچنے سے کم دشوار نہیں ہے۔(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ سیوطی کا یہ بیان کہ جب میں مجتہد مطلق کے مرتبہ کو پہنچا تو مذہب شافعی سے باہر نہیں نکلا صحیح نہیں کیونکہ وہ بعض مسائل میں ائمہ اربعہ سے بھی منفرد رائے رکھتے ہیں۔ اس بیان سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ علامہ سیوطی کو ان کی زندگی میں مجتہد فی الفتویٰ تسلیم کیا گیا اور نہ ان کی وفات کے بعد۔ بلاشبہ وہ وسیع النظر ہیں مگر دقیق النظر اور فقیہ النفس نہیں اور نہ اچھے متکلم ہیں۔ انہیں روایت حدیث پر بڑا ناز ہے، صحاح ستہ پر انہوں نے حواشی بھی لکھے ہیں ان میں سے بعض شائع بھی ہو چکے ہیں لیکن ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ ان میں فقہ حدیث پر کوئی غیر معمولی کلام نہیں بلکہ ہندوپاکستان کے بعض علماء نے فقہ حدیث پر ان سے بہتر تحقیق کی ہے۔ صرف و نحو اور معانی و بیان میں ان کو مہارت کا بڑا دعویٰ ہے جو چنداں غلط بھی نہیں ہے مگر ان کی فہم و بصیرت کا یہ حال ہے کہ وہ صرف و نحو کی بنا پر بعض احادیث کی توجیہ کو غیر صحیح قرار دیتے ہیں اور سرزمین سندھ کا ایک محدث شیخ ابوالحسن سندھی جس کو صحاح ستہ پر حواشی لکھنے کی سعادت حاصل ہے اس جہت سے اس توجیہ کو صحیح ثابت کرتا اور فقہ حدیث پر ان سے زیادہ تحقیق کرتا ہے۔ اگر مجتہد کے لئے اتنی

---

(۱) ملاحظہ ہو فیض القدیر ا ص ۱۳

استعداد اور بصیرت کافی ہے تو پھر ہمارے یہاں کے وہ فقہاء و محدثین جن کو فقہ وحدیث میں ید طولیٰ حاصل ہے سیوطی سے بلند تر مجتہد ثابت ہو سکتے ہیں۔

مجدد عصر ہونے کا دعویٰ

علوم قرآن وسنت کی ترویج واشاعت اور دین کی تقویت ونصرت میں علامہ سیوطی کا نمایاں مقام ہے اور اس سلسلہ میں ان کی مساعی بڑی بار آور ثابت ہوئی تھیں اس لئے انہیں مجدد عصر ہونے کا بھی دعویٰ تھا کیونکہ تجدید کے معنی علوم قرآن وسنت کی اشاعت اور دوام اور ان کی اشاعت باتباع سنت کی ترغیب ہے محدث علقمیؒ فرماتے ہیں۔

معنى التجديد احياء ما اندرس من العمل بالكتاب والسنة والامر بمقتضاهما واعلم ان المجدد انما هو بغلبة الظن بقرائن احواله والانتفاع بعلمه (۱)

تجدید کتاب وسنت کے ان اعمال کے احیاء اور ان کے مطابق عمل کی دعوت کا نام ہے جو مٹ چکے ہوں۔ یہ واضح رہے کہ مجدد جس کو بھی کہا جاتا ہے وہ اس غلبہ ظن کی بنا پر کہا جاتا ہے جو اس کے احوال اور علم سے انتفاع کی بنا پر پیدا ہوتا ہے۔

غالباً اسی لئے علامہ موصوف نے حسن المحاضرہ میں ائمہ مجددین کے بعد اپنا تذکرہ کیا ہے اور اٹھائیس شعروں پر مشتمل ایک ارجوزہ (منظومہ) بھی لکھا ہے جس میں ہر صدی کے مجددین کو نام بنام گنایا ہے اس کا نام تحفۃ المہتدین باخبار المجددین ہے شیخ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ نے فیض القدیر شرح الجامع الصغیر (ج ۲ ص ۲۸۱) میں اور محبی نے خلاصۃ الاثر میں حافظ شمس الدین محمد ابن احمد علی المتوفی ۱۰۰۰ھ

---

(۱) ملاحظہ ہو فیض القدیر طبع قاہرہ ۱۳۵۶ھ ج ۲ ص ۲۸۱

کے حالات میں تجدید کی بحث میں یہ پورا ارجوزہ نقل کردیا ہے(۱)

اس میں علامہ نجم الدین بلقینی اور حافظ زین الدین عراقی کے بعد نویں صدی ہجری کے مجددین کی فہرست میں حیثیت امیدوار اپنا ذکر کیا ہے کہتے ہیں :-

وقد جوت انی المجدد فیها بفضل الله لیس یجحد(۲)

اور مجھے امید ہے کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں گا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار نہیں کیا جا سکتا

حسن المحاضرہ میں علامہ بلقینی کے تذکرہ میں یہ الفاظ" عسی ان یکون المبعوث علی رأس المائۃ التاسعۃ من اهل مصر " بھی اسی کے غماز ہیں(۳) جبکہ شیخ عبدالرؤف مناوی لکھتے ہیں :-

صرح فی عدة تالیفه بانه المجدد علی رأس المائة التاسعة(۴)

سیوطی نے اپنی متعدد تالیفات میں اس امر کی تصریح کی ہے کہ وہ نویں صدی ہجری کے مجدد ہیں۔

بعض علماء کو ان کے اس دعوے سے اختلاف ہے وہ شیخ الاسلام زکریا انصاری کو اس عصر کا مجدد قرار دیتے ہیں چنانچہ سیوطی کے معاصر فقیہ عبداللہ بن عمر بامخرمہ المتوفی ۹۷۲ھ فرماتے ہیں۔

---

(۱) علامہ الاشرقی بیان القرآن الوادی شغرا محمد ابن مجید طبع مصر ۱۳۸۲ھ ج ۳ ص ۳۴۳

(۲) علامہ الاشرقی بیان القرآن الوادی شرح ج ۳ ص ۳۴۵

(۳) حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۸۳

(۴) فیض القدیر ج ۱ ص ۱۱

یقرب عندی ان المجدد للمائۃ العاشرۃ القاضی زکریا لشہرۃ الانتفاع بہ و تصانیفہ واحتیاج غالب الناس الیہا لا سیما یتعلق بالفقہ و تحریر المذہب بخلاف کتب السیوطی فانہا و ان کانت کثیرۃ فلیست بہذہ المثابۃ علی ان کثیرا منہا مجرد جمع بلا تحریر واکثر ھذا فی الحدیث من غیر تمییز الطیب من غیرہ بل کانہ حاطب لیل و ساحب ذیل واللہ تعالیٰ یرحم الجمیع و یعید علینا من برکاتہم (۱)

میرے اندازے میں دسویں صدی ہجری کے مجدد قاضی زکریا انصاری ہیں کیونکہ ان کی ذات اور ان کی تصانیف سے انتفاع کی بڑی شہرت ہے اور لوگوں کی اکثریت کو ان کی احتیاج ہے خاص طور پر فقہ اور مذہب کی وضاحت کے لئے، جبکہ ان کے برعکس سیوطی کی کتابیں اگرچہ تعداد میں بہت ہیں لیکن وہ اس پایہ کی نہیں ہیں ان میں زیادہ تر بغیر کسی بحث و تنقید کے محض مجموعے ہیں جن میں زیادہ تر حدیث میں بھی صحیح و غیر صحیح کی کوئی تمیز نہیں کی گئی وہ صاحب لیل (رطب و یابس جمع کرنے والے) اور صاحب ذیل (روایات نقل کرنے والے) ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور ہمیں ان کی برکات سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین

مؤرخ عبدالقادر عیدروسی المتوفی ۱۰۳۸ھ کا رجحان بھی اسی طرف ہے چنانچہ انہوں نے "النور السافر" میں شیخ الاسلام زکریا انصاری کے تذکرہ میں لکھا ہے

---

(۱) ملاحظہ ہو خلاصۃ الاثر ج ۲ ص ۲۳۳ تا ۲۳۴

تحریر کی مذکورہ بالا عبارت ان کا نام لئے بغیر بعینہٖ نقل کی ہے(۱) اسی طرح حافظ ابن حجر مکی الہیتمی ۹۷۴ھ نے اپنے استاذ شیخ الاسلام زکریا انصاری کو مجددین میں سے شمار کیا ہے لیکن محققین کے نزدیک ایک صدی میں مختلف حیثیتوں سے کئی مجدد ہو سکتے ہیں اس لئے تجدیدی خدمات کے اعتبار سے بلاشبہ شیخ الاسلام زکریا انصاری بھی اپنے عصر کے مجدد تسلیم کئے جا سکتے ہیں لیکن جن دلائل کی بنا پر ان کو مجدد قرار دیا گیا ہے وہ علامہ سیوطی میں بھی بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں، چنانچہ وسعت نظر، کثرت تالیفات، غیر معمولی معلومات، افادہ و استفادہ خاص و عام اور حسن قبول میں ان کا اور علامہ سیوطی کا کوئی جواب نہیں ہے ملا علی قاری الحنفی ۱۰۱۴ھ نے اپنے استاد حافظ ابن حجر مکی کی اس رائے کی تردید بھی تحریر کی ہے بلکہ اس کے ثبوت میں علامہ سیوطی کے تجدیدی کارناموں کا تعارف بھی حسب ذیل الفاظ میں کرایا ہے اور انہی کو اس دور کا مجدد تسلیم کیا ہے۔

غرب ابن حجر و جعل المجددين محصورين على الفقهاء الشافعية و ختمهم بشيخه الشيخ زكريا مع انه غير معروف متعدد فن من العلوم الشرعية و شيخ مشائخنا السيوطي هو الذي احيا علم التفسير الماثور في الدر المنثور و جمع جميع الاحاديث المتفرقة في جمع الجوامع المشهور وما ترك فنا الا وله فيه متن او شرح مسطور بل وله زيادات و مخترعات يستحق ان يكون هو المجدد في القرن المذكور كما ادعاه

---

(۱) النور السافر عن اخبار القرن العاشر ص ۱۲۳

موصوف "التعلیقات السنیہ" میں لکھتے ہیں:-

هو المجدد المائة التاسعة خاتم الحفاظ جلال الدين الخ (۱)

خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی ہی نویں صدی ہجری کے مجدد ہیں

قنوجی میں بھی یہی لکھا ہے (۲) اور حقیقت میں بھی یہی ہے کہ علامہ سیوطی کی علمی خدمات ان کے مجدد عصر ہونے کی شاہد عدل ہیں۔

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ علامہ سیوطی کا مجددین کے زمرہ میں شمار اضافی حیثیت سے ہے ورنہ قدماء مجددین سے ان کو کوئی نسبت نہیں ہے

ملا علی قاری الحنفی ۱۰۱۴ھ مرقاۃ المفاتیح میں لکھتے ہیں:-

ولاشك ان هذا التجدد يد امر اضافي لان العلم كل سنة في التنزل كما ان الجهل كل عام في الترقي وانما يحصل ترقي علمائه زماننا بسبب تنزل العلم في اوانها والا فلا مناسبة بين المتقدمين والمتاخرين علماً و عملاً و حلماً و فضلاً و تحقيقاً و تدقيقاً (۳)

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ یہ تجدید ایک امر اضافی ہے کیونکہ علم سال بسال گھٹتا جارہا ہے اور جہل بڑھتا جارہا ہے ہمارے دور کے علماء کی ترقی ہمارے علم کے تنزل کے سبب سے ہے ورنہ متقدمین اور متاخرین علماء میں علم و عمل، حلم و فضل اور تحقیق و تدقیق کے اعتبار سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔

---

(۱) التعلیق الممجد علی موطا محمد طبع کراچی ص ۲۵
(۲) مجموعۃ الفتاوی از مولانا عبدالحی مطبع یوسفی لکھنؤ ۱۳۱۱ھ ج ۲ ص ۳۵
(۳) مرقاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۲۴۸

باب چہارم

تصنیفات و تالیفات

زود نویسی اور زود تالیفی

علامہ سیوطیؒ کو تصنیف و تالیف میں ملکۂ خاص حاصل تھا وہ زود نویسی میں اپنی نظیر آپ تھے' ہر موضوع پر بہت جلد کتاب تیار کرتے تھے اس لئے انہیں کثرت تالیفات میں نہایت بلند مقام حاصل ہے علامہ غزیؒ کا بیان ہے۔

وکان فی سرعة الکتابة و التالیف آیة کبری من آیات اللہ تعالی قال تلمیذہ الشمس الداودی عاینت الشیخ وقد کتب فی یوم واحد ثلاثة کراریس تالیفا و تحریرا وکان مع ذلک یملی الحدیث و یجیب عن المتعارض منه باجوبة حسنة (۱)

(سیوطیؒ) زود نویسی اور زود تالیفی میں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی تھے' ان کے تلمیذ شمس الدین داودی کا بیان ہے کہ میں نے شیخ (سیوطی) کو دیکھا کہ وہ ایک دن میں تین کراسے تالیف کرتے اور لکھ لیتے تھے' حالانکہ وہ حدیثیں بھی املا کراتے اور پیش آمدہ سوالات کے معقول جوابات بھی دیتے تھے۔

شیخ سیوطی کی زود نویسی اور زود تالیفی حیرت انگیز ہے' ملفوظات عزیزیہ میں ہے

"ارشاد شد حق سبحانہ تعالیٰ در عمر شیخ جلال در اوقات شیخ جلال برکت داد چہ

---

(۱) الکواکب السائرۃ ج ا ص ۲۲۸ و شذرات الذہب ج ۸ ص ۵۲

چنانچہ جلال الدین سیوطی المصری الشافعی صاحب تصانیف کثیرہ بودہ
اوقاتش حساب کردند بعد دفع پانزدہ سال کہ سن صبیٰ است دوازدہ ورق بر
روز افتاد بیش کہ جمع کردہ وحفظ قرآن ودرس علوم وتدریس"(۱)

بچوں کی عمر اور ان کے اوقات میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرماتا تھا
چنانچہ جلال الدین سیوطی مصری کہ ان کی وفات کے بعد ابتدائی پندرہ سال جو
چھوٹی عمر ہوتی ہے خارج کر کے ان کی تصانیف کے اوراق کو شمار کیے تو ہر روز
بارہ ورق بیٹھے (حیرت ہے کہ) انھوں نے کب جمع کیا کب قرآن حفظ کیا اور
کب علوم حاصل کئے اور درس و تدریس کی۔

اتنی کم مدت میں علامہ سیوطیؒ کا سینکڑوں کتابیں لکھ دینا عالم ارواح سے ان
کے قوی تعلق کی دلیل ہے کیونکہ وقت میں وسعت اسی وقت ہوتی ہے جب انسان کا
تعلق بعالم ارواح سے قوی ہو جاتا ہے' حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے اس راز کی
علت بیان فرمائی' حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔

جب میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں مکہ
معظمہ مقیم تھا تو حسب الحکم تنویر کا ترجمہ کیا (ترجمہ) کر کے روز کے روز حضرت کو
سناتا رہتا تھا' حضرت پوچھتے کہ کیا یہ سب ایک ہی دن کا ترجمہ کیا ہوا ہے' میں عرض
کرتا کہ جی ہاں ایک دن (کا)

فرمایا کہ جب عالم ارواح سے تعلق ہو جاتا ہے تو وقت میں وسعت ہو جاتی
ہے کیونکہ روح میں وسعت ہے یہ حضرت حاجی صاحبؒ کے الفاظ ہیں۔ بزرگوں کی جو

---

(۱) ملفوظات عزیزیہ مطبع مجتبائی میرٹھ ۱۳۱۴ھ ص ۳۶

سے ایک اعتراض یہ بھی کیا تھا کہ وہ دوسرے مصنفین کی کتابوں میں معمولی تصرف کر کے ان کو اپنے نام سے منسوب کرتے ہیں' اس الزام کے ثبوت میں علامہ سخاوی نے اپنی اور اپنے استاد حافظ ابن حجر عسقلانی کی بعض تصانیف کے نام بھی لکھے ہیں' الضوء اللامع میں لکھتے ہیں :-

واختلس حین کان یتردد الی ما عملتہ کثیرا کالخصال الموجبۃ للظلال والا سماء النبویۃ والصلوٰۃ علی النبی ﷺ و موت الابناء ومالا احصرہ بل اخذ من کتب المحمودیۃ وغیرھا کثیراً من التصانیف المتقدمۃ التی لا عھد لکثیر من العصریین بھا فی فنون فغیرھا یسیراً وقدم واخر ونسبھا لنفسہ و ھول فی مقدماتھا بما یتوھم منہ الجاھل مما لا یوفی ببعضہ۔ (۱)

میرے پاس ان کی جس زمانے میں آمد و رفت تھی انہوں نے میری بہت سی تالیفات کو اڑا لیا تھا جیسے الخصال الموجبہ للظلال' اسماء النبویہ' الصلوٰۃ علی النبی ﷺ' موت الابناء وغیرہ بہت سی ایسی کتابیں جن کو میں شمار بھی نہیں کر سکتا بلکہ انہوں نے مکتبہ محمودیہ (۲) وغیرہ سے ایسی بہت سی پرانی

---

(۱) الضوء اللامع ج ۴ ص ۶۶

(۲) یہ مشہور مورخ اور حافظ حدیث شیخ برہان الدین بن جماعہ المتوفی ۷۹۰ھ کا ذاتی کتب خانہ تھا اور اس لحاظ سے بے نظیر تھا کہ اس میں زیادہ تر ایسی کتابیں جمع کی گئی تھیں جو مصنفین کے اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی تھیں' جب علامہ ابن جماعہ کا انتقال ہوا تو محمود علی استادار نے اس کتب خانہ کو ان کے ورثہ سے خرید کر وقف عام کر دیا' یہ کتب خانہ ایک ہزار مجلدات پر مشتمل تھا' مورخ شمس الدین سخاوی نے الجواہر والدرر فی ترجمۃ شیخ الاسلام ابن حجر میں لکھا ہے کہ ۸۲۶ھ میں اس کتب خانہ کے ناظم اعلیٰ شیخ فخر الدین عثمان طرابلسی المتوفی ۸۴۸ھ تھے (جاری ہے)

کتابیں لیکر جن کا علم بہت سے معاصرین کو نہ تھا ان میں تھوڑا بہت تصرف
اور کچھ عبارتیں آگے پیچھے کر کے اپنی طرف منسوب کیا۔

کتب خانہ سے چار سو مجلدات کے خورد برد کرنے کے جرم میں معزول کیا گیا تو ان کے لئے حافظ ابن حجر کو اس کا نگران اعلیٰ مقرر کیا گیا انہوں نے کتابوں کو فن وار مرتب کیا فہرست تیار کی اور اپنی زندگی بھر اس کی نگرانی کے فرائض انجام دیئے مقریزی نے کتاب الخطط والآثار میں اس کتب خانہ کے متعلق لکھا ہے۔

لا یعرف الیوم بدیار المصر والشام مثلہا ص ۴۳۸

دیار مصر و شام میں آج اس جیسا کتب خانہ نہیں ہے۔

۹۲۳ھ میں جب سلیم عثمانی نے مصر فتح کیا تو اس کی اکثر و بیشتر کتابیں استنبول منتقل کی گئی تھی۔

جمال الدین محمود استادار نے اس کتب خانہ کے وقف نامہ میں یہ شرط رکھی تھی کہ کتاب کتب خانہ سے باہر لیجانے کی اجازت نہیں' علامہ سیوطی نے اس کتب خانہ سے استفادہ کیا اور یہاں سے کتابیں باہر لیجانے کے جواز کا فتوی دیا۔

"شیخ عبد الوہاب شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ لطائف المنن ص ۴۲۴ میں رقم طراز ہیں مدرسہ محمودیہ استادار کی کتابوں کے لئے وقف نامہ میں یہ شرط تھی کہ مرمت یا آگ وغیرہ کے خطرے کے سوا کسی صورت میں کوئی کتاب مدرسہ سے باہر نہیں جائے گی مگر شیخ جلال الدین سیوطی نے اس کتب خانہ سے کتاب مستعار لیجانے کا فتوی دیا اور کہا کہ میں نے اپنے استاد شیخ الاسلام علم الدین بلقینی اور اپنے شیخ شرف الدین مناوی کو دیکھا ہے کہ وہ مدرسہ محمودیہ کے کتب خانہ سے کتابیں مستعار لیجاتے تھے اور وہ ان کے گھر میں کئی کئی مدت تک رہتی تھیں یہ دونوں امام قابل تقلید ہیں' انھیں فقہ میں اعلیٰ مرتبہ جو مجتہد فی المذہب کا مقام ہے حاصل تھا شیخ مناوی صاحب احوال و کرامات بزرگ تھے اگر وہ اس کو جائز نہ سمجھتے تو ہرگز ایسا نہیں کرتے۔"

علامہ سیوطی نے اس کے جواز میں چار دلیلیں پیش کی ہیں جن میں چوتھی دلیل (جاری ہے)

اور ان کے مقدمات میں ایسی مرعوب کن باتیں ہو جائیں جن سے جاہل وہم میں پڑ جاتا ہے، حالانکہ ان میں سے بعض باتوں کا بھی حق ادا نہیں کیا۔(۱)

لیکن قاضی محمد بن علی شوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ حافظ سخاوی کے اس بیان سے متفق نہیں، وہ لکھتے ہیں:-

"یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے ہمیشہ مصنفین کا یہی طریقہ رہا ہے جو متأخر متقدم کی کتاب سے اخذ و انتخاب یا اس کا اختصار یا اس کی وضاحت یا اس پر اعتراض کرتا ہے یا اس قسم کی دوسری اغراض ہوتی ہیں جو تصنیف و تالیف پر آمادہ کرتی ہیں یا کوئی

(بقیہ حاشیہ) سب سے قوی بات یہ ہے کہ شریعت کا اصول ہے کہ نص کی تخصیص بھی جائز ہے جب نص شارع کی تخصیص جائز ہے تو نص واقف میں تخصیص بدرجہ اولیٰ جائز ہوگی، اس وقت سے واقف کا مقصد مجرد ساری ہر دو کتابوں کی حفاظت تھا اب اگر کسی شخص کو تصنیف کے سلسلے میں کسی کتاب کی ضرورت ہے اور کتب خانہ کے اوقات مقرر و محدود ہیں جس کی وجہ سے وہ کتابوں سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتا، ایسی صورت میں کیا کتابوں کی حفاظت کا اطمینان ہو جانے کے بعد بھی اس کو کتب خانہ سے باہر لیجانے کی اجازت نہ ہوگی؟ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اس شخص کو ممانعت سے مستثنیٰ قرار دینا چاہئے، کیونکہ واقف کے الفاظ میں جو عموم تھا اس میں تخصیص کر دی گئی ہے۔

تاہم اس سلسلہ میں دو باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اول اس کتب خانہ کی ان کتابوں کو مستعار لینا مناسب ہے جو دوسرے کتب خانہ میں موجود نہ ہوں، دوسرے مستعار کتاب کو ضرورت سے زیادہ عرصہ تک روکنا جائز نہیں ہے

(ملخص از بذل المجہود فی تحریر محمود)

(۱) الضوء اللامع ج ۴ ص ۶۸

مصنف ہے جو متقدمین کی کتابوں پر اعتماد کرتا ہو اور ان کی تصانیف سے اخذ و استفادہ کرتا ہو۔"(۱)

حافظ سخاوی کا یہ بیان معاصرانہ چشمک کی وجہ سے مبالغہ تو قرار دیا جا سکتا ہے لیکن اس کو بے اصل نہیں کہا جا سکتا کیونکہ علامہ سیوطی نے ذیل طبقات الحفاظ میں حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصانیف سے استفادہ کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے

وان یکن فاتنی حضور مجالسہ والفوز بسماع کلامہ والاخذ عنہ فقد انتفعت فی الفن بتصانیفہ واستفدت منہا الکثیر (۲)

اگرچہ میں ان کی مجالس درس کی حاضری سے محروم رہا اور مجھے ان کی باتیں سننے کی سعادت حاصل نہ ہو سکی اور ان سے استفادہ کا موقع نہ مل سکا تاہم

---

(۱) ملاحظہ ہو البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع قاہرہ ۱۳۴۸ھ ج ۱ ص ۳۳۳۔ قاضی شوکانی نے اس معاملہ میں علامہ سیوطی کی حمایت اور حافظ سخاوی کی تردید میں جو زور قلم دکھایا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ قاضی شوکانی بھی اس معاملہ میں علامہ سیوطی سے کچھ کم مجرم نہیں ہیں ان کی تالیفات میں نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار فن حدیث میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے اس کے متعلق حافظ العصر سید انور شاہ کشمیری کا یہ تبصرہ پڑھنے کے لائق ہے۔

اعلم ان نیل الاوطار ماخوذ من اربعۃ کتب فتح الباری و تلخیص الحبیر و مجمع الزوائد وشرح الترمذی للعراقی (فیض الباری طبع قاہرہ ج اول ص ۴۲۶)

نیل الاوطار چار کتابوں فتح الباری، تلخیص الحبیر، مجمع الزوائد اور شرح ترمذی عراقی سے ماخوذ ہے

(۲) ذیل طبقات الحفاظ الذہبی مطبعۃ التوفیق دمشق ۱۳۴۷ھ ص ۳۸۲

آپ نے فن حدیث میں ان کی تصانیف سے فائدہ اٹھایا اور غیر معمولی استفادہ کیا ہے۔

اسی طرح انہوں نے کتب خانہ استادار کی کتابوں کا حوالہ بھی اپنی تالیفات میں دیا ہے اور اس کتب خانہ کی کتابیں بھی مستعار لینے پر ان کا فتویٰ موجود ہے۔

انداز تالیف و تصنیف

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا انداز تصنیف اچھوتا اور نرالا ہے وہ پہلے موضوع پر روشنی ڈالتے ہیں پھر اس فن پر جن اہل علم نے کتابیں لکھیں ان کا تعارف کراتے اور ان پر تبصرہ کرتے ہیں اس کے بعد اصل موضوع پر لکھتے ہیں۔ یہ موصوف کا وہ انداز تحقیق ہے جس پر آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی عمل کیا جاتا ہے۔

علامہ موصوف پر عموماً یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں کثرت سے ضعیف روایات نقل کرتے ہیں اس اعتراض کا جواب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے جو دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ چونکہ ماخذ کی نشاندہی کرتے ہیں اس لئے اہل علم پر ان روایات کی حیثیت عیاں ہو جاتی ہے۔(۲)

تصانیف کے متعلق اہل علم کی آراء

علامہ سیوطی کی تالیفات کے متعلق بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ وہ رطب و یابس کا مجموعہ ہوتی ہیں۔ ان کے متعلق فقیہ عبداللہ بن عمر بامخرمہ شافعی المتوفی ۹۷۲ھ کی رائے اوپر گزر چکی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے علامہ سیوطی کی مذہبی تالیفات کو دیکھتے ہوئے

---

(۱) السیوطی، الاتقان، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم (مقدمہ محقق)
(۲) عبدالعزیز محدث دہلوی، مجموعہ فتاویٰ عزیزیہ، مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ ج ۲ ص ۸۱-۸۲

کی کتابوں میں شمار کیا ہے، جن میں صحت کا پورا التزام نہیں ہوتا، موصوف "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ و اسانید وارثی رسول اللہ" میں رقمطراز ہیں :-

"طبقۂ رابعہ احادیثی کہ نام و نشان آنہا در قرون سابقہ معلوم نبود و متاخران آنرا روایت کردہ اند، پس حال آنہا از دو شق خالی نیست یا سلف تفحص کردند و آنہا را اصلے نیافتند تا مشغول بروایت آنہا می شدند یا یافتند و درآنہا قدحے و علتے دیدند کہ باعث شد ہمہ آنہا را بر ترک روایت آنہا، و علی کل تقدیر این احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآنہا تمسک کردہ شود و نعم ما قال بعض المشائخ فی امثال ہذا۔ شعر

فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

و این قسم احادیث را بعض از محدثین زدہ نسبت و بجہت کثرت طرق این احادیث کہ در این قسم کتب موجود اند مغرور شدہ حکم بتواتر آنہا نمودہ در مقام قطع و یقین بدان تمسک جستہ بر خلاف احادیث طبقات اولیٰ و ثانیہ و ثالثہ مے ہیچ بر آوردہ اند، و در این قسم احادیث کتب بسیار مصنف شدہ اند بعضے را شمار می کنیم: کتاب الضعفاء لابن حبان، و تصانیف الحاکم، کتاب الضعفاء للعقیلی، کتاب الکامل لابن عدی، تصانیف ابن مردویہ، تصانیف خطیب، تصانیف ابن شاہین، تفسیر ابن جریر، فردوس دیلمی بلکہ سائر تصانیف او، و تصانیف ابی نعیم، و تصانیف جوزقانی، تصانیف ابن عساکر، تصانیف ابوالشیخ، تصانیف ابن نجار ــــ بایہ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی در رسائل و نوادر ہمیں کتابہا است، و اشتغال باحادیث این کتب و استنباط

کتابیں بہت لکھی گئی ہیں اس نوع کے چند مصنفین کی کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

کتاب الضعفاء' از ابن حبان' تصانیف حاکم' کتاب الضعفاء' از عقیلی' کتاب الکامل از ابن عدی' تصانیف ابن مردویہ' تصانیف خطیب بغدادی' تصانیف ابن شاہین' تفسیر ابن جریر' فردوس دیلمی بلکہ اس کی تمام تصانیف' تصانیف ابی نعیم' تصانیف جوزقانی' تصانیف ابن عساکر' تصانیف ابوالشیخ' تصانیف ابن النجار۔

شیخ جلال الدین سیوطی کے رسائل و فوائد کا سرمایہ یہی کتابیں ہیں لہذا ان کتابوں کی حدیثوں میں متمسک رہنا اور ان سے احکام کا استنباط کرنا مفید کام نہیں ہے۔

نواب صدیق حسن خان قنوجی 'اتحاف النبلاء المتقین' میں فرماتے ہیں :۔

"در تصانیف سیوطی با اینہمہ جلالت شان علم و عمل و حصول رتبہ' اجتہاد نوعی تساہل است زیرا کہ نظر او در جمع روایات و درنیات است نہ بر تنقیح و تحقیق و تصحیح و تضعیف کارے ندارد وان قلیل نادر او ظاہر است کہ تبحر و اطلاع و عبور چیزے دیگر است و تفقہ و تفتیش صحیح از سقیم و قوی از ضعیف و مرجوح از راجح چیزے دیگر ولہذا علماء محققین تحریر ایشاں را بدوں شہادت تحریر مصنفین دیگر واعتضاد محققین اخر قبول نمی کنند(۱) و سرمایہ' و سرمایہ شورو غوغا بے اہل بدعت و اہوا از فرقہ اہل سنت بلکہ از فریق شیعہ

---

(۱) علامہ سیوطی کی تالیفات کے سلسلہ میں کسی عالم سے بھی یہ شرط منقول ہے۔

غالباً تالیف ایشان است (۱) کہ از طب و ریاضی و حدیث و تفسیر ہمہ حصہ وافر دارد و مع ذالک شک نیست کہ تصانیف ایشان برائے مبتدی و منتہی راس المال کمال است۔

اگر شخصے محقق بہ شہر و قصبہ از اعیان نظر داشتہ باشد و خواہد کہ در بابے از ابواب علوم تالیفے پردازد، رسائل و مؤلفات سیوطی برائے مدد او کافی و وافی است کہ روایات ہر مذہب و اقوال مختلف اہل علم را مشتمل و محتوی است و در نقل آں معتمد اگرچہ در نقد الا مر بعضے ضعیف و بعضے قوی خواہد بود واللہ اعلم بالصواب" (۲)

سیوطیؒ کی تصانیف اس کے باوجود کہ سیوطیؒ کو علم و فن میں جزالت شان اور اجتہاد کا مرتبہ حاصل ہے اور ان کی نظر تمام روایات و درایات پر ہے ایک قسم کا تساہل پایا جاتا ہے، وہ تنقیح و تحقیق اور تصحیح و تضعیف سے بہت کم اعتناء کرتے ہیں ظاہر ہے کہ تبحر اور آگہی، وسعت نظر و عبور دوسری چیز ہے اور صحیح کا غیر صحیح سے امتیاز و جستجو اور قوی سے ضعیف کی اور مرجوح کی راجح سے تمیز ایک دوسری شئی ہے اس لئے علماء محققین ان کی تحقیقات کو دوسرے مصنفین کی شہادت کے بغیر قبول نہیں کرتے اور اہل سنت کے فرقہ اہل بدعت و اہل ہوی کے شور و غوغا بالخصوص شیعہ فرقہ کی

---

(۱) غالباً اسی لئے شیعہ تذکرہ نگاروں میں سے خوانساری نے روضات الجنات (طبع طہران ۱۳۶۷ھ ص ۳۳۳) میں علامہ سیوطی کو علمائے اہل تشیع میں شمار کیا حالانکہ ان کو شیعیت سے دور کا بھی کوئی علاقہ نہیں۔

(۲) اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقہاء المحدثین مطبوعہ نظامی پریس کانپور ۱۲۸۸ھ ص

بیشتر تصنیف ان کی تصانیف کا سرمایہ ہیں اور ان کی تصانیف کا زیادہ سرمایہ
رطب و یابس کا مجموعہ ہے ان تمام خرابیوں کے باوجود ان کی تصانیف
مبتدی و منتہی کا اصل سرمایہ ہیں

سیوطی کی تصانیف میں رطب و یابس کا الزام اور اس کی حقیقت

یہ دعویٰ علامہ سیوطیؒ کی تالیفات رطب و یابس کا مجموعہ ہوتی ہیں اس لئے
قابل اعتماد نہیں، محل نظر ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ علامہ سیوطی کی تالیفات رطب و یابس سب کچھ ہوتا
ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان میں سب سرویا باتیں ہوتی ہیں، بغیر سند اور بلا
حوالہ اقوال و آثار نقل کر دیئے جاتے ہیں، یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جن
علماء نے ان کی تصانیف کے متعلق رطب و یابس کا لفظ استعمال کیا ہے ان سے ان کا
مقصد صرف اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ علامہ موصوف کی تالیفات ایسی
نہیں ہیں جن پر آنکھ بند کر کے عمل کیا جاسکے، بلکہ غور و فکر کی محتاج ہیں، علامہ سیوطی
کا مزاج جمع و ترتیب کا ضرور ہے لیکن وہ تحقیق و تنقیح سے بھی غافل نہیں رہتے، انھوں
نے اپنی کتابوں میں تحقیق و تنقیح کا حق ادا کرنے کی بھی کوشش کی ہے، جہاں سے جو چیز
لیتے ہیں اس کا حوالہ بھی دیتے ہیں جس سے اس کا مقام و مرتبہ متعین ہو جاتا ہے اور ہر
عالم ادنیٰ تامل سے جان سکتا ہے کہ اس کی حیثیت کیا ہے۔ علامہ سیوطی کی تالیفات کا یہی
طرہ امتیاز ہے اس طریقہ کو اختیار کرنے سے مباحث کے تمام گوشے پڑھنے والے کے
سامنے آجاتے ہیں اور زیر بحث مسئلوں پر تمام ممکن مواد تک اس کی رسائی آسان
ہو جاتی ہے اس لئے وہ رطب و یابس کو کتاب میں پیش کرنے سے گریز نہیں کرتے
لیکن اس طرح نہیں کہ قوی اور ضعیف، صحیح اور سقیم میں امتیاز باقی نہ رہے اور رطب و

جامع صغیر است نیز ازیں طریقہ محفوظ دارد"(۱)

اس حقیقت کا اظہار کہ سیوطیؒ اپنی تصانیف میں رطب و یابس زیادہ نقل کرتے ہیں ناظرین کی خدمت میں اتنا عرض کرتا ہے کہ سیوطیؒ اپنی تالیفات میں رطب و یابس بہت نقل کرتے ہیں لیکن شروع میں وضاحت کرتے ہیں کہ "اخرج فلان من طریق فلان"

کہ فلاں نے یہ روایت فلاں سند سے نقل کی ہے۔ چنانچہ اس عبارت سے محدث ماہر کو دو طریقے سے اس نقل کا حال معلوم ہو جاتا ہے اول تخریج کی نشاندہی سے یہ بات کہ بعض تخریجیں اپنی کتابوں میں محدثین کے نزدیک معلوم و معروف ہیں کہ جو کچھ ان کے یہاں منقول ہے ضعیف و منکر ہے وہ قابل اعتماد نہیں جیسے ابن مردویہ کی تفسیر، ابن عدی کی کتاب الکامل خطیب کی تاریخ بغداد اور کتاب الفردوس دیلمی، تاریخ ابن عساکر اور کتاب العظمہ لابی شیخ۔

دوسرے روایت سند کا بیان کہ اس کے ضمن میں حدیث کی سند کا جن راویوں پر مدار ہوتا ہے وہ معلوم ہوتے ہیں اور رجال کا حال معرفت ذہن پر روشن [illegible] ہیں سیوطیؒ نے تحقیقات کی طرف توجہ کرتے ہیں ورثانی طور پر کہیں کی تفسیر در منثور میں زیادہ تر اس طریقے کو اختیار کیا ہے اور دوسری کتابوں میں بھی ان کی یہی روش ہے۔

حقیقت میں سیوطیؒ کی ایک تصنیف ایسی ہے جس سے (بعض موضوعات پر) دوسرے تمام رسائل و قواعد ہیں چنانچہ اتقان (صرف ایک

---

(۱) ملاحظہ ہو مجموعہ فتاوی عزیزیہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ ج ۲ ص ۸۱-۸۲

احادیث میں) بدور سافرہ اور شرح الصدور وغیرہ سب اسی کتاب سے نکالے گئے ہیں اور علی ہذا القیاس (حدیث میں) جمع الفوائد جو الجامع الصغیر کی اصل ہے اس میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

بعض قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کا اعتراض علامہ سیوطی کی زندگی میں بھی ہوا تھا جس کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ جن مصنفین کے پیش نظر استیعاب مباحث ہوتا ہے وہ رطب ویابس سب کچھ کتاب میں پیش کرتے ہیں، چنانچہ الخصائص الکبریٰ میں لکھتے ہیں۔

اعلم انی اذکر کل ماوقفت علیہ مما ہو من خصائصہ سواء کان علیہ اصحاب اولا مصححا ام لا فان ذلک داب المتتبعین المستوعبین وان کان الجہلة القاصرون اذا رأوا ذلک بادروا الی الانکار علی مورده (۱)

میں ہر اس بات کو بیان کروں گا جس کی نسبت کسی عالم نے کہا کہ یہ آنحضرت ﷺ کے خصائص میں سے ہے، یہ خواہ ہمارے اصحاب اس کے قائل ہوں یا نہ ہوں اور وہ اس کو صحیح تسلیم کرنے میں ہم زبان ہوتے ہوں یا نہیں۔ یہ کہ ان لوگوں کا مقصد تتبع اور استیعاب ہے ان کا یہی طریقہ ہے اگرچہ کم فہم نادان جب ایسی بات دیکھتے ہیں تو بیان کرنے والے پر رد وقدح کرنے لگتے ہیں۔

اس جواب کا تعلق اگرچہ سیر ومناقب سے ہے جس میں صحیح وغیر صحیح ہر قسم کی روایتیں بیان کی جاتی ہیں تاہم اس سے ان کا مرکزی نقطہ نظر واضح ہو جاتا ہے۔

---

(۱) مقدمہ خصائص الکبریٰ طبع حیدرآباد دکن ۱۳۲۰ھ ج ۲ ص ۲۲۹

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ علامہ سیوطیؒ اپنی تالیفات میں رطب ویابس بغیر حوالہ پیش نہیں کرتے۔

ان امور کی روشنی میں علامہ موصوف کی تالیفات کے جامع، مفید اور مستند ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے جن بالغ نظر علماء نے علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کو جامع، مفید اور مستند کہا ہے ان کے پیش نظر بھی یہی نکتہ رہا ہے، چنانچہ شیخ الاسلام غزی شافعی نے ان کی تالیفات پر یہ مختصر و جامع تبصرہ کیا ہے۔

ألف المؤلفات الحافلة الكثيرة الكاملة الجامعة النافعة المتقنة المحررة المعتمدة المعتبرة (۱)

موصوف نے نہایت جامع، مفید، پایہ دار، قابل اعتبار اور لائق اعتماد کتابیں تالیف کی ہیں۔

ابن العماد حنبلی نے بھی ان تالیفات کے بارے میں "شذرات الذہب فی اخبار من ذہب" میں بعینہ یہی الفاظ نقل کئے ہیں (۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں بھی علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کا یہی مقام ہے جو محدث غزی کی نظر میں تھا مولانا عبدالحئی فرنگی محلی کی رائے بھی یہی ہے، وہ لکھتے ہیں:۔

و تصانيفه كلها مشتملة على فوائد لطيفة و فرائد شريفة تشهد كلها بتبحره و سعة نظره و دقة فكره (۳)

---

(۱) ملاحظہ ہو الکواکب السائرۃ ج ۱ ص ۲۲۸

(۲) شذرات الذہب ج ۸ ص ۵۳

(۳) التعلیق الممجد علی موطا امام محمد طبع نور محمد کراچی ص ۱۵ [illegible]

سیوطیؒ کی تمام تصانیف عمدہ فوائد اور اچھے مباحث پر مشتمل ہیں اور ہر کتاب ان کے تبحر، وسعت نظر اور دقت فکر کی شاہد ہے۔

تالیفات سیوطیؒ کی اقسام ثلاثہ

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے عام طور پر حسب ذیل تین قسم کی کتابیں لکھی ہیں۔(۱)

(۱) مختصرات یہ وہ کتابیں ہیں جو نصابی دور کی ضروریات کے پیش نظر لکھی گئی تھیں ان میں سے بعض منظوم ہیں(۲) جیسے الفیہ نحو میں الفیہ اصول حدیث میں الفیہ معانی و بیان میں تاکہ طلبہ انہیں زبانی یاد رکھ سکیں۔ تفسیر میں تفسیر جلالین، تاریخ اسلامی میں تاریخ الخلفاء متون میں نقایہ اور اس کی شرح اتمام الدرایہ اس کی بہترین مثالیں ہیں۔(۳)

(۲) متوسطات، جن سے عام اہل علم اور اساتذہ فائدہ اٹھائیں جیسے متون کی شرحیں الفیہ نحو کی شرح البہجۃ المرضیہ الفیہ معانی و بیان کی شرح عقود الجمان و اصول حدیث میں تدریب الراوی شرح تقریب النواوی وغیرہ۔

(۳) جوامع، فن کے دائرۃ المعارف جن سے بالغ نظر محققین و مصنفین فائدہ اٹھائیں اور فن میں درک و بصیرت حاصل کریں۔

---

(۱) السیوطی تنویر الحوالک ص ۷ ج ۳ ص ۱۹۳ طبع ۱۹۰۰ء المکتبۃ الثقافیۃ

(۲) ایضاً ج ۲ ص ۱۲۹

(۳) نائجیریا کے مسلم مفکر شیخ عثمان دان فودی کے چھوٹے بھائی شیخ عبداللہ بن فودی جنکو نائجیریا کی انتظامیہ ۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۲۹ء نائجیریا کے دارالخلافہ سکوتو میں یہ کارنامہ انجام دیا تھا نصابی متون کو عربی میں نظم کا جامہ پہنایا تاکہ طلبہ آسانی سے یاد کر سکیں موصوف کی تالیفات اب تک ... شائع کی جا رہی ہیں

علم تفسیر میں الدر المنثور، علوم قرآن میں الاتقان، حدیث میں جمع الجوامع، نحو میں الاشباہ والنظائر، سیرت و معجزات میں الخصائص الکبریٰ، علوم لغت میں المزہر، علم نحو میں ہمع الہوامع شرح جمع الجوامع وغیرہ۔

علامہ سیوطیؒ کی جوامع کتب ایسی اہم و بنیادی کتابیں ہیں کہ عصر حاضر میں یہ کتابیں اگر کسی کتب خانہ میں موجود نہ ہوں تو وہ کتب خانہ علمی کتب خانہ نہیں سمجھا جاتا اور جس عالم و محقق کی نظر ان کتابوں پر نہ ہو وہ کوئی علمی و تحقیقی کام نہیں کر سکتا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں جن سے مراجع کی طرف رہنمائی ہوتی ہے یہ ان کا ایسا علمی فیضان ہے جس سے ہر ایک اپنی علمی تشنگی دور کر سکتا ہے انہی وجوہ سے ان کی کتابیں ہر جگہ میں مقبول ہیں اور انہیں سند کا درجہ حاصل ہے موصوف کا بیشتر کام جمع و ترتیب ہے ان کی اپنی تحقیقات کم ہیں بایں ہمہ وہ ان کے علوم و فنون میں بالغ نظری، فن میں بصیرت اور ہر فن کی مہمات کتب پر تفسر، علوم و فنون سے گہری مناسبت، حسن تخلیص و ترتیب اور حسن بیان پر قدرت کا شاہد عدل ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے یہاں عبارت میں پیچیدگی و اغلاق نہیں پایا جاتا۔

مشرق و مغرب میں کہیں کسی زبان میں آج کوئی بڑے سے بڑا دانشور و محقق اسلامی علوم حدیث، تفسیر، فقہ، اصول، رجال، سیر، نحو و لغت اور تاریخ کسی موضوع پر قلم اٹھائے اسے سیوطیؒ کی تالیفات سے استفادہ کئے بغیر چارہ نہیں، یہ ان کا ایسا علمی فیضان ہے جو کم کسی کو نصیب ہوا ہے۔

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد کسی

فن پر لکھتے ہیں چنانچہ موصوف نے الاتقان فی علوم القرآن لکھتے وقت کم و بیش تین سو ستانوے کتابوں سے مراجعت کی' یہی حال الزہر اور ان کی دوسری تالیفات کا ہے جیسا کہ ان کتابوں کے اشاریہ سے عیاں ہے' یہی وجہ ہے کہ متاخرین علماء کا سرمایہ معلومات ہر فن میں زیادہ تر سیوطیؒ کی تالیفات ہیں۔

کثرت تصانیف کے اسباب

علامہ سیوطیؒ نے زمانہ طالب علمی سے کتابیں تالیف کرنا شروع کی تھیں' افتاء' تدریس و تدریسی خدمات کے باوجود ان کی تالیفات کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا چنانچہ ۶۲ سالہ مختصر زندگی میں سینکڑوں کتابیں تالیف کیں' موصوف کی کثرت تالیفات کے حسب ذیل وجوہ و اسباب ہیں۔

(۱)　علامہ سیوطیؒ نے ہر چھوٹی بڑی تحریر و فتویٰ کو خواہ وہ ایک دو ورق کا کیوں نہ ہو جداگانہ نام سے موسوم کیا چنانچہ بلاد تکرور سے موصوف کے پاس چند سوالات آئے ان کا جواب لکھا تو اس کا نام **"فتح المطلب المبرور و برد القلب المحرور فی الجواب عن اسئلة التكرور"** رکھا۔(۱)

(۲)　ناقص و نا تمام تالیفات جنہیں عام طور پر نظر انداز کیا جاتا ہے' انہیں بھی اپنی تالیفات سے خارج نہیں کیا۔

(۳)　ابتدائی دور کی تالیفات جن کی علمی و تحقیقی شان زیادہ بلند نہیں ہوتی' جلیل القدر مصنفین اس قسم کی کتابوں کے انتساب سے گریز کرتے ہیں' انہیں بھی موصوف نے اپنی تالیفات میں شمار کیا۔

---

(۱) الحاوی للفتاوی بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۲ ج ۱ ص ۲۸۵

(۴)　ایک کتاب اگر سات ابواب پر مشتمل ہوتی تو بعض اوقات ہر باب کا علیحدہ نام رکھ کر مجموعہ کا جداگانہ۔ اس طرح ایک کتاب سات جداگانہ ناموں سے مشہور ہوتی اور وہ مجموعہ علیحدہ نام سے موسوم ہوا اسی طرح تصانیف کی تعداد بڑھتی گئی' چنانچہ کتاب الاشباہ والنظائر فی النحو اس کی بہترین مثال ہے موصوف کا بیان ہے۔

وقد افردت کل فن بخطبة و تسمية ليكون كل فن من السبعة تاليفاً مفرداً و مجموع السبعة هو كتاب الاشباه والنظائر (۱)

جس سے ہر فن کا آغاز نئے خطبہ اور نئے نام سے کیا تاکہ ساتوں فنون میں سے ہر فن پر ایک مستقل تالیف رہے اور مجموعہ کا نام کتاب الاشباہ والنظائر ہوا۔

(۵)　علامہ سیوطیؒ نے کسی موضوع پر کوئی کتابچہ یا رسالہ لکھا اور اسے ایک نام سے موسوم کیا پھر موصوف کو اسی موضوع پر زیادہ تفصیل سے لکھنے کا اتفاق ہوا تو وہ کتابچہ یا رسالہ اس کتاب میں پورا آگیا۔ مگر موصوف نے اس کتابچہ یا رسالہ کی سابقہ حیثیت اور نام کو نظر انداز نہیں کیا اسے بھی مستقل حیثیت سے زمرہ تالیفات میں برقرار رکھا چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے جب کتاب الاشباہ والنظائر فی النحو کا باب سوم جس کا عنوان ہے۔

فی بناء المسائل بعضها علی بعض لکھا تو اسی موضوع پر السلسلہ کے نام سے جو کتابچہ یا رسالہ پہلے سے موجود تھا وہ تمام تر اس میں آچکا تھا اس کے باوجود اس تالیف کی مستقل حیثیت کو برقرار رکھا چنانچہ موصوف کا بیان ہے۔

وقد الفت فيه قديماً تاليفاً لطيفاً مسمى بالسلسلة (۲)

---

(۱) السیوطی کتاب الاشباہ والنظائر تحقیق عبدالرؤف سعد' القاہرہ مکتبۃ الکلیات الازہریہ ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۵ء ص ۲

(۲) حوالہ سابقہ

اور اس سے پہلے بھی میں اس موضوع پر ایک تالیف لطیف جس کا نام

والسلسلة بے لکھ چکا ہوں۔

اس طرح علامہ سیوطیؒ کی تالیفات ہوتی گئیں۔

(۶) علامہ سیوطیؒ نے کسی موضوع پر کوئی کتاب لکھی اس کا کوئی نام رکھا پھر اس کی شرح کی اس کا جدا گانہ نام رکھا اس کے بعد اس کی تلخیص کی یا مختصر تیار کیا اسے مستقل نام دیا اس طرح ایک کتاب سے تین کتابیں تیار کیں اور تصانیف کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا چنانچہ موصوف تنویر الحوالک میں رقم طراز ہیں۔

میں نے پچھلے دور میں رسالت مآب ﷺ کے اسماء گرامی تتبع و جستجو سے ڈھونڈے تو ان کی تعداد چار سو تک پہنچی ان کی شرح ایک جلد میں لکھی اس کا نام الرقاة رکھا پھر ایک جزء میں ان کی تلخیص کی اس کا نام الریاض الانیقہ رکھا پھر اس کا خلاصہ ایک مختصر میں تیار کیا اس کا نام الوسیلہ رکھا (۱)

اسی طرح وہ عادات و خصائل جن کی وجہ سے عرش الٰہی کے سایہ تلے رہنا نصیب ہوتا ہے انہیں اسانید کے ساتھ جمع کیا اس کا نام (۲) بزوغ الھلال فی الخصال الموجبہ للظلال رکھا (۳)

ان مذکورہ بالا اسباب کی وجہ سے علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی تھی۔

(۷) کبھی موصوف نے کسی تالیف میں کچھ اضافہ کیا تو پہلی اور دوسری تالیف کے نام

---

(۱) تنویر الحوالک شرح علی موطا مالک ۔ القاہرہ عبد الحمید احمد حنفی ۱۳۷۰ھ ج ۳ ص ۱۶۳

(۲) تمہید الفرش فی الخصال الموجبۃ لظل العرش رکھا پھر اس کو مختصر کیا اور اس کا نام اوپر مذکور ہے

(۳) ایضاً ۳/۱۶۹

میں کوئی صفت بڑھا کر ایک کو دوسرے سے ممتاز کیا اس طرح دو کتابیں بنائی گئیں' چنانچہ اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ میں دوسری بار جب ۹۰۵ھ میں موضوعہ احادیث کا مزید اضافہ کیا تو پہلے نسخہ کو الموضوعات الصغریٰ اور دوسرے نسخہ کو الموضوعات الکبریٰ کے نام سے موسوم کیا' اس طرح تالیفات کے ناموں میں اضافہ ہوا اور ان کی تعداد بھی بڑھتی گئی(۱)

علامہ سیوطیؒ کی تصانیف کی تعداد

کثرت تالیفات میں علامہ سیوطی قدماء کی یادگار تھے اور متاخرین میں بہت ہی کم علماء ان کی ہمسری کر سکتے ہیں' ان کی تصانیف کی تعداد کے متعلق مورخین اور تذکرہ نگاروں کے اقوال مختلف ہیں' خود سیوطی نے "حسن المحاضرہ" میں اپنی تالیفات کی تعداد تین سو بتائی ہے' یہ تعداد ان تالیفات کے علاوہ ہے جن سے انہوں نے رجوع کیا تھا' یا دریا برد کر لیا تھا' یہ کتابیں فن تفسیر' حدیث' قرأت' فقہ' عربیہ اور آداب وغیرہ میں ہیں(۲)

ان کے تلمیذ شیخ عبدالوہاب شعرانی نے ذیل الطبقات میں تالیفات کی تعداد چار سو ساٹھ لکھی ہے(۳) نواب صدیق حسن خاں صاحب قنوجی نے لکھا ہے کہ ان کی چھوٹی بڑی تالیفات کی تعداد چار سو ساٹھ تک پہنچتی ہے(۴) جرمن مستشرق بروکلمان نے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تالیفات کی تعداد چار سو پندرہ بیان کی ہے۔

---

(۱) اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ' القاہرہ' المطبعۃ الادبیۃ ۱۳۱۷ھ' ج ۱ ص ۲

(۲) حسن المحاضرہ ج ۱ ص ۱۹۰

(۳) ذیل الطبقات بحوالہ الامام السیوطی و تحقیق موضعہ از احمد تیمور پاشا طبع قاہرہ ۱۹۴۲ء ص ۴

(۴) اتحاف النبلاء المتقین ص ۲۹۱

مؤرخ نجم الدین غزی نے سیوطی کے نامور شاگرد شمس الدین داودی سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے علامہ سیوطیؒ کے تذکرہ میں ان کی تالیفات کو نام بنام گنایا ہے' ان کی تعداد پانچ سو سے اوپر ہے جو شہرت کی بنا پر تفصیل سے مستغنی ہیں (۱)

علامہ سیوطی کی تصانیف پر ہندوستان میں غالباً سب سے پہلی کتاب مولانا عبدالاول جونپوری (۱۲۸۴-۱۳۳۹ھ) نے لکھی' جو شکر المعطی فی ذکر مؤلفات الامام السیوطی کے نام سے شائع ہو چکی ہے' اس میں انھوں نے ان کی تالیفات پانچ سو سے زیادہ گنائی ہے' چنانچہ وہ "وفیات المشاہیر" میں لکھتے ہیں۔

"آپ کی تصانیف پانچ سو سے زیادہ ہیں جن کو میں نے شکر المعطی میں شمار کر دیا ہے۔" (۲)

مولانا عبدالحی فرنگی محلی کا بھی یہی عقیدہ ہے' چنانچہ الفوائد البہیہ میں فرماتے ہیں۔

وقد زادت علی خمسمائة شهرة ذكره تغني عن وصفه (۳)

سیوطی کی تالیفات پانچ سو سے زیادہ ہیں ان کی شہرت بیان سے مستغنی ہے

جرجی زیدان نے تصانیف کی تعداد تقریباً پانچ سو چھتر لکھی ہے (۴)

مشہور مستشرق فلوگل نے کسی بالغ نظر عالم کی مرتب کردہ فہرست تالیفات الامام السیوطی کے نام سے کشف الظنون کے آخر میں شامل کی ہے' کشف الظنون لاطینی ترجمہ کے ساتھ لیبزک سے ۱۸۳۵ء میں شائع ہوئی۔ اس میں تالیفات کی تعداد ۵۶۰ (۵) علامہ سیوطی کے تلمیذ خاص مورخ مصر ابن ایاس حنفی المتوفی ۹۳۰ھ کا بیان ہے کہ سیوطی کی تالیفات کی تعداد چھ سو تک پہنچی ہے (۶)

---

(۱) الکواکب السائرہ ج ۱ ص ۲۲

(۲) وفیات المشاہیر مطبوعہ جاودپ ٹی جونپور ص ۴

(۳) الفوائد البہیہ مع التعلیقات السنیہ مطبع چشمہ فیض ۱۲۹۳ھ ص ۵۱

(۴) عقود الجواہر فی تراجم من لهم خمسون تصنیفا فمائة فاکثر طبع بیروت ۱۳۲۷ھ ص ۱۹۵-۲۱۶

(۵) ملاحظہ ہو کشف الظنون طبع لیبزک لیڈن ج ۶ ص ۶۶۵

(۶) بدائع الزہور فی وقائع الدہور ج ۴ ص ۸۳

شیخ محی الدین عبدالقادر عیدروسی المتوفی ۱۰۳۸ھ النور السافر میں لکھتے ہیں۔

وصلت مصنفاته نحو الستمائة مصنفا سوى ما رجع عنه و غسله

سیوطی کی تصانیف کی تعداد ان تصانیف کے علاوہ جن سے انہوں نے رجوع کیا اور دھو ڈالا چھ سو کے قریب ہے۔

محمد بدرالدین محمد بن یحییٰ قرافی مالکی متوفی ۱۰۰۸ھ اپنے شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی المنا شہاب الدین بحری کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

انه قرأ على شيخه الحافظ السيوطي فهرس اسماء مؤلفاته قال وهي ستمائة

انہوں نے اپنے شیخ حافظ سیوطی کو ان کی مؤلفات کی فہرست پڑھ کر سنائی تھی ان کا کہنا ہے کہ وہ چھ سو تھیں۔

شیخ شہاب الدین احمد مکناسی المتوفی ۱۰۲۵ھ درۃ الحجال فی اسماء الرجال میں لکھتے ہیں

ان تصانيفه لا تحصى تجاوز الالف

ان کی تصانیف حد شمار سے باہر ہیں وہ ہزار سے بھی زیادہ ہیں

شہرت و قبولیت

ان کی کتابیں زندگی ہی میں مشرق سے مغرب تک پھیل گئی تھیں اور

مسلمان ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

موصوف کی تالیفات کی مقبولیت کا اندازہ اس کے سبب ذیل بیان سے کیا

---

(۱) النور السافر ص ۲۵۳

(۲) درۃ الحجال فی اسماء الرجال ج ۲ ص ۹۹

جا سکتا ہے، وہ فرماتے ہیں۔

"۸۷۵ھ میں دیار مغرب سے صوفی یحییٰ بن ابی بکر المشہور بابن الجو، مصر آئے، میری تالیفات میں تکملہ تفسیر شیخ جلال الدین محلی، تلخیص المعانی، شرح الفیہ اور النظم الطیب خرید کر وطن لے گئے پھر ۸۸۲ھ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ آئے، ان کا بیان ہے کہ وہاں کے اہل علم کو میری تالیفات سے اشتغال ہے وہ ان میں مقبول ہیں، اس مرتبہ وہ تالیفات میں الاتقان فی علوم القرآن، التوشیح علی الجامع الصحیح، تاریخ الخلفاء اور البدیعیہ لے گئے۔"(۱)

اس سے معلوم ہوتا ہے ۸۸۲ھ تک علامہ سیوطی دیار مغرب تک نہیں گئے تھے۔

۸۹۸ھ میں میرے والد کے تلامذہ سلطان کے ایلچی امیر یشبک جمالی کے ہمراہ شام، حلب، بغداد، روم، تبریز اور قسطنطنیہ گئے تو میری تالیفات میں الاتقان، جمع الجوامع فی العربیہ، شرح التلخیص المعانی، نقایہ، شرح نقایہ، شرح التقریب، اصول النحو (الاقتراح) اسباب النزول، شرح الفیہ العراقی، شرح الفیہ ابن مالک، تقریب الغریب، الفیہ النحو، الاشباہ والنظائر، نیز میری بہت سی دوسری مختصر کتابیں اپنے ہمراہ لے گئے اس طرح میری سو سے زیادہ کتابیں اس وقت (۸۹۸ھ تک) ان دیار میں پہنچ گئی ہیں۔(۲)

اس سے ظاہر ہے ۹۰۰ھ تک بلاد شام کی طرف موصوف کی تصانیف کا اتفاق نہیں ہوا تو نور الدین بطار جو اچھا خوشنویس تھا شام سے آیا میں نے اسے شیخونیہ میں ٹھہرایا جو ایک سال سے زیادہ رہا، اس نے تیس سے زیادہ تالیفات نقل کیں اور شام لے گیا پھر آیا تو پھر تیس سے زیادہ کتابیں لے گیا۔(۳)

---

(۱) السیوطی، کتاب التحدث بنعمۃ اللہ، ص ۱۵۵

(۲) ایضاً ص ۱۵۷ (۳) ایضاً

حافظ سید عبدالحئی کتانی کو مصر میں علامہ سیوطی کی تالیفات کی جو فہرست کتب دستیاب ہوئی تھی اس میں ان کی وفات سے سات سال قبل کی ۵۰۰ تالیفات کا ذکر تھا، یہ غالبا ان کی تصانیف کی کل تعداد ہے جس میں وہ سب کتابیں داخل ہیں جن سے موصوف نے رجوع کیا یا جو دریابرد کر دی تھیں (۱)

ان کی تالیفات نصابی و دیگر ضروریات کی تکمیل کا ذریعہ رہی اس وجہ سے ان کی شرح و حاشیہ نگاری کا سلسلہ اہل علم میں جاری رہا اور ان کی تالیفات سے بعض ایسی تالیفات بھی جو تلخیصات کی جا سکیں جیسے تنویر الحوالک جیسا کہ آئندہ ابواب میں علامہ سیوطی کے بیان سے عیاں ہے علماء طلب اور محققین میں متداول و مقبول رہیں۔

تصانیف کی شہرت و مقبولیت

علامہ سیوطیؒ کی تالیفات میں بلاشبہ منقولات کا حصہ زیادہ ہوتا ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان میں معلومات و فوائد کا ایسا نادر ذخیرہ یکجا مل جاتا ہے جو اور کتابوں میں یکجا نہیں مل سکتا اس لئے ان کی تالیفات کو ان کی حیات ہی میں قبولیت عام کی سند حاصل ہو گئی تھی مورخ غزی کا بیان ہے۔

وقد اشتهر اكثر مصنفاته في حياته في البلاد الحجازية والشامية والحلبية و بلاد الروم والمغرب و التكرور والهند واليمن (۲)

ان کی اکثر تالیفات ان کی حیات میں بلاد حجاز، شام، حلب، بلاد روم، مغرب، تکرور، ہندوستان اور یمن میں مشہور ہو گئیں۔

---

(۱) ایضاً کتاب تذکرہ در کا مجلل بحوالہ فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۱۰۵۹

(۲) الکواکب السائرہ ج ۱ ص ۲۲۸

شذرات الذہب فی اخبار من ذہب میں مذکور ہے :-

وقد اشتہر اکثر مصنفاتہ فی حیاتہ فی اقطار الارض شرقاً و غرباً (١)

ان کی حیات ہی میں ان کی اکثر تصنیفات دنیا کے گوشہ گوشہ میں مشرق سے مغرب تک پھیل گئی تھیں۔

قاضی محمد بن علی شوکانی فرماتے ہیں :-

و تصانیفہ فی کل فن من الفنون مقبولۃ وقد سارت فی الاقطار سیر النہار (٢)

ان کی تصنیفات ہر فن میں مقبول ہیں اور روز روشن کی طرح عالم میں پھیل گئی ہیں۔

محدث شوکانی نے ایک اور موقع پر لکھا ہے :-

ان مؤلفاتہ انتشرت فی الاقطار و سارت بہا الرکبان الی الانجاد و الاغوار و رفع اللہ لہ من الذکر الحسن و الثناء الجمیل ما لم یکن لاحد من معاصریہ (٣)

ان کی تالیفات چار دانگ عالم میں پھیلیں اور سوار ان کو بلندی اور نشیبی علاقوں میں لے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو شہرت و نیک نامی کی وہ عزت و رفعت بخشی جو ان کے معاصرین میں کسی کو حاصل نہ ہو سکی۔

مولانا عبد الحی فرنگی محلی نے التعلیقات السنیہ میں لکھا ہے :-

جلال الدین صاحب التصانیف التی سارت بہ الرکبان و انتفع بہ الانس و الجان (٤)

جلال الدین ایسے صاحب تصانیف ہیں کہ ان کی کتابوں کو سوار لے اڑے

---

(١) شذرات الذہب از محمد بن العماد حنبلی ج ٨ ص ٥٣
(٢) البدر الطالع ج ١ ص ٣٢٨
(٣) ایضاً ج ١ ص ٣٣٣
(٤) مقدمہ التعلیقات السنیہ ص ١٠

اور ان سے انس و جن مستفید ہوئے۔

نواب صدیق حسن خان قنوجی "اتحاف النبلاء و المتقین" میں رقم طراز ہیں :۔

"مصنفاتش۔ در اقطار ارض از شرق و غرب منتشر گردیدہ و مسلمانان بدانہا منتفع شدند۔" (۱)

ان کی تصنیفات مشرق و مغرب میں ہر طرف پھیل گئی ہیں اور مسلمان ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں

تصانیف سے اہل علم کا اعتناء

سیوطیؒ کی وفات کے بعد ان کی تصانیف کی قبولیت و شہرت بڑھتی رہی جس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ علماء اور مؤلفین کا ہمیشہ ان کی تالیفات کے ساتھ اعتناء رہا ان کی شرحیں اور حاشیے لکھے گئے ان کی حیات میں بعض علماء نے تمام عمر ان کی تصانیف کے مطالعہ میں بسر کی' مؤرخ غزی شیخ حسن بن علامہ زمزمی المتوفی ۹۲۱ھ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں :۔

اعتنی بعلم التاریخ و بتصانیف الشیخ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ (۲)

انھوں نے فن تاریخ اور سیوطیؒ کی تصانیف سے بڑا اعتناء کیا

حافظ محمد بن جعفر بن حسنی دمشقی المتوفی ۱۳۴۵ھ نے جو کثیر التصانیف علماء میں سے تھے اپنی مشہور تصنیف کتاب الاطمینانات میں علامہ سیوطیؒ کی بہت سی تالیفات کو

---

(۱) اتحاف النبلاء و المتقین طبع نظامی کانپور ۱۲۸۸ھ ص ۹۱۔
(۲) الکواکب السائرہ ج ۱ ص ۱۸۷

جمع کیا ہے ابو الفلاح عبد الحی بن العماد حنبلی المتوفی ۱۰۸۹ھ کا بیان ہے:-

كتب بخطه كثيرا من الكتب وعتق ستين جزءا سماها بالتعليقات وكل جزء منها يشتمل على مؤلفات كثيرة اكثرها من جمعه ومنها كثير من تاليفات شيخه السيوطي وكان واسع الباع في غالب العلوم المشهورة (۱)

انہوں نے اپنے قلم سے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور ساٹھ جزء کی ایک کتاب مرتب کی ہے جو کتاب التعلیقات کے نام سے موسوم ہے۔ اس کا ہر جزء بہت سی کتابوں پر مشتمل ہے جو زیادہ تر ان کی اپنی جمع کردہ ہیں زیادہ حصہ ان کے شیخ سیوطی کی تالیفات ہیں جنہیں اکثر علوم متداولہ میں ید طولیٰ حاصل تھا۔

اسی وجہ سے شیخ عبد الوہاب شعرانی نے فرمایا ہے:-

لو لم يكن للسيوطي من الكرامات الا اقبال الناس على تآليفه في سائر الاقطار بالكتابة والمطالعة لكان ذلك كفاية (۲)

علامہ سیوطی کی اگر اور کرامتیں نہ ہوتیں تو ان کے لئے یہی کرامات کافی تھی کہ عالم میں ہر طرف اہل علم ان کی کتابوں کے مطالعہ و کتابت میں مصروف ہیں۔

شیخ الاسلام محمد غزی سابانی المتوفی ۱۰۶۱ھ کا قول ہے:-

ولو لم يكن له من الكرامات الا كثرة المؤلفات مع تحريرها وتدقيقها لكفى ذلك شاهدا لمن يؤمن بالقدر (۳)

---

(۱) ملاحظہ ہو شذرات الذہب ج ۸ ص ۲۹۹

(۲) قمر من الجبار س وائف ج ۲ ص ۳۵۹

(۳) الکواکب السائرہ ج ۱ ص ۲۲۹ و شذرات الذہب ج ۸ ص ۵۳

علامہ سیوطی کی اگر کرامتیں شمار ہوتیں تو ان کی تالیفات کی کثرت اور تحقیق و تنقید ہی ایک مرد مومن کے لئے ان کی کرامت کا ثبوت ہے۔

اس سلسلہ میں حافظ سید عبدالحی کتانی کا تبصرہ بھی پڑھنے کے لائق ہے وہ لکھتے ہیں :-

قلت هذا امر جليل بالاعتبار فان مؤلفاته بالنسبة لمعاصريه و شيوخه حصلت على اقبال عظيم عند الامة الاسلامية لم يحصل عليها غيره ولا تكاد تجد خزانة في الدنيا عربية او عجمية تخلو عن العدد العديد منها بخلاف مؤلفات اقرانه و شيوخه فانها اعز من بيض الانوق (۱)

یہ امر کیا کم لائق اعتبار ہے کیونکہ امت مسلمہ کی جیسی عظیم توجہ ان کی تالیفات پر رہتی ہے ایسی توجہ ان کے معاصرین اور شیوخ وغیرہ کی تالیفات پر نہیں رہتی ہے دنیا کے عرب و عجم کا کوئی کتب خانہ ان کی متعدد تصانیف سے خالی نہیں ہے اس کے برعکس ان کے ہمسر اور شیوخ کی تالیفات کا یہ حال ہے کہ وہ عنقا کے انڈوں سے بھی زیادہ نایاب ہیں۔

---

(۱) فہرس الفہارس والاثبات تحقیق احسان عباس بیروت دار الغرب الاسلامی ۱۴۰۲ھ
ج: ۲ ص: ۱۰۱۹

باب پنجم

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی تفسیر، حدیث، فقہ، عربیت، صرف و نحو، معانی و بیان، ادب، لغت، سیر، تاریخ و تذکرہ میں جو شاندار خدمات ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ اس لئے ان اسلامی علوم میں ان کی بعض مشہور تالیفات کا تعارف اور ان پر تبصرہ ہدیہ ناظرین ہے۔

علوم تفسیر میں ان کی بعض مشہور کتابوں کا تعارف :

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر اور علوم قرآن کے موضوع پر کم و بیش ۲۵ کتابیں یادگار چھوڑی ہیں ان میں سے تفسیر قرآن کے سلسلہ میں چار کتابیں (۱)تفسیر جلالین (۲)مجمع البحرین و مطلع البدرین (۳)ترجمان القرآن فی تفسیر المسند اور (۴) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔

اختصار مطالب اور صحت مفہوم کے اعتبار سے تفسیر جلالین کی نظیر نہیں، روایت و درایت کی جامعیت کے لحاظ سے مجمع البحرین اپنی نظیر آپ ہوتی اگر مکمل ہو جاتی، روایتی نقطہ نظر سے ترجمان القرآن سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں اور اس کا اختصار الدر المنثور اپنی افادیت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے علامہ موصوف کی ان چند کتابوں پر تبصرہ ہدیہ ناظرین ہے۔

(۱) تفسیر جلالین

یہ قرآن مجید کی نہایت مختصر تفسیر ہے اس کو ایسے دو مفسروں نے جن کا لقب جلال الدین تھا، مرتب کیا ہے اس لئے یہ تفسیر جلالین کے نام سے مشہور ہے ان دو جلیل القدر مفسروں میں پہلے جلال الدین محمد بن احمد الشافعی محلی(۱) اور دوسرے جلال الدین شافعی سیوطیؒ ہیں۔

---

(۱) شمس الدین محمد بن علی الداودی، طبقات المفسرین بیروت، دارالکتب العلمیہ ج ۱ ص ۱۰۰

قلم سے لغزش ہوئی ہے ایسے مواقع پر حاشیہ نگاروں نے گرفت بھی کی ہے۔

علامہ محلی کی اس مختصر تفسیر قرآن کے ناقص رہ جانے کا قلق عمر کو بہت صدمہ تھا زمانہ دراز کے بعد شیخ محلی کے بھائی شیخ کمال الدین محلی نے ایک خواب دیکھا اور اصل یہی خواب اس تفسیر کے تکملہ کا باعث بنا (جیسا کہ آگے آتا ہے) گویا۔ قرعہ فال علامہ سیوطی کے نام نکلا اس واقعہ کو علامہ سیوطی نے "تکملہ جلالین" کے آخر میں نقل کیا ہے جو تفسیر جلالین کے مطبوعہ نسخوں میں منقول نہیں ہے البتہ مفسر شیخ سلیمان شافعی نے وہ واقعہ علامہ سیوطی کے اصل نسخہ جوامع "الفتوحات الالٰہیہ" میں سے بتمامہ نقل کیا ہے جو بہ یہ مختصر یوں ہے۔

شیخ شمس الدین خوجی کا بیان ہے:۔

مجھ سے میرے دوست شیخ کمال الدین محلی نے جو علامہ جلال الدین محلی کے بھائی تھے بیان کیا کہ انہوں نے ایک خواب میں اپنے بھائی جلال الدین محلی کو دیکھا۔ ان کے سامنے ہمارے دوست شیخ جلال الدین سیوطی بیٹھے ہوئے ہیں ان کے ہاتھوں میں وہی لکھی ہوئی تفسیر ہے اور علامہ محلی فرما رہے ہیں کہ اس تفسیر کے ان دونوں حصوں میں سے کون سا حصہ اسلوب بیان کے اعتبار سے بہتر ہے میرا یا آپ کا علامہ محلی نے فرمایا تم خود دیکھو اور چند مقامات کی طرف اشارہ بھی کیا اس میں اعتراضات کی طرف لطیف اشارہ بھی تھا علامہ سیوطی پر علامہ محلی کی طرف سے جو اعتراض ہوتا موصوف اس کا جواب دیتے اور شیخ محلی سن کر مسکرا دیتے اور ہنستے رہتے تھے۔

جلالین کے ہر دو حصوں میں بنیادی فرق

علامہ سیوطیؒ کا بیان ہے کہ میرا اپنا اعتقاد و یقین ہے کہ وہ وضع و اسلوب جس کی شیخ محلیؒ نے اپنی تفسیر میں طرح ڈالی ہے میرے طریقہ و اسلوب سے زیادہ بہتر ہے اور حسن تالیف میں وہ حصہ فائق و ممتاز ہے (۱)

علامہ سیوطیؒ نے اسلوب بیان اور طریقہ تفسیر میں شیخ محلی کی اتباع کی ہے اور ان کے طریقہ و نہج پر کتاب مذکور کا تکملہ لکھا ہے، موصوف کا بیان ہے :-

وقد اکملته بتکملة علی نمطه من اول البقرة الیٰ آخر الاسراء

میں نے تکملہ جلالین انہی کے انداز پر سورہ بقرہ سے آخر سورہ بنی اسرائیل تک مکمل کیا ہے

تفسیر جلالین میں علامہ سیوطیؒ کا التزام

علامہ سیوطی نے آغاز کتاب میں بصراحت لکھا ہے کہ اس تفسیر میں حسب ذیل چار باتوں کا التزام کیا گیا ہے۔

(۱) تفسیر اس انداز پر کی گئی ہے کہ کلام اللہ کے معنی آسانی سے سمجھ میں آجائیں۔

(۲) قول راجح کو اختیار کیا گیا ہے۔

(۳) ضروری اعراب کو بیان کیا گیا ہے۔

(۴) مختلف قراءتوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے اور طولانی بحثوں سے احتراز کیا گیا ہے (۲)

بشر لازمہ بشریت سے کیونکر خارج ہو سکتا ہے، بعض مقامات پر دونوں مفسروں سے تفسیر میں لغزش ہوئی انہوں نے قول راجح کے بجائے قول مرجوح نقل کیا بلکہ ساقط الاعتبار قول درج کیا ہے

---

(۱) ملاحظہ ہو، تفسیر جلالین مع الکمالین والرالین مطبع نولکشور لکھنو ۱۳۱۷ھ ص ۲

(۲) ایضاً

لغزش قلم

علامہ سیوطیؒ نے آیت شریفہ فلما اتٰہما صالحاً جعلا لہ شرکاء فیما اتٰہما . فتعلی اللہ عما یشرکون (۹/۱۴) وغیرہ کی تفسیر میں اور علامہ محلیؒ نے آیت شریفہ اذ دخلوا علیٰ داؤد ففزع منہم قالو لا تخف خصمٰن بغی بعضنا علی بعض فاحکم بیننا بالحق ولا تشطط و اھدنآ الیٰ سوآء الصراط (۱۱/۲۳)

اور آیت شریفہ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطٰن فی امنیۃ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطٰن ثم یحکم اللہ آیتہ ۱۷/۱۴ کی تفسیر میں ایسا ہی کیا ہے(۱)

نیز بعض جگہ تفسیر بھی مناسب الفاظ سے نہیں کی مثلاً آیہ شریفہ وعلم آدم الاسماء کلہا کی تفسیر میں رقمطراز ہیں ۔

حتی القصعۃ والقصیعۃ والفسوۃ والفسیرۃ والمغرفۃ(۲)

تاآنکہ بڑا اور چھوٹا پیالہ' زور کا پاد اور ہچکی' اور.........

یہ اہم تکملہ تفسیر علامہ سیوطیؒ نے صرف چالیس دن کی قلیل مدت میں مکمل کیا تھا فرماتے ہیں الفتہ فی مدۃ قدر میعاد الکلیم میں نے اس کو مدت میعاد کلیم (چالیس دن) میں مرتب کیا ہے ۔ علامہ موصوف نے فراغت تالیف کا جو سن تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے ۔

فرغ من تالیفہ یوم الاحد عاشر شوال سنۃ سبعین و ثمانمائۃ و (کان) الابتداء فیہ یوم الاربعاء مستھل رمضان من السنۃ المذکورۃ و فرغ من

---

(۱) ملاحظہ ہو تفسیر الجلالین مع الکمالین والزلالین طبع نولکشور لکھنؤ ۱۳۱۷ھ ص ۳۴۳ ۔ ۳۴۷

(۲) جلالین' کراچی' آرام الشائع ۱۳۶۹ھ ص ۸

بعض علماء یمن کہا یہ ہے کہ میں نے قرآن اور تفسیر جلالین کے حروف کو شمار کیا تو دونوں کے حروف کو سورہ مزمل تک برابر پایا اور سورۂ مدثر سے تفسیر کے حروف قرآن کے حروف سے بڑھ گئے اس وجہ سے اس کا بغیر وضو کے چھونا جائز ہے۔

اس کی جامعیت کے متعلق حاجی خلیفہ نے بالکل صحیح فرمایا ہے۔

وھو مع کونہ صغیر الحجم، کبیر المعنی لانہ لب لباب التفاسیر (۱)

تفسیر جلالین حجم کے اعتبار سے چھوٹی ہے لیکن معانی و مطالب کے اعتبار سے بہت اہم ہے کیونکہ یہ تفسیروں کا نچوڑ ہے۔

"الاکسیر فی اصول التفسیر" میں مذکور ہے:۔

شہرت و قبول این تفسیر مبارک مستغنی است از بیان فضائل و شرح فواضل وے، نزد علماء ہند در کتب درسیہ است، و مصداق این مثل سائر است کہ ہر کہ بقامت کہتر بقیمت بہتر (۲)

اس مبارک تفسیر کی شہرت و قبولیت اس کے فضائل بیان کرنے اور اس کی خوبیاں بتانے سے مستغنی ہے، یہ ہندوستانی علماء کے یہاں نصابی کتب میں داخل ہے اور مشہور مثل کا مصداق ہے کہ جو قامت میں چھوٹی ہوتی ہے وہ قیمت میں بہتر ہوتی ہے۔

تفسیر جلالین، اختصار و جامعیت، صحت و مفہوم اور توضیح مطالب کی وجہ سے علماء و طلبہ کی مرکز توجہ رہی ہے، علماء اور اہل علم کو اختصار مضامین کی خاطر اس سے خاص اعتناء ہے اور کثرت سے اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی نے اس کا تیس مرتبہ مطالعہ کیا تھا "لطائف المنن" میں مذکور ہے۔

---

(۱) کشف الظنون طبع استنبول ۱۳۶۰ھ ج ۱ ص ۴۴۵

(۲) صدیق حسن خان قنوجی الاکسیر فی اصول التفسیر مطبع نظامی کانپور ۱۲۹۰ھ ص ۵۸

طالعت تفسیر الجلالین نحو ثلاثین مرۃ

میں نے تفسیر جلالین کا تقریباً تیس مرتبہ مطالعہ کیا ہے۔

طلبہ قرآن فہمی کے لئے اس کو پڑھتے رہے ہیں' ہندوستان میں یہ کتاب زمانہ دراز سے نصاب درس میں داخل ہے' شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جنہوں نے قرآن مجید کا فارسی زبان میں نہایت نفیس ترجمہ کیا ہے' انہوں نے بھی غالباً انہی وجوہ سے اس کے پڑھنے کی وصیت فرمائی ہے' چنانچہ موصوف کے وصیت نامہ میں مذکور ہے۔

بعد ازاں قرآن عظیم درس گوید باں صفت کہ صرف قرآن بخواند بغیر تفسیر و ترجمہ گوید و آنچہ مشکل باشد در نحو یا در شان نزول متوقف شود و بحث نماید و بعد از فراغ درس تفسیر جلالین را بقدر درس خواند و دریں طریق فیضہا ست (۱)

اس (موطا امام مالک) کے بعد قرآن کریم کا درس دیں اس طرح کہ وہ تفسیر کے بغیر قرآن پڑھے اور ترجمہ کرے جہاں مشکل پیش آئے نحو میں یا شان نزول میں ٹھہر جائے اور بحث کرے' جب درس قرآن سے فارغ ہو جائے تو تفسیر جلالین بقدر سبق پڑھے اس طریقہ تعلیم میں بے حد برکت ہے۔

انہی وجوہ سے نامور علماء نے اس پر حواشی و شروح لکھے چنانچہ سب سے پہلے علامہ سیوطیؒ کے شاگرد فقیہ و محدث شیخ شمس الدین محمد بن ابراہیم علقمی مصری شافعی المتوفی ۹۶۳ھ نے ۹۵۲ھ میں اس پر حاشیہ لکھا جس کا نام قبس النیرین علی تفسیر جلالین ہے اس کا قلمی نسخہ جامعہ ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے (۲) موصوف کے بعد جن علماء اور مفسرین نے اس پر حاشیے اور شرحیں لکھیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) فقیہ بدرالدین محمد بن محمد کرخی بحری المتوفی ۱۰۰۶ھ / ۱۵۹۸ء نے ۹۸۱ھ میں مجمع البحرین و مطلع البدرین کے نام سے چار ضخیم جلدوں میں نہایت مبسوط

---

(۱) وصیت نامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ مطبع محمدی لاہور [illegible] ص ۱۱۸ یہ رسالہ لاہور سے عقیدۃ الجید کے ساتھ طبع ہوا تھا۔
(۲) فہرس المکتبۃ الازہریہ طبع دوم ۱/۲۰۳

شرح لکھی ہے اس کا قلمی نسخہ جامع ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے(۱)

(۲) نور الدین علی بن سلطان محمد قاری المتوفی ۱۰۱۴ھ کے حاشیہ کا نام جمالین ہے جو موصوف نے ۱۰۰۰ھ میں مرتب کیا تھا اس کے متعلق حاجی خلیفہ رقم طراز ہیں:

هي حاشية مفيدة. یہ مفید حاشیہ ہے۔

اس کا قلمی نسخہ قاہرہ کے کتب خانہ تیموریہ میں محفوظ ہے(۳)

(۳) شیخ عطیہ بن عطیہ اجہوری شافعی المتوفی ۱۱۹۰ھ / ۱۷۷۶ء نے اس کی شرح تین جلدوں میں کی جو "الکوکبین النیرین فی حل الفاظ الجلالین" کے نام سے مشہور ہے اس کا قلمی نسخہ بھی جامع ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔(۴)

(۴) شیخ سلیمان بن عمر جمل شافعی المتوفی ۱۲۰۴ھ نے چار جلدوں میں "الفتوحات الالہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفیہ" لکھی ہے۔ یہ ضخامت، بسوط و مقبول شرح ہے۔ یہ شرح سب سے پہلے ۱۲۷۵ھ میں بولاق مصر سے شائع ہوئی تھی پھر دیگر مطابع سے چھپ کر شائع ہوئی۔

(۵) شیخ احمد بن محمد صاوی مالکی المتوفی ۱۲۴۱ھ نے ۱۲۲۳ھ میں اس کی جو شرح لکھی تھی وہ پہلی بار ۱۲۸۱ھ میں بولاق مصر سے تین جلدوں میں شائع کی گئی تھی پھر دوسرے مطبعوں نے بھی شائع کی۔

(۶) شیخ عبداللہ بن محمد دلاوی شافعی نے ۱۲۹۷ھ میں قرۃ العینین و نزہۃ -

---

(۱) فہرس المکتبۃ الازہریہ طبع ۱۹۵۲ء ج ۱ ص ۳۱۱

(۲) کشف الظنون ج ۱ ص ۴۳۶

(۳) فہرس الخزانۃ التیموریہ طبع دارالکتب المصریہ ۱۹۴۸ء ج ۱ ص ۹۱

(۴) فہرس المکتبۃ الازہریہ ج ۱ ص ۲۸۶

الفوائد کا بھی حاشیہ لکھا جو چار جلدوں میں ہے (۱)

(۷) شیخ علی شمینی شافعی اشعریؒ سے "ضوء النیرین لفہم القرآن" یادگار ہے اس شرح کا قلمی نسخہ بھی جامعہ ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے (۲)

(۸) مصطفیٰ بن شعبانؒ نے "فتوح الرحمن بتوضیح القرآن" کے نام سے دو جلدوں میں حاشیہ لکھا اس کا قلمی نسخہ بھی جامعہ ازہر کے کتب خانہ میں محفوظ ہے (۳)

(۹) شیخ سعد اللہ قندھاری نے ۱۳۰۶ھ میں "کشف المحجوبین عن خدی تفسیر الجلالین" لکھی جو ۱۳۰۷ھ میں بمبئی سے طبع ہو کر شائع ہوئی۔

ہندوستان اور پاکستان کے جن علماء نے اس تفسیر پر شرحیں اور حاشیے لکھے وہ یہ ہیں۔

شیخ سلام اللہ بن شیخ الاسلام محمد دہلویؒ المتوفی ۱۲۲۹ھ نے کمالین علی تفسیر جلالین لکھی (۴) جو پہلی مرتبہ ۱۲۸۵ھ میں شائع ہوئی تھی، پھر نولکشور نے ۱۳۳۳ھ میں اسے دوبارہ شائع کیا تھا۔

مولانا فیض الحسن سہارنپوریؒ المتوفی ۱۳۰۴ھ کا حاشیہ ۱۲۸۲ھ میں مستم مطبع تنشیو ... محمد عبدالرزاق علی گڑھ نے شائع کیا تھا۔ محمد ریاست علی حنفی نے

(۱) فہرس المکتبہ الازہریہ ج ۱ ص ۲۸۱

(۲) ایضاً ج ۱ ص ۲۷۹

(۳) ایضاً ج ۱ ص ۲۷۹

(۴) حافظ العصر علامہ سید انور شاہ نے اس حاشیہ کو ملا علی قاری کے حاشیہ سے زیادہ بہتر قرار دیا ملاحظہ ہو فیض الباری علی صحیح البخاری طبع قاہرہ ۱۳۵۷ھ ج ۱ ص ۱۱

للشیخ محمد بن جعفر الحسینی الگجراتی (۱)، شیخ علی اصغر بن عبد الصمد قنوجی کی ثواقب التنزیل بھی اسی قسم کی تفسیر ہے نواب صدیق حسن خان قنوجی کا بیان ہے۔

این تفسیر وے در حسن ایجاز و افادۂ معنی مثل تفسیر جلالین (۲)

اس کی یہ تفسیر حسن اختصار اور معانی کی وضاحت میں جلالین کی طرح ہے۔

محمد بن بدر الدین صادر وخانی المتوفی ۱۰۰۰ھ نے ۹۸۱ھ میں ایک مختصر تفسیر لکھی تھی وہ بھی ایسی ہی تفسیر ہے الاکسیر فی اصول التفسیر میں مذکور ہے :۔

کتابے مختصر است مثل جلالین، دروے اقوال منتخب و اعراب مقتضائے

بیان با اختصار بہ قراءت حفص ذکر کردہ و در بلاد روم بسیار شہرت دارد (۳)

یہ جلالین کی طرح ایک مختصر کتاب ہے اس میں چیدہ چیدہ اقوال اور

مقتضائے حال کے مطابق اعراب مختصر طور پر حفص کی قراءت کے مطابق

بیان کئے گئے ہیں، روم کے شہروں میں اس کی شہرت ہے۔

(۲) مجمع البحرین و مطلع البدرین

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اس کا نام تحریر الروایہ و تقریر الدرایہ نقل کیا ہے (۴): ممکن ہے اس کا نام "مجمع البحرین و مطلع البدرین الجامع بین تحریر الروایة و تقریر الدرایة" ہو۔

(۱) الاکسیر فی اصول التفسیر ص ۱۶۵

(۲) ایضاً ص ۷۰

(۳) ایضاً ص ۲۳

(۴) کشف الظنون ج ا ص ۱۵۹۹

میں نے ایک جامع تفسیر لکھنا شروع کی جو جملہ تفسیری روایات، مستند اقوال اور استنباطات، اشارات، اعراب، لغات وبلاغت کے نکات، فن بدیع کے محاسن اور خوبیاں وغیرہ امور کی جامع ہو جن کی تفسیر میں ضرورت پیش آتی ہے یہ کتاب ایسی جامع ہوگی کہ اس کے ہوتے ہوئے پھر کسی تفسیر کی کتاب کی حاجت باقی نہیں رہے گی میں نے اس تفسیر کا نام "مجمع البحرین و مطلع البدرین" رکھا ہے اور اس کتاب (الاتقان) کو اس کا مقدمہ قرار دیا ہے میں اللہ تعالیٰ سے حق محمد و آل محمد ﷺ اس کتاب کی تکمیل میں مدد کا خواہاں ہوں۔

علامہ سیوطیؒ کے انداز جمع و تحقیق کے پیش نظر یہ کہنا بے جا نہیں کہ علامہ موصوف کی یہ تفسیر قدماء مفسرین کے دور سے عہد مؤلف تک کی تمام منقولات و معقولات کی جامع ہوگی۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تفسیر مکمل نہ ہو سکی، حاجی خلیفہ کی نظر سے بھی یہ تفسیر نہیں گزری وہ بھی اس کی تکمیل کے متعلق متردد ہیں (۱) علامہ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں اپنی تالیفات کی جو فہرست پیش کی ہے اس میں اس امر کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔

(۳) ترجمان القرآن فی تفسیر المسند

یہ نہایت مبسوط تفسیر ہے اور ۸۹۸ھ سے قبل کی تالیف ہے اس کی اہمیت اس کی جامعیت کے لحاظ سے ہے، اس میں علامہ سیوطیؒ نے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین سے آیات کے سلسلہ میں جملہ تفسیری روایات، آثار و اقوال کو مسند متصل نقل کیا ہے، جس سے ہر قول و روایت کا مرتبہ و مقام اس کے صحیح و غیر صحیح ہونے کا علم حاصل ہو جاتا

(۱) کشف الظنون، ج ۲، ص ۱۵۹۹

میں نے جب "ترجمان القرآن" کو جس میں تفسیری روایات کا سلسلہ اسناد رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ تک بیان کیا گیا ہے وہ کئی جلدوں میں مکمل ہوا۔ اس میں چونکہ آثار سند اور کتابوں کے حوالوں کے ساتھ منقول ہیں تو اکثر لوگوں نے اس کی تحصیل سے قصور کیا اور ان کی رغبت متون احادیث کی طرف دیکھی نہ اسناد اور راویوں کی طرف، ناچار میں نے اس کا یہ مختصر تیار کیا جس میں صرف متن حدیث کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا، راوی کا نام اور کتاب کا حوالہ دیا، اس خلاصے کا نام میں نے الدر المنثور فی التفسیر بالماثور رکھا ہے۔

مذکورہ بالا عبارت سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ علامہ سیوطی نے آیات سے متعلق روایات کی اسناد کو حذف کر کے متون احادیث و آثار کو نقل کیا ہے اور جس کتاب سے جو روایت نقل کی ہے اس کا حوالہ دیا اور راوی کا نام بھی بتایا ہے مگر احادیث و آثار پر نقد و تبصرہ نہیں کیا ہے البتہ اس کتاب پر حافظ ابن حجر عسقلانی کی "کتاب العجاب فی بیان الاسباب" سے ایک نہایت طویل معلومات آفریں اقتباس نقل کیا ہے، جس کا مطالعہ بتاتا ہے کہ تفسیری روایات کے سلسلہ اسانید پر نہایت بصیرت افروز تبصرہ ہے جس سے تفسیر کے مختلف طرق و اسانید کی حیثیت واضح ہو جاتی ہے اور جس سے صحیح و غیر صحیح، ضعیف و منکر میں بآسانی تمیز کی جا سکتی ہے اس کا مطالعہ ترجمان القرآن کے لئے نہایت ضروری ہے۔ بہرحال تفسیر الدر المنثور میں سلسلہ اسناد اور روایت کو نظر انداز کیا گیا اس لئے اس کا مطالعہ فائدے سے خالی نہیں، غالباً اسی وجہ سے نواب صدیق حسن خان قنوجی نے علامہ سیوطیؒ کے اس عظیم الشان کارنامہ کو سراہتے ہوئے "الاکسیر فی اصول التفسیر" میں اس امر کا شکوہ کیا اور لکھا ہے:-

اینہا تفسیر مجلد اول است مجرد سطور ہم مطالعہ آں فائدہ شمرہ خیلے جامع واقع

شدہ است اگر تنقیح نیز بامر او میداشت بے نظیر می بود (۱)

یہ تفسیر متداول ہے راقم سطور بھی اس کے مطالعہ سے مستفید ہوا ہے بہت جامع تفسیر ہے اگر تنقیح بھی اس کے ساتھ ملحوظ رکھی جاتی تو بے نظیر تفسیر تھی۔

حافظ سیوطیؒ نے تفسیر "الدر المنثور" میں اس امر کا چونکہ خاص التزام کیا ہے کہ جس کتاب سے جو روایت نقل کی ہے اس کا حوالہ دیا ہے اس سے ایک محدث حدیث کے مرتبہ ومقام کا بخوبی اندازہ کر سکتا ہے اس لئے اسے ہر روایت پر نقد و تبصرہ کی حاجت نہ تھی۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" میں ایک موقعہ پر اس نکتہ کی طرف حسب ذیل الفاظ میں نہایت لطیف اشارہ کیا ہے وھوھذا:۔

سیوطی در در منثور جمع احادیث مناسب بقرآن نمود قطع نظر از صحت و سقم تا محدث آنہا را ممیز ان تمام خود سنجد و ہر حدیث را در محل خود فرو گذارد (۲)

سیوطیؒ نے در منثور میں قرآنی آیات کی تفسیر سے متعلق حدیثیں، صحت و سقم سے قطع نظر جمع کی ہیں تاکہ محدث انہیں اپنے علم کی ترازو میں تولے اور ہر حدیث کو اس کے محل ومقام میں رکھے۔

قرآن مجید کو روایات، تاریخ و قصص بنی اسرائیل کی روشنی میں سمجھنے کے لئے یہ بڑی اہم و نہایت مفید کتاب ہے اور علامہ سیوطیؒ کی فن تفسیر میں بصیرت اور تفسیری روایات پر وسعت نظر کی شاہد عدل ہے۔

(۱) الاکسیر فی اصول التفسیر ص ۹۷

(۲) قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۰ھ ص ۲۸۳

اس کتاب کی جامعیت کا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ تفسیر سے متعلق روایات کا جو ذخیرہ اس میں محفوظ ہو گیا ہے وہ دس ہزار احادیث سے زیادہ ہے علامہ موصوف کا بیان ہے۔

وقد اعتنيت بما ورد عن النبي ﷺ في التفسير و عن أصحابه فجمعت في ذلك كتاباً حافلاً فيه أكثر من عشرة آلاف حديث..

حضور اکرم ﷺ اور صحابہؓ سے تفسیر قرآن کے سلسلہ میں جو کچھ مروی ہے اس کو میں نے نہایت اہتمام سے ایک کتاب میں جمع کیا ہے جس میں دس ہزار سے زائد حدیثیں جمع کی ہیں۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی المتوفی ۱۲۳۹ھ عجالہ نافعہ میں رقم طراز ہیں:۔ احادیث متعلقہ تفسیر را تفسیر گویند تفسیر ابن مردویہ، تفسیر دیلمی، تفسیر ابن جریر وغیرہ مشاہیر تفاسیر حدیث اند و کتاب در منثور شیخ جلال جامع جمیع آنہا است (۲)

تفسیر سے متعلق حدیثوں کو کتاب تفسیر کہتے ہیں، تفسیر ابن مردویہ، تفسیر دیلمی اور تفسیر ابن جریر وغیرہ حدیث کی تفسیروں میں بہت مشہور کتابیں ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی کی کتاب الدر المنثور ان تمام کتابوں کی جامع ہے۔
تفسیر الدر المنثور قدماء مفسرین کی تفاسیر کی جامع ہے، قاضی شوکانی "فتح القدير الجامع في الرواية والدراية من علم التفسير" میں لکھتے ہیں

---

(۱) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، مطبع خیریہ مصر ۱۳۰۷ھ ص ۲۵
(۲) عجالہ نافعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۱

واعلم ان تفسیر السیوطیؒ المسمی بالدر المنثور وقد اشتمل علی غالب ما فی تفاسیر السلف من التفاسیر المرفوعة إلی النبی ﷺ و تفاسیر الصحابة ومن بعدھم وما فاته الا القلیل النادر (۱)

تمہیں معلوم ہے کہ تفسیر سیوطیؒ جو الدر المنثور کے نام سے مشہور ہے وہ سلف کی تفسیری کتاب پر حاوی ہے جو رسول اللہ ﷺ صحابہ و تابعین کی مسند متصل روایات کی جامع ہے اگر اس سے کچھ رہ بھی گیا تو وہ بہت تھوڑا ہے۔

علامہ سیوطیؒ سے اس موضوع پر اگر کچھ رہ بھی گیا ہے تو وہ اس وجہ سے نہیں کہ علامہ موصوف کو اس کا علم نہیں تھا بلکہ اس کی اصل وجہ کتب تفاسیر کا عدم دستیاب ہونا تھا موصوف کو تفسیر کی بعض کتب تلاش و جستجو کے باوجود دیار مصر میں اس وقت نہیں مل سکی تھیں ان کے تفحص و تلاش کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ امام وکیع کے شاگرد شیخ سنید حسین ابن داود المصیصی المتوفی ۲۲۶ھ کی تفسیر مسند کو موصوف نے کم و بیش بیس برس تک تلاش کیا مگر کامیابی نہ ہوئی موصوف کے شاگرد شیخ عبدالوہاب شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ کا بیان ہے:-

طالعت تفسیر الإمام سنید بن عبدالله الأزدی الراوی عن وکیع وھو تفسیر نفیس وقد تطلبه الشیخ جلال الدین السیوطیؒ عشرین سنة فلم یظفر بنسخة منه ثم جردت أحادیثه وآثاره فی مجلد (۲)

(۱) فتح القدیر مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۸۳ھ ج ۱ ص ۴

(۲) شعرانی، لطائف المنن ص ۵۳۰

میں نے امام سعید حسین بن عبداللہ قزوینی (ابو علی مصیصی) کی تفسیر کا
مطالعہ کیا ہے موصوف وکیع المتوفی ۱۹۶ھ سے روایت کرتے ہیں یہ نہایت
عمدہ تفسیر ہے اس کو شیخ جلال الدین سیوطی نے بہت عرصہ تک تلاش کیا مگر ان
کو اس کا نسخہ حاصل کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی مطالعہ کے بعد میں نے اس
کی احادیث و آثار کی تلخیص بھی ایک مجلد میں کی۔

حافظ سید عبدالحی کتانی المتوفی ۱۳۸۲ھ نے فہرس الفہارس والاثبات میں
تفسیر در منثور پر جو تبصرہ کیا ہے وہ پڑھنے کے لائق ہے موصوف لکھتے ہیں۔

الدر المنثور: وهو مطبوع في ست مجلدات ضخمة من طالعه
تعمق أدهشه وأبهته وأسكته ومن لم يطالعه أو طالعه عنه
جريفات انتقد واستمر وما يراه غيره جنونا ولو سكت من لا
يعلم لسقط الخلاف۔

الدر منثور چھ ضخیم جلدوں میں چھپ چکی ہے اس کا جو بغور مطالعہ
کرے گا یہ اس کے ہوش گم کر دے گی حیرت و سکوت طاری کر دے گی جس نے اس
کا مطالعہ نہیں کیا اس پر تنقید کے دو چار حرف پڑھے وہ تفسیر کو چھوڑ کر
دیگر باتوں کو جو اس نے مصنف کی ہیں اچھا سمجھے گا اور جو نہیں جانتا وہ اگر
سکوت اختیار کرے تو اختلاف ہی جاتا رہے۔

کسی ترکی کے عالم نے تفسیر الدر المنثور کا مختصر بھی ایک جلد میں تیار کیا تھا
اس کا قلمی نسخہ قاہرہ کے کتب خانہ تیموریہ میں محفوظ ہے۔(۳)

---

(۱) صحیح نام وہ ہے جو ہم نے اوپر نقل کیا ہے۔
(۲) الشعرانی۔ لطائف المنن ص ۵۳۰
(۳) فہرس الخزانۃ التیموریۃ ج ۱ ص ۵۲

(۹) الاتقان فی علوم القرآن

۸۷۲ھ میں علامہ سیوطی نے تفسیر "مجمع البحرین و مطلع البدرین" کا مقدمہ لکھا جس میں علوم قرآن پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی' اس کا نام" التحبیر فی علوم التفسیر" رکھا یہ بھی اب شائع کیا گیا ہے۔

موصوف نے اس میں قرآن مجید سے متعلق ایک سو دو علوم پر تبصرہ کیا اس کتاب کی بنیاد علامہ بلقینی المتوفی ۸۲۴ھ کی کتاب مواقع العلوم ہے اس نسخہ کے دو مخطوطے جامع ازھر کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں(۱)

اس کتاب کی تالیف کے بعد علامہ سیوطیؒ کو علامہ بدرالدین زرکشی المتوفی ۷۹۴ھ کی کتاب البرہان فی علوم القرآن کا علم ہوا اور وہ کتاب انہیں مل گئی تو اسے سامنے رکھ کر از سر نو مجمع البحرین کا مقدمہ لکھنا شروع کیا جو ۸۷۸ھ میں پورا ہوا۔ یہ مقدمہ الاتقان فی علوم القرآن کے نام سے عالم میں مشہور ہے۔

علوم قرآن پر راقم السطور نے الاتقان فی علوم القرآن (اردو) کے مقدمہ میں لکھا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں(۲)

یہ پہلی بار کلکتہ سے ۱۲۷۱ھ / ۱۸۵۴ء میں بشیر الدین اور نورالحق کی تصحیح سے دو جلدوں میں متوسط کے ۹۵۹ صفحات میں شائع کی گئی تھی۔

(۲) مطبعہ بولاق مصر (القاہرہ) سے طبع کی گئی تھی۔

(۳) مطبعہ کاستلیہ سے ۱۲۷۹ھ / ۱۸۶۲ء میں شیخ نصر ہورینی کی ۱۲ صفحات کی تصحیح و تعلیقات کے ساتھ شائع کی گئی تھی۔

---

(۱) فہرس المکتبۃ الازھریہ ' مصر' ۱۳۷۱ھ ج ۱ص : ۱۶۸

(۲) الاتقان فی علوم القرآن (اردو) نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۹۶۱ء ج ۱ص ۳۰ _ ۴۰

(۴) محمد حسین خان مہتمم مطبع مصطفائی دہلی نے شوال ۱۲۸۰ھ میں مولوی اسد علی اسلام آبادی کی تصحیح سے مطبع احمد خاں اسماعیل دہلی سے شائع کی اور اس کے خاتمۃ الطبع میں تصریح کی ہے کہ کلکتہ سے شائع شدہ نسخہ میں اغلاط بہت ہیں یہ نسخہ متوسط تقطیع کے ۵۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۵) مطبعہ عثمان عبدالرزاق مصر سے ۱۳۰۶ھ میں اس کے حاشیہ پر اعجاز القرآن باقلانی بھی چھاپی گئی تھی۔

(۶) مطبعہ المیمنیہ مصر سے ۱۳۱۷ھ میں

(۷) مطبعہ الازہریہ سے ۱۳۱۸ھ میں اس کے حاشیہ پر اعجاز القرآن باقلانی شائع کی گئی۔

(۸) مطبعہ حجازی قاہرہ سے ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۵ء میں شائع کی گئی۔

(۹) ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء میں محمود توفیق نے قاہرہ سے شائع کی تھی مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر نے تیسری بار ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء میں اور چوتھی بار ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء میں دو جلدوں میں شائع کی اس کے حاشیہ پر اعجاز القرآن ابوبکر باقلانی بھی طبع کی تھی، دار التحریر بیروت نے بھی اس کو شائع کیا ہے لیکن اس پر سال اشاعت درج نہیں ہے۔

(۱۰) شیخ ابوالفضل ابراہیم نے شیخ نصر ہورینی اور راوی کتاب شیخ جراء مرد ناصری حنفی کے نسخہ سے جس پر ان کی اجازت دو خط ثبت ہیں اتقان فی علوم القرآن کے متن کی تصحیح کی ہے جو مکتبہ المشہد الحسینی قاہرہ سے ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء میں دو جلد میں زیور طبع سے آراستہ کی گئی تھی اور اب یہ نسخہ فوٹو سے بار بار شائع کیا جا رہا ہے اس کا ایک اختصار عامر محمد بحیری نے المختار من الاتقان فی علوم القرآن کے نام سے کیا ہے جو دار

بالفکر العربی قاہرہ سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا ہے۔

الاتقان فی علوم القرآن قرآنی علوم و معارف کا دائرۃ المعارف ہے اس میں جو اقوال و مسائل جمع کئے گئے ہیں انہیں بہترین ذخیرہ و نفیس ترین معلومات سمجھا جاتا ہے۔

کثیر التصنیف علمائے متاخرین میں علامہ سیوطیؒ کو جو مقام حاصل ہے اس میں ان کا کوئی سہیم و شریک نہیں، علمی دنیا میں ان کی شہرت کثرت تصنیفات ہی کے اعتبار سے نہیں بلکہ اصل شہرت ان چند اہم تالیفات کی وجہ سے ہے جن سے اہل علم کو استفادہ کئے بغیر آج بھی چارہ نہیں۔

(۱۰) الاکلیل فی استنباط التنزیل

یہ پہلی بار دہلی سے ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں اور دار الکتاب العربی قاہرہ سے ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۵ء میں شائع کی گئی۔

اس کے متعلق علامہ سیوطیؒ کا بیان ہے:

میں نے الاکلیل فی استنباط التنزیل تصنیف کی ہے اس میں ہر ایک آیت کی نشاندہی کی ہے جس سے کوئی فقہی یا اصولی یا اعتقادی مسئلہ نکالا گیا ہے اس کے علاوہ بعض ایسی آیتیں بھی ذکر کی ہیں جو بہت سے فائدوں اور گوناگوں مفید معلومات سے آراستہ ہیں ۶۵ ویں نوع میں ان کا ذکر اجمالاً کیا گیا ہے اکلیل میں ان کی شرح و تفصیل موجود ہے جو شخص ان باتوں کا تفصیل سے خواہشمند ہے اسے اکلیل کا مطالعہ کرنا چاہئے (۱)

....

(۱) الاتقان ج ۲ ص ۳۵

(۱۱) اسرار التنزیل

اس کا اصل نام "قطف الأزهار في كشف الأسرار" ہے یہ پہلی بار دہلی سے اسرار التنزیل کے نام سے شائع کی گئی تھی اور قطر سے قطف الازہار کے نام سے ۱۴۱۴ھ میں شائع کی گئی، اس کا ذکر بھی سیوطیؒ نے الاتقان میں کیا ہے جس کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بھی الاتقان سے پہلے کی تصنیف ہے، موصوف اس کے متعلق الاتقان میں رقمطراز ہیں:-

أفرده بالتأليف العلامة أبو جعفر بن الزبير شيخ أبي حيان في كتاب سماه البرهان في مناسبة ترتيب سور القرآن ومن أهل العصر الشيخ برهان الدين البقاعي في كتاب سماه نظم الدرر في تناسب الآي والسور وكتابي الذي صنفته في أسرار التنزيل كافل بذلك، جامع لمناسبات السور والآيات مع ما تضمنه من بيان وجوه الإعجاز وأساليب البلاغة، وقد لخصت منه مناسبات السور خاصة في جزء لطيف سميته "تناسق الدرر في ترتيب السور" (ج۳/۳۲۲)

ابو حیان کے استاذ ابو جعفر بن الزبیر نے اس موضوع پر کتاب لکھی جس کا نام "البرهان في مناسبة ترتيب سور القرآن" ہے، ہمارے معاصر شیخ برہان الدین بقاعی نے اس موضوع پر کتاب تصنیف کی جس کا نام "نظم الدرر في تناسب الآي والسور" ہے اور میں نے جو کتاب لکھی ہے اس کا نام اسرار التنزیل ہے وہ بھی سورتوں اور آیتوں کی باہم مناسبت کی جامع ہے اس کے ساتھ اس میں اعجاز قرآن کے وجوہ اور بلاغت کے اسلوب کو واضح کیا ہے۔ میں نے اس کتاب کا خلاصہ تیار کیا اور سورتوں کی مناسبات کو جداگانہ کتاب میں جمع کیا اور اس کا نام تناسق الدرر فی تناسب السور رکھا ہے۔

تناسق الدرر فی تناسب السور، دار الکتب العلمیہ بیروت سے ۱۴۰۶ھ میں شائع کی گئی ہے۔

(۱۳) لباب النقول التنزیل فی اسباب النزول

یہ پہلی بار ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء میں مطبعہ بولاق مصر سے پھر مختلف ادوار میں دمشق بیروت استنبول سے ۱۹ مرتبہ شائع کی گئی۔(۱)

قرآن فہمی کے لئے سورتوں اور آیتوں کے شان نزول سے واقفیت ضروری ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت اور آیت کب اور کہاں اتری ہے اور اس کا تعلق کس واقعہ سے ہے علامہ سیوطیؒ اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں اس موضوع پر مفسر واحدی کی کتاب کو زیادہ شہرت حاصل ہے لیکن اس میں معلومات کی تشنگی ہے وہ اضافہ کی محتاج ہے ابن حجرؒ نے اس موضوع پر کتاب لکھی ہے لیکن وہ مسودہ ہی تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور وہ اس پر نظر ثانی نہیں کر سکے میں نے یہ مختصر، جامع کتاب لکھی ہے اس جیسی کتاب اب تک نہیں لکھی گئی۔

میں نے لباب النقول کو حدیث کی بنیادی اور جامع کتابوں سے مرتب کیا ہے اور محدثین و مفسرین کا خلاصہ اس میں پیش کیا ہے۔

میں نے اس کو مختصر بنایا ہے زیادہ سے زیادہ معلومات پیش کی ہیں حدیث کی معتبر روایت نقل کی ہیں اقوال کی نسبت تو قائلین کی طرف ہے(۲)

علامہ سیوطیؒ نے لباب النقول کا ذکر الاتقان میں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ الاتقان سے پہلے کی تالیف ہے(۳)

---

(۱) عبد الجبار عبد الرحمن ذخائر التراث العربی الاسلامی ج: ۱ ص: ۲۰۱

(۲) لباب النقول، بیروت دار احیاء العلوم، ۱۹۷۸ء ص ۱۲۔

(۳) الاتقان ج ۱ ص: ۸۲

(۱۳)مفحمات الاقران فی مبھمات القرآن

قرآن مجید میں بعض آیات ایسی موجود ہیں جو وضاحت کی محتاج ہیں ان میں ابہام پایا جاتا ہے' مبہمات قرآن ایک ایسا علم ہے جس کا جاننا ایک ناگزیر امر ہے چنانچہ علامہ سیوطی "مفحمات الاقران" میں رقمطراز ہیں:

وقد صنف فی ھذا النوع ابو القاسم السھیلی کتابہ المسمی بالتعریف والإعلام وذیل علیہ تلمیذ تلامذتہ ابن عساکر بکتابہ المسمی بالتکمیل والإتمام وجمع بینھما القاضی بدرالدین بن جماعۃ فی کتاب سماہ "التبیان فی مبھمات القرآن" ھذا کتاب یفوق الکتب الثلاثۃ بما حوی من الفوائد الزوائد وحسن الایجاز وعزو کل قول الی من قالہ ' مخرجا من کتب الحدیث والتفسیر المسندۃ وسمیتہ مفحمات الأقران فی مبھمات القرآن (۱)

اس موضوع پر ابوالقاسم سہیلی نے کتاب تصنیف کی جس کا نام التعریف والاعلام ہے اس پر اس کے شاگردوں کے شاگرد (حافظ ابن عساکر نے کتاب تالیف کی جس کا نام التکمیل والاتمام ہے پھر قاضی بدرالدین بن جماعہ نے ان دونوں کتابوں کو یکجا کیا اور اس کا نام "التبیان فی مبہمات القرآن" رکھا (ابن جماعہ نے جو کتاب لکھی ہے) یہ ان تینوں کتابوں سے فائق ہے یہ بہت سے زائد فوائد کی جامع ہے اچھا اختصار ہے' ہر قول کی نسبت اس کے کہنے والے کی طرف ہے' متولہ حدیث مستند تفسیروں سے پیش کیا گیا ہے اس کتاب کا نام مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن رکھا ہے۔

عربی اقتباس کے پیش کرنے سے مقصد علامہ سیوطی کا اسلوب نگارش اور طریقہ تحقیق کو پیش کرنا ہے اور یہ اسلوب و طریقہ تحقیق ہر چھوٹی بڑی کتاب میں جاری و ساری ہے

(۱) مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن مصر احمد البابی ۱۳۰۹ھ ص ۲

(ب) حدیث

علامہ سیوطیؒ نے حدیث اور علم حدیث میں چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں لکھیں جن میں جمع الجوامع، الجامع الصغیر، الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج، تنویر الحوالک علی موطاء الامام مالک، الزهر الربی علی سنن المجتبیٰ، الزجاجه علی سنن ابن ماجه، الدرر المنتثرہ فی الاحادیث المشتهره، اللآلی المصنوعه فی الاحادیث الموضوعه، تدریب الراوی فی شرح التقریب النواوی، الالفیه فی الحدیث زیادہ مشہور ہیں ان میں سے بعض کتابیں اس لائق ہیں کہ اگر علامہ سیوطیؒ نے ان میں سے ایک ہی کتاب لکھی ہوتی جیسے جمع الجوامع تو یہی ان کی شہرت دوام کے لئے کافی تھی لیکن مختلف موضوع پر ان کی جامع تالیفات نے علامہ موصوف کی شہرت کو کسی ایک حلقہ میں محدود نہیں رکھا بلکہ ہر علم کے ہر طبقہ میں ان کی شہرت و قبولیت کو بقاء و دوام حاصل ہوگیا ہے اس سلسلہ کی دو کتابوں پر تبصرہ پیش نظر ہے۔

(۱) جمع الجوامع - الجامع الکبیر - جامع المسانید

مجلس اعلیٰ جمہوریہ مصر نے الہیئة لکتاب القاہرہ نے ۱۹۷۰ء میں دار الکتب المصریہ کے مخطوطے کی فوٹو دو جلدوں میں شائع کی۔ پہلی جلد ۱۲۰۰ اور دوسری جلد ۸۷۴ صفحات پر مشتمل ہے پھر اسے مجمع البحوث الاسلامیہ نے ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء سے ماہانہ شمارہ کے طور پر شائع کرنا شروع کیا جس کے ۱۹ شمارے اب تک نکل چکے ہیں اور اب پوری طبع کی گئی ہے۔

وجہ تسمیہ اور رسائل تالیف

یہ کتاب حدیث کی مبسوط کتابوں کی جامع ہے اس لئے جمع الجوامع اور

ترتیب میں عشرہ مبشرہ کو مقدم رکھا ہے پھر دیگر صحابہ کی مسانید ہیں اسماء صحابہؓ کی ترتیب حروف معجم پر ہے پھر کنیتوں مبہمات اور نسبتوں کو اور آخر میں مراسیل کو بیان کیا گیا ہے (۱)

کیا یہ کتاب تمام احادیث کی جامع ہے ؟

اس کتاب میں حافظ سیوطیؒ نے تمام احادیث کے حصر و استیعاب کا ارادہ کیا ہے، فرماتے ہیں :-

قصدت فی جمع الجوامع الاحادیث النبویة باسرھا (۲)

میرا قصد تمام احادیث نبویہ کو جمع الجوامع میں جمع کرنا ہے۔

تمام احادیث سے مراد دو لاکھ سے زیادہ حدیثیں ہیں، شیخ عبدالقادر شاذلی المتوفی ۹۳۵ھ دربیچہ الجامع میں حافظ سیوطیؒ سے ناقل ہیں :-

یقول أکثر ما یوجد علی وجه الارض من الاحادیث النبویة القولیة والفعلیة مائتا ألف حدیث و نیف فجمع المصنف منها مائة ألف حدیث فی هذا الکتاب یعنی الجامع الکبیر واخترمته المنیة ولم یکمله ووقع فیه تقدیم و تاخیر بسبب تقلیب وقع فی ورق المصنف فراغ فی الترتیب الحرفی فما بعده و یستقیم لك التعقیب فی کل ما تجده مخالفاً انتهی۔

موصوف فرماتے ہیں روئے زمین پر زیادہ سے زیادہ جو قولی اور فعلی

---

(۱) مقدمہ جمع الجوامع بحوالہ کنزالعمال طبع دکن ۱۳۱۳ھ ج ۱ ص ۳

(۲) الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر طبع قاہرہ ۱۳۵۸ھ ج ۱ ص ۳

مؤلف کا یہ بیان ان کی اپنی معلومات کے اعتبار سے ہے واقع کے اعتبار سے نہیں کیونکہ خارج میں جتنی حدیثیں پائی جاتی ہیں ان کا احاطہ کرنا دشوار ہے اگر جمع الجوامع پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہوتی تو بھی اس کے علاوہ خارج میں حدیثیں پائی جاتی ہیں بھلا ایسی صورت میں جب کہ مؤلف کتاب تکمیل سے قبل ہی وفات پا گیا ہو احاطہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

اس موقع پر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تعداد حدیث کے سلسلے میں علامہ سیوطیؒ کی معلومات کا دائرہ سرزمین مصر تک محدود ہے اس کا تعلق تمام عالم سے نہیں ہے پھر سرزمین مصر میں بھی تمام احادیث سے مراد تمام حقیقی نہیں بلکہ عرفی ہے' جس سے مراد بہت بڑا حصہ ہے کیونکہ جمع الجوامع کی تالیف کے بعد ایک زمانہ تک اہل علم اسی غلط فہمی میں رہے کہ تمام سے تمام حقیقی اور روئے زمین سے مراد سارا عالم ہے چنانچہ جب کسی حدیث کے متعلق ان سے دریافت کیا گیا اور وہ ان کو اس کتاب میں نہیں ملی تو انہوں نے اس حدیث کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا' چاروناچار اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے شیخ عبدالرؤف مناوی نے "الیبان والزبر فی احادیث النبی المأثور" لکھی چنانچہ موصوف اس کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے کتاب میں لکھتے ہیں :۔

ومن البواعث علی تالیف هذا الکتاب أن الحافظ الکبیر جلال الدین السیوطی ادعی انه جمع فی الکتاب الجامع الکبیر الاحادیث النبویة مع أنه قد فاته الثلث فاکثر وعلمنا فیما وصلت إلیه أیدینا بمصر وما لم یصل إلینا فیها أکثر و فی الأقطار الخارجة عنها من

ذلک أکثر فاغتر بهذه الدعوی کثیر من الأکابر فصار کل حدیث

يسأل عنه أو يريد الكشف عنه يراجع الجامع الكبير فإن لم يجده فيه غلب ظنه أنه لا وجود له فربما أجاب بأنه لا أصل له فعظم بذلك الضرر لركون النفس إلى الثقة لزعمه الاستيعاب وتوهم أن ما زاد على ذلك لا يوجد في كتاب (۱)

اس کتاب کی تالیف کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے جامع کبیر میں تمام احادیث نبویہ ﷺ کو جمع کیا ہے حالانکہ ان سے ابھی اس کا ایک تہائی حصہ رہ گیا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے تو وہ ہے جس تک میری ابھی رسائی ہو سکی ہے اور جس تک ابھی رسائی نہیں ہو سکی وہ اس سے زیادہ ہے اور جو دیگر مراجع میں موجود ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے، موصوف کے اس دعوے کی وجہ سے بعض سے انکار دلیل ظاہر کا صدور ہوا چنانچہ ہر وہ حدیث جس کے متعلق ان سے سوال ہوتا اور وہ اس کو جامع کبیر میں دیکھتے اگر اس میں نہ پاتے تو گمان غالب یہی ہوتا کہ اس کا وجود ہی نہیں ہے اور بسا اوقات وہ یہی جواب دیتے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اس سے بڑا ضرر ہوا کیونکہ نفس کو علامہ سیوطیؒ کے استیعاب احادیث کے دعویٰ پر اعتماد و اطمینان ہو جاتا اور یہی خیال ہوتا کہ اس کتاب کے علاوہ جو حدیثیں ہیں وہ کسی کتاب میں نہیں مل سکتیں۔

اگر علامہ سیوطیؒ کے استیعاب احادیث کے دعوے پر غور کیا جاتا تو یہ بات

---

(۱) جامع الازہر فی احادیث النبی الانور (قلمی) ابھی تک اس کا قلمی نسخہ ہمارے کرم فرما سید محمد صاحب کے ایک عزیز کے پاس ۱۴۰۹ھ میں حیدرآباد سندھ میں دیکھا، اس موقع پر ہم نے یہ عبارت نقل کی تھی۔ اب یہ کتاب تمام مجلدات کے ساتھ طبع کر دی گئی ہے۔

واضح ہو جاتی کہ ان کے اس دعوے کا تعلق ان کے بیان کردہ ماخذوں سے ہے کیونکہ انہوں نے جتنی حدیثیں نقل کی ہیں وہ انہی کتابوں سے منقول ہیں، جن کا تذکرہ موصوف نے بیانِ ماخذ میں کیا ہے علامہ سیوطیؒ نے اگر تمام محدثین کی مرتب کردہ حدیث کی کتابوں کو دیکھا ہوتا تو اس وقت کسی حدیث کا انکار جو اس کتاب میں نہ ملتی، قرین قیاس بھی تھا، جب حدیثیں ان کتابوں میں منحصر نہیں تو ایسا خیال کرنا بھی درست نہیں، اس امر کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ علامہ موصوف نے اس خیال سے کہ موت کا وقت قریب آگیا ہے اور کتاب پوری ہوتی نظر نہیں آتی اگر یہ پنہ تکمیل کو نہ پہنچ سکی اور کوئی بالغ نظر اس پر ذیل لکھنا چاہے تو جس کردہ کتابیں دیکھنا چاہئیں جو ہمارے مطالعہ سے رہ گئی ہیں اس لئے موصوف نے اپنے ماخذوں کی نشاندہی کرنے کے بعد لکھا ہے۔

هذا تذكرة مباركة باسماء الكتب التي انتهت مطالعتي على هذا التصانيف خشية أن تهجم المنية قبل تمامه على الوجه الذي قصد له فيقيض الله تعالى من يذيل عليه فاذا عرف ما انتهت مطالعته استغنى عن مراجعته ونظر ما سواه من كتب المسنة (۱)

اس کتاب کی تالیف میں جن کتابوں تک میری رسائی ہو سکی ہے ان کتابوں کے ناموں کو اس خیال سے بیان کیا ہے کہ کہیں موت کا مجھ پر اچانک حملہ ہو جائے اور میں اس کتاب کو اس طریقہ پر جس طرح کے تکمیل کا ارادہ ہے نہ کر سکوں اللہ تعالیٰ کسی اور شخص کو اس کا ذیل مرتب کرنے پر مامور فرمائے تو اس کو جب یہ معلوم ہو گا کہ میں ان کتابوں سے مراجعت کر چکا ہوں تو وہ ان کتابوں کی مراجعت سے مستغنی ہو جائے گا اور ان کے علاوہ حدیث کی دوسری کتابوں کو دیکھے گا

---

(۱) الفتح الکبیر ج ۱ ص ۵

یہی وجہ ہے کہ جب بعض نامور محدثین نے اس کتاب کو پڑھا تو اس پر بہت کچھ اضافہ کیا، فخر مغرب حافظ ابو العلاء ادریس حسنی فاسی المتوفی ۱۱۸۳ھ نے جب جامع کبیر کو پڑھا تو اس پر دس ہزار احادیث کا اضافہ کیا حافظ سید عبدالحئی کتانی فہرس الفہارس والاثبات میں رقم طراز ہیں:-

ولما قرأ الجامع الكبير للحافظ السيوطي واستدرك عليه نحو عشرة آلاف حديث كان يقيدها في طرة نسخته بحيث لو نقل ذلك في كتاب جاء مجلدا (۱)

جب موصوف نے حافظ سیوطی کی جامع کبیر کا مطالعہ کیا تو بطور استدراک تقریباً دس ہزار احادیث کا اس میں اضافہ کیا اس طرح سے کہ احادیث کو اپنے مملوکہ نسخہ جامع کبیر کے حاشیہ پر قلمبند کرتے تھے ان حدیثوں کو اگر نقل کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔

جامع کبیر میں ماخذ حدیث کی نشاندہی

حافظ سیوطیؒ نے اس کتاب میں حدیثوں کو صرف جمع ہی نہیں کیا بلکہ اسباب تخریج کی نشاندہی کر کے نہایت لطیف انداز میں ہر حدیث کا مرتبہ و مقام بھی متعین کیا، چنانچہ شیخ عبدالرؤف مناویؒ دیباچہ جمع الجوامع سے ناقل ہیں:-

أنه سلك طريقة يعرف منها صحة الحديث و حسنه و ضعفه وذلك أنه إذا عزا للبخاري أو لمسلم أو ابن حبان أو الحاكم في المستدرك أو الضياء المقدسي في المختارة فجميع ما في هذه الكتب الخمسة

....

(۱) فہرس الفہارس والاثبات ج ۲ ص ۲۰۱

صحيح فالعزو إليها معلم بالصحة سوى ما في المستدرك من المتعقب فأنبه عليه وكذا ما في موطأ الإمام مالك و صحيح ابن خزيمة وأبي عوانة، وابن السكن، والمنتقى لابن جارود، والمستخرجات فالعزو إليها بالصحة ايضاً وما عزي لأبي داؤد، فما سكت عليه فهو صالح، وما عزاه للترمذي، وابن ماجة، وابي داؤد الطيالسي، ولإمام احمد، وابنه عبدالله و عبدالرزاق و سعيد بن منصور و ابن أبي شيبة وأبي يعلى، والطبراني في الكبير الاوسط، والدار قطني، وأبي نعيم والبيهقي، فإنه فيها الصحيح والحسن والضعيف، و هو مبين غالباً و كل ما كان في مسند أحمد فهو مقبول فإن الضعيف الذي فيه يقرب من الحسن وما عزاه للعقيلي وابن عدي والخطيب و ابن عساكر و الحكيم الترمذي والحاكم في تاريخه والديلمي في مسند الفردوس فهو ضعيف.

علامہ سیوطیؒ ایک اپنے طریقے پر کاربند رہے ہیں جس سے حدیث کے صحیح حسن اور ضعیف ہونے کا پتہ لگ جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ اگر وہ بخاری، مسلم، ابن ماجہ، مستدرک حاکم، مختارہ ضیاء مقدسی کی طرف کسی حدیث کی نسبت کریں تو ان پانچ کتابوں میں جو حدیثیں ہیں وہ صحیح ہیں لہٰذا ان کی طرف نسبت کرنا ان کے صحت کا اعلان ہے بجز مستدرک کی وہ حدیثیں جن پر گرفت ہوئی ہے ان پر تنبیہ کی ہے یہی حکم موطا امام مالک، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن عوانہ، صحیح ابن السکن، منتقیٰ ابن جارود اور مستخرجات کا ہے چنانچہ ان کی طرف نسبت بھی صحت کا اعلان ہے اور جس کی نسبت ابوداؤد کی طرف ہے اور ابوداؤد نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے وہ صالح عمل ہے جس کی نسبت ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد

طیالیسی، امام احمد ان کے فرزند عبداللہ، عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ، طبرانی کبیر، اوسط، دار قطنی، ابو نعیم اور بیہقی کی طرف ہے تو ان میں صحیح، حسن، ضعیف سب ہی موجود ہیں اور وہ اکثر اس کو بتاتے ہیں مسند احمد میں جو حدیث ہے وہ مقبول ہے کیونکہ جو ضعیف بھی اس میں ہے وہ حسن کے قریب قریب ہے اور جس کی نسبت عقیلی، ابن عدی، خطیب، ابن عساکر، حکیم ترمذی تاریخ حاکم اور مسند فردوس دیلمی کی طرف ہے وہ ضعیف ہے۔

علامہ سیوطیؒ کے اس بیان سے شاہ عبدالعزیزؒ کے اس قول کی کہ سیوطی بلا حوالہ و تحقیق کوئی بات نقل نہیں کرتے، صداقت و اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔

اس امر کا اعتراف ہے کہ حدیث کی جملہ کتابوں میں جمع الجوامع سب سے زیادہ جامع اور مبسوط کتاب ہے شیخ علی متقیؒ برہانپوری ثم مکی المتوفی ۹۷۵ھ لکھتے ہیں:

فی وقفت علی کثیر مما دونه الائمة من کتب الحدیث فلم ارفیها اکثر جمعاً ولا اکثر نفعاً من کتاب جمع الجوامع الذی الفه الامام العلامة عبدالرحمن جلال الدین السیوطی سقی الله ثراه و جعل الجنة مثواه حیث جمع فیه من الاصول الستة وغیرها الاتی ذکرها عند رموز الکتاب واودع فیه من الاحادیث الوفاً ومن الآثار صنوفاً وابانه مع کثرة المحتوی و حسن الافاده۔

ائمہ فن نے حدیث کی جو بہت سی کتابیں مرتب کی ہیں ان پر میری نظر ہے میں نے ان میں سے جمع الجوامع سے جس کو امام علامہ عبدالرحمٰن جلال الدین سیوطیؒ نے اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو ٹھنڈا رکھے اور جنت میں ان کو جگہ دے

مرتب کیا ہے زیادہ جامع اور نافع کوئی کتاب نہیں دیکھی کیونکہ اس میں صحاح ستہ اور دوسری کتابیں جن کی علامتیں انہوں نے بتائی ہیں سب ہی جمع کر دی ہیں' اس میں مختلف اصناف کی ہزارہا احادیث و آثار یکجا کی ہیں' اور کتاب کو خوب سے خوب تر اور مفید سے مفید تر بنایا ہے' اس کتاب کی جامعیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ سیوطیؒ نے پچاس سے زیادہ حدیث کی کتابوں سے اس کو مرتب کیا ہے اور کوئی موضوع حدیث اس میں نقل نہیں کی ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ "رسالہ اصول حدیث" میں رقم طراز ہیں :-

ولقد اورد السیوطیؒ فی کتاب جمع الجوامع من کتب کثیرۃ تتجاوز خمسین' مشتملۃ علی الصحاح' والحسان' والضعاف' وقال ما اوردت فیہا حدیثاً موسوماً بالوضع' اتفق المحدثون علی ترکہ' وردہ واللہ اعلم۔

علامہ سیوطیؒ نے اپنی تالیف جمع الجوامع میں پچاس سے زیادہ کتابوں سے جو صحیح' حسن اور ضعیف حدیثوں پر مشتمل تھیں روایتیں نقل کی ہیں اور فرمایا ہے کہ میں نے اس میں کوئی ایسی موضوع حدیث درج نہیں کی ہے جس کے ناقابل قبول اور متروک ہونے پر محدثین کا اتفاق ہو' واللہ اعلم۔

احکام سے متعلق احادیث کی جامع ترین کتاب

سنن کبریٰ بیہقی کے بعد احکام مذاہب کے باب میں جمع الجوامع سے جامع تر کتاب تالیف نہیں ہوئی ہے شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ فرماتے ہیں :-

وطالعت الجامع الکبیر للشیخ جلال الدین السیوطیؒ' وکذلک الجامع الصغیر وزیادتہ' وھی عشرۃ آلاف حدیث ولا یکاد

يخرج من الشريعة عن أحاديث هذه الكتب شيء إلا نادرا فهي
اجمع كتاب صنف بعد سنن البيهقي في الأدلة.

میں نے علامہ سیوطیؒ کی جامع کبیر کا مطالعہ کیا اور اسی طرح جامع صغیر اور زوائد جامع صغیر کا مطالعہ بھی کیا ہے، یہ کم و بیش دس ہزار حدیثوں کی جامع ہیں، احکام شرعیہ سے متعلق احادیث شاذ و نادر ہی ان کتابوں سے باہر ہوں تو ہوں، ادلہ شرعیہ کی سنن بیہقی کے بعد یہ جامع ترین کتاب ہے۔

جمع الجوامع علامہ سیوطیؒ کی تالیفات میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے موصوف نے اگر کوئی اور کتاب نہ لکھی ہوتی تو تنہا یہی ایک کتاب ان کی شہرت و بقاء اور جلالت علمی کے لئے کافی تھی۔ "جمع الجوامع" امت مسلمہ پر ان کا بہت بڑا احسان ہے، حافظ سید عبدالحی کتانی فہرس الفہارس والاثبات میں لکھتے ہیں:-

ومن أهمها وأعظمها وهو من أكبر منة على المسلمين كتابه الجامع الصغير وأكبر منه وأوسع وأعظم الجامع الكبير، جمع فيها عدة آلاف من الأحاديث النبوية، مرتبة على حروف المعجم، وهما المعجم الوحيد الآن المتداول بين المسلمين الذي يعرفون به كلام نبيهم ومخرجيها ومظانها ومرتبتها في الجملة، وقل من رآه انصف من الكاتبين اليوم، وعرف مزية المترجم بكتبه فهذه منة على المسلمين وقد قال العلامة الشيخ صالح المقبلي في كتابه العلم الشامخ بعد أن استغرب أنه لم يتصد أحد لجمع جميع الأحاديث النبوية على المقرب لعلها مكرمة ادخرها الله لبعض المتأخرين، وإذا الله قد أكرم

بذلك وأهل له من لم يكد يرمثله في مثل ذلك الإمام السيوطي" في كتابه المسمى بالجامع الكبير (۱)

ان کی اہم و عظیم تالیفات میں سے جو مسلمانوں پر ان کے عظیم الشان احسانات میں سے ہے ان کی کتاب جامع صغیر ہے اور اس سے زیادہ مبسوط اور عظیم و ضخیم کتاب جامع کبیر ہے جس میں ہزاروں کی تعداد میں احادیث نبویہ ﷺ کو حروف معجم پر مرتب کیا ہے اور یہی دونوں معجم واحد معجم ہیں جو آج مسلمانوں میں متداول و رواج پذیر ہیں جن سے وہ اپنے نبی ﷺ کے کلام کو پہچانتے ہیں ان کی تخریج کرنے والوں کو جانتے احادیث کے مرتبہ و مقام کا فی الجملہ علم حاصل کرتے ہیں' میرے نے اس دور کے کثیر مصنفین کو دیکھا جنہوں نے انصاف سے کام لیا ہو اور مذکورہ بالا دونوں کتابوں سے مرتب کی عظمت کو سمجھا ہو' علامہ شیخ صالح عقیلی نے اپنی کتاب العلم الشامخ میں اظہار حیرت کے بعد لکھا ہے کہ کوئی محدث بھی رسول اللہ ﷺ کی تمام احادیث کو یکجا جمع کرنے کے درپے نہیں ہوا یہ سعادت شاید اللہ تعالیٰ نے بعض متاخرین علماء کے لئے مقدر فرمائی تھی اس نے یہ اعزاز و شرف اب علامہ سیوطیؒ کو عطا فرمایا اور انہی کو اس کا اہل سمجھا اس اہم کام میں اس کا مثل کوئی شخص قریب دکھائی نہیں دیتا جیسا کہ علامہ سیوطیؒ اپنی کتاب جامع کبیر میں نمایاں نظر آتے ہیں۔

یہ جامع ہونے کے باوجود کیا حقہ نافع نہیں

اس کتاب کی جامعیت و افادیت اپنی جگہ مسلم سہی لیکن اس حقیقت سے

---

(۱) فہرس الفہارس والاثبات ' تحقیق: احسان عباس ' بیروت ' الکتانی دار الغرب الاسلامی ۱۴۰۲ھ ج ۲ / ص ۱۱۱۷-۱۰۲۸

انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی ترتیب ہر گز ایسی نہ تھی جس سے ہر خاص و عام کو پورا پورا فائدہ ہو سکتا' اس سے وہی لوگ مستفید ہو سکتے تھے اور ہو سکتے ہیں جن کو راوی کا نام معلوم ہو یا حدیث کا پہلا ٹکڑا انہیں یاد ہو' جن کو ان باتوں کا علم نہیں وہ کتاب کے استفادہ سے قاصر ہیں' اس امر کا کما حقہ احساس ان کے معاصر عارف ہندی و مسند حرم شیخ علاء الدین علی بن حسام الدین متقی برہانپوری ثم مکی المتوفی ۹۷۵ھ کو ہوا انھوں نے اس کتاب کو اسلوب فقہ پر مرتب کیا موصوف ترتیب نقہی کا سبب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :-

لکن عاریا عن فوائد جلیلة (منها) ان من اراد أن یکتشف عنه حدیثا وھو عالم بمفھومه لا یمکنه إلا أن حفظ رأس الحدیث إن کان قولیاً أو إسم راویه إن کان فعلیاً ومن لا یکون کذلک تعسر علیه ذالک.

و(منها) ان من اراد ان یحیط و یطلع علی جمیع أحادیث البیع مثلاً وأحادیث الصلوٰۃ أو الزکوٰۃ أو غیرھا ' لم یمکنه ذلک ایضاً ' إلا إذا قلب جمیع الکتاب ورقة ورقة وھذا ایضاً عسیر جدا.

لیکن یہ اہم فوائد سے خالی تھی' من جملہ ان کے یہ کہ جو کسی حدیث کے مفہوم سے واقف ہو اور وہ اس کو تلاش کرنا چاہتا ہو تو اس کو اس حدیث کا نکالنا ممکن نہیں' ہاں اگر اس کو حدیث قولی کا اول کلمہ جس کی اس کو تلاش ہے یاد ہو' یا راوی کا نام اگر وہ حدیث فعلی ہے' یاد ہو' تو پھر مشکل نہیں اور جس کو یاد نہیں اسے تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔

انہی فوائد میں سے یہ ہے کہ جو یہ چاہے کہ بیع کی یا نماز یا زکوٰۃ وغیرہ کی

تمام حدیثوں کا احاطہ کرے اور وہ ان سے واقف ہو تو اس کے لئے بھی یہ ممکن نہیں مگر اس صورت میں کہ وہ پوری کتاب کی ورق گردانی کرے اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔(۱)

انہی اسباب کی بناء پر شیخ علی متقیؒ نے سب سے پہلے جامع صغیر کو جو کتاب کا پہلا حصہ تھا' ابواب فقہ پر مرتب کیا اور اس کا نام "منہج العمال فی سنن الاقوال" رکھا' شیخ موصوف نے دیباچہ کتاب میں یہ بیان نہیں کیا کہ اس کی ترتیب کا آغاز کس سن میں ہوا مگر بعض قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جامع صغیر کی ترتیب کا کام ۹۳۷ھ کے بعد اور ۹۵۲ھ سے پیشتر ہوا تھا کیونکہ شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے ۹۴۷ھ میں جب حج کیا تو شیخ متقیؒ سے بھی استفادہ کیا تھا' موصوف "لواقح الانوار فی طبقات الاخیار" میں جو ۹۵۲ھ کی تالیف ہے شیخ موصوف کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی تالیفات میں جامع صغیر کی ترتیب کا بھی ذکر کیا ہے(۲) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت صرف جامع صغیر کو ابواب فقہ پر مرتب کیا گیا تھا' اس کے بعد زوائد جامع صغیر کو ابواب فقہ پر ترتیب دیا اور اس کا نام "الاکمال لمنہج العمال فی سنن الاقوال" رکھا پھر ان دونوں کو یکجا کر کے "غایۃ العمال فی سنن الاقوال" سے نامزد کیا' اور جب کتاب کا ایک حصہ مکمل کر لیا تو "جمع الجوامع" کا دوسرا حصہ جو فعلی احادیث پر مشتمل تھا' مرتب کیا اور پوری کتاب کے ابواب کو "جامع الاصول" کی ترتیب کے مطابق حروف تہجی پر ترتیب دیکر اس کا نام "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال"

(۱) منتخب کنز العمال برحاشیہ مسند امام احمد بن حنبل طبع مصر ج ۱ ص ۳۰۳
(۲) لواقح الانوار طبع مصر ۱۳۱۵ھ ج ۲ ص ۱۵۹

رکھا اور ۹۵۷ھ میں گویا پوری کتاب جمع الجوامع کو ابواب فقہ پر مرتب کر کے اس سے استفادہ آسان کر دیا۔(۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا بیان ہے:-

> جامع صغیر و کتاب الجوامع شیخ جلال الدین سیوطیؒ را کہ احادیث بترتیب حروف تہجی جمع کردہ وادعائے احاطہ جمیع احادیث نبوی ﷺ از اقوال و افعال ﷺ کردہ بترتیب فرمودہ بر ابواب فقہیہ ترتیب دادہ الحق بنظر در آں کتابہا ظاہر میشود کہ چہ کار کردہ و چہ تصرفات نمودہ و بار دیگر منتخبے ازاں گرفتہ واکثر مکررات را انداختہ آں نیز کتاب مہذب و منقح آمدہ گویند کہ شیخ ابوالحسن بکری می فرمود کہ للسیوطیؒ منۃ علی العالمین و للمتقی منۃ علیہ:(۲)

جامع صغیر اور جمع الجوامع علامہ جلال الدین سیوطی کی جن میں احادیث کو حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کیا اور تمام قولی و فعلی احادیث رسول اللہ ﷺ کا احاطہ کرنے کا سیوطی نے دعویٰ کیا تھا شیخ متقی نے تبویب کی اور انہیں فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا حقیقت یہ ہے کہ ان کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کیا کام کیا ہے اور کیسے تصرفات کئے ہیں پھر دوبارہ اس میں انتخاب کر کے مکرر حدیثوں کو الگ کیا اور وہ (منتخب کنز العمال) بھی ایک مہذب و منقح کتاب ہے۔

کنز العمال پہلی مرتبہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن سے ۱۳۱۲ھ میں آٹھ ضخیم جلدوں میں مولانا وحید الزماں حیدرآبادی کی تصحیح سے شائع کی گئی تھی، ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں مطبع مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن سے دوبارہ

---

(۱) کنز العمال ج ۱ ص ۳

(۲) اخبار الاخیار مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۵۷، ۲۵۸

شائع کی گئی اور اب مؤسسۃ الرسالۃ بیروت نے شیخ بکر حیانی اور صفوۃ السقا کی تحقیق سے ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء میں ۱۶ جلدوں میں شائع کی ہے یہ اشاعت سابقہ اشاعتوں سے بہتر ہے۔

ندیم مرعشلی اور اسامہ مرعشلی نے اس کا انڈکس المرشد الی کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں تیار کیا تھا جسے مؤسسۃ الرسالۃ بیروت نے شائع کیا ہے ۱۴۰۶ھ تک اس کا تیسرا ایڈیشن بازار میں آ گیا تھا۔

(۲) الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر

یہ کتاب سب سے پہلے دو جلدوں میں بولاق مصر سے ۱۲۸۶ھ میں شائع کی گئی تھی پھر مصر سے کئی مرتبہ شائع کی گئی ہے۔

جامع صغیر، جمع الجوامع کی صرف قولی حدیثوں کی جامع ہے جو دس ہزار سے زیادہ قولی حدیثوں کا مجموعہ ہے اور حروف تہجی پر مرتب ہے جامع صغیر موصوف کی وفات سے دو سال پیشتر ۹۰۷ھ میں مکمل ہوئی۔ یہ علامہ موصوف کی مقبول ترین تصنیفوں میں سے ہے۔ جلیل القدر محدثین نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔ سب سے پہلے موصوف کے شاگرد شمس الدین محمد علقمی شافعی متوفی ۹۶۹ھ نے الکوکب المنیر فی شرح الجامع الصغیر لکھی۔ بعد میں شہاب الدین المتبولی شافعی المتوفی ۱۰۰۳ھ نے "الاستدراک النضیر علی الجامع الصغیر" تصنیف کی۔ ان کے بعد شیخ عبدالرؤف مناوی شافعی المتوفی ۱۰۳۱ھ نے فیض القدیر فی شرح الجامع الصغیر لکھی جو سب سے زیادہ جامع شرح ہے جس کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:-

شرح عبدالرؤف مناوی بر جامع صغیر شیخ جلال الدین سیوطیؒ نیز اکثر

احادیث را کفایت می کند(۱)

جامع صغیر علامہ جلال الدین سیوطیؒ پر عبدالرؤف مناوی کی شرح اکثر

حدیثوں کے مطالب کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔

شرح چھ ضخیم جلدوں میں مصر سے شائع کی گئی تھی۔

ان کے بعد شیخ علی بن احمد عزیزی شافعی المتوفی ۱۰۷۰ھ نے السراج المنیر تالیف کی جو ہجری ۱۳۷۷ھ میں مصر سے تین جلدوں میں شائع کی گئی' شیخ عزیزی کے معاصر شیخ الاسلام محمد بن سالم حفنی المتوفی ۱۱۸۱ھ نے بھی اس کی مختصر شرح لکھی تھی وہ بھی السراج المنیر کے حاشیہ پر طبع کی گئی ہے' اور اب اسے مکتبہ الایمان مدینہ منورہ نے چار جلدوں میں فوٹو سے شائع کیا ہے۔

شیخ ابوالفرج عبدالرحمن عجلونی دمشقی المتوفی ۱۱۶۲ھ نے جامع صغیر کا ایک مختصر تیار کیا تھا جس میں صرف امام احمدؒ بخاریؒ اور مسلمؒ کی روایات کو نقل کیا تھا اس کا نام "نور الاشیاء وروض الاذہار فی حدیث النبی المصطفیٰ المختار" ہے بعد میں اس کی شرح بھی فتح الستار وکشف الستار کے نام سے لکھی تھی۔

مشہور خطاط و فقیہ شیخ علی شافعی المتوفی [illegible]ھ جامع صغیر کے کاتب اور حافظ مشہور تھے انہوں نے اس کتاب کی نقل و تحشیہ کو اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا۔

مؤرخ محمد امین خلاصۃ الاثر میں لکھتے ہیں :-

کان یاکل من کسب یمینہ و کتب کتبا کثیرۃ بخطہ منہا

---

(۱) شاہ عبدالعزیز دہلویؒ عجالہ نافعہ نور محمد اصح المطابع ۱۳۴۳ھ ص ۱۶

الجامع الصغير للسيوطيؒ و كتب منه إحدى و عشرين نسخة فيها و سبب ذلك أنه اشترى النسخة من بعض الأفاضل وقابلها و صححها و كتب على ألفاظها المشكلة مقالات شراحه واعتنى بها ولزمها حتى يحفظ الكتاب عن ظهر قلب.

موصوف اپنے دست وبازو کی کمائی کھاتے تھے انہوں نے بہت کی کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھی تھیں انہی میں سے جامع صغیر بھی ہے جس کے انہوں نے اکیس نسخے نقل کئے تھے اور اس میں انہیں شہرت حاصل تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ موصوف نے فضلاء وقت میں کسی سے ایک نسخہ خریدا پھر اس کا مقابلہ کیا صحت کی اس کے مشکل الفاظ کی تشریح میں شارحین حدیث کا کلام نقل کیا اور اس کا خاص اہتمام کیا اور کتاب مذکور کے ساتھ ایسے چپکے رہے کہ کتاب انہیں زبانی یاد ہوگئی تھی (۱)

علامہ سیوطی نے وفات سے قبل اس کا ایک ذیل بھی لکھا تھا جو "ذیل زیادۃ الجامع الصغیر" کے نام سے مشہور ہے یہ ذیل چار ہزار چار سو اڑتالیس حدیثوں پر مشتمل اور حروف تہجی پر مرتب ہے اس کے بھی ایک ٹکڑے کی شرح شیخ سعید المعروف مناویؒ نے اسعادۃ بشرح الزیادۃ کے نام سے لکھی تھی جس کا تذکرہ شیخ محبی نے خلاصۃ الاثر میں کیا ہے (۲) شیخ علی متقیؒ نے الجامع الصغیر اور زوائد الجامع الصغیر پر جو بصیرت افروز تبصرہ کیا ہے وہ ہدیہ ناظرین ہے :۔

---

(۱) خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر ج ۳۔ ص ۱۹۰

(۲) خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر ج ۲ ص ۴۱۳

ان الاحادیث التی فی الجامع الصغیر و زوائدہ اھم واخصر وابعد من التکرار (۱)

وہ حدیثیں جو جامع صغیر زوائد جامع صغیر میں ہیں وہ زیادہ صحیح، مختصر اور تکرار سے بہت دور ہیں (ان میں تکرار نہیں ہے)

شیخ یوسف نبہانی نے زیادۃ الجامع اور جامع صغیر کو یکجا کر دیا ہے جو الفتح الکبیر کے نام سے تین جلدوں میں مصر سے ۱۳۵۰ھ میں شائع کی گئی تھی۔

علامہ سیوطیؒ نے جامع الصغیر کے بعد زوائد الجامع الصغیر لکھی ہے۔

(۳) اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ

یہ کتاب پانچ بار زیور طبع سے آراستہ کی گئی ہے، پہلی بار مطبعہ الادبیہ، قاہرہ سے ۱۳۱۷ھ میں شائع کی اور اس کے ساتھ علامہ موصوف کی حسب ذیل تین کتابیں ۱۔کتاب ذیل اللآلی المصنوعۃ ۲۔ کتاب التعقبات علی الموضوعات ۳۔ کتاب النکت البدیعات علی الموضوعات اور قاضی شوکانی کی کتاب الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ اور ملا علی قاری کی کتاب الموضوعات الکبری بھی شائع کی تھیں۔ پھر المکتبۃ التجاریۃ الکبری قاہرہ سے جس پر سال اشاعت درج نہیں، اس کے بعد عبداللطیف الخطیب صاحب المکتبۃ الحسینیۃ المصریۃ نے شائع کی۔ شیخ احمد بن محمد بن الصدیق مغربی حسنی کے پڑھے ہوئے نسخہ سے ۱۳۵۲ھ میں اسے دو جلدوں میں شائع کی۔ پھر دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت سے دوسری بار ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں شائع کی گئی۔ یہ موضوعات ابن الجوزی کی تلخیص ہے، چنانچہ موصوف آغاز کتاب میں رقم طراز ہیں :-

---

(۱) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: بیروت مؤسسۃ الرسالہ ۱۴۰۹ھ ص ۳، ج ۱

ایک نسخہ بلا و تکرار تیار ہو گیا پھر ۹۰۵ھ میں از سر نو مبسوط تعقبات لکھے اور بہت سی موضوع حدیثوں کا اضافہ کیا جن کا ذکر ابو الفرج ابن الجوزیؒ سے رہ گیا تھا جس سے کتاب نئی صورت میں جلوہ گر ہوئی۔ پہلے نسخوں کو نظر انداز کر کے اسی ہیئت و حالت پر چھوڑا اور دوسرے نسخے تیار کیے۔ سابقہ نسخہ کو الموضوعات الصغریٰ اور نئے نسخہ کو الموضوعات الکبریٰ کا نام دیا۔ اب الموضوعات الکبریٰ قابل اعتماد ہے۔(۱)

---

(۱) السیوطیؒ اللآلی المصنوعہ بیروت، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر ط ۲ ۱۳۹۵ھ ج ۱ ص ۲، ۳

(ج) اصول حدیث

اصول حدیث میں مقدمہ ابن الصلاح نہایت اہم کتاب ہے۔

اس کی شرحیں بھی بہت لکھی گئی اور تلخیص اور مختصر بھی کثرت سے تیار کئے گئے ہیں۔ چنانچہ امام نووی المتوفی ۶۷۶ھ نے اس کا مختصر "ارشاد الطلاب الحقائق الی معرفۃ سنن خیر الخلائق" کے نام سے کیا جو عبدالباری فتح اللہ السلفی کی تحقیق سے مکتبۃ الایمان نے ۱۴۰۸ھ میں مدینہ منورہ سے دو جلدوں میں شائع کیا۔

۲- امام نوویؒ نے اس کا خلاصہ "التقریب والتیسیر لمعرفۃ سنن البشیر والنذیر" تیار کیا' اس خلاصہ کی شرح علامہ سیوطیؒ نے "تدریب الراوی شرح تقریب النواوی" لکھی۔ یہ پہلی بار المطبعۃ الخیریہ مصر سے ۱۳۰۷ھ میں شائع کی گئی تھی' پھر ۱۹۵۰ء میں محمد نمنقانی۔۔ نے اس کو شیخ عبدالوہاب عبداللطیف کی تحقیق سے مدینہ منورہ سے شائع کیا۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ تدریب الراوی کے متعلق رقمطراز ہیں :-

سمیتہ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی وجعلتہ شرحاً لہذا الکتاب خصوصاً ثم لمختصر ابن الصلاح وسائر کتب الفن عموماً (۱)

میں نے اس کا نام تدریب الراوی شرح تقریب النواوی رکھا ہے اور اس کتاب کی خصوصی اور مقدمہ ابن الصلاح اور فن کی دوسری تمام کتابوں کی عمومی شرح کی ہے مطلب یہ ہے کہ میں نے اس شرح میں فن اور فن کی دوسری کتابوں کے مباحث سے بھی

---

(۱) تدریب الراوی' مصر' مطبعۃ خیریہ' ۱۳۰۷ھ ص ۳

مخصوص کی ہے لہٰذا یہ فن کی اور کتابوں کی بھی شرح ہے یہی وجہ ہے علماء کو اس کتاب سے اعتناء رہا ہے۔

تدریب الراوی ۹۰۸ھ سے پہلے کی تالیف ہے۔(۱)

۳۔ الفیۃ السیوطی فی علوم الحدیث۔ نظم الدرر فی علم الاثر:

یہ پہلی بار محی الدین عبدالحمید کی تحقیق سے المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ نے مصر سے شائع کیا تھا پھر مطبعۃ السلفیہ سے ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء میں چھپا تھا۔

فن حدیث کی مصطلحات میں ایک ہزار اشعار کا منظومہ ہے علامہ سیوطیؒ نے اس میں حافظ عبدالرحیم العراقی المتوفی ۸۰۶ھ کے الفیہ سے مقابلہ کیا ہے اور بہت سی معلومات کا اضافہ بھی۔ موصوفؒ نے اسے پانچ دن میں ۱۳ ربیع الآخر بروز جمعہ ۸۸۱ھ میں تالیف کیا تھا۔(۲)

محمد محفوظ بن عبداللہ الترمسی نے چار مہینے چودہ دن میں اس کی شرح "منہج ذوی النظر" مکہ مکرمہ میں لکھی تھی۔ یہ شرح مصطفیٰ البابی نے ۱۳۱۷ھ / ۱۹۰۰ء میں مصر سے شائع کی تھی۔

احمد محمد شاکر نے بھی اس کی شرح لکھی۔ یہ بھی عام ملتی ہے۔

---

(۱) ایضاً تحقیق عبدالوہاب عبداللطیف، مدینہ منورہ المکتبۃ العلمیہ ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء، (ص ب) مقدمۃ المحقق

(۲) الفیۃ السیوطی فی علم الحدیث، تحقیق احمد شاکر (بیروت) المکتبۃ العلمیہ۔ ص: ۱۳۹

(ج) فقہ

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کو فقہ میں اجتہاد کا دعویٰ تھا اس موضوع پر موصوف نے الازھار الفضہ فی حواشی الروضہ، مختصر الروضہ، القنیہ، مختصر التنبیہ الوافی اللوامع والبوارق فی الجوامع والفوارق اور جمع الجوامع وغیرہ لکھیں لیکن الاشباہ والنظائر اور الحاوی کو زیادہ شہرت و قبولیت حاصل ہے۔

(۱) الاشباہ والنظائر کئی مرتبہ طبع کی گئی ہے پہلی مرتبہ مکہ معظمہ سے ۱۳۳۱ھ ۱۹۱۲ء میں شائع کی گئی اس کے حاشیہ پر المواہب السنیہ شرح الفوائد البہیہ بھی طبع کی گئی تھی پھر مصطفیٰ البابی الحلبی نے ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۹ء میں قاہرہ سے شائع کی۔

علامہ موصوف نے اس موضوع پر پہلے ایک "مختصر الشوارد والفوائد فی الضوابط والقواعد" لکھی اور اہل علم و طلبہ کو جس کا گرویدہ پایا تو الاشباہ والنظائر لکھی چنانچہ علامہ سیوطیؒ کا بیان ہے۔

تم اس میں جب غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ میری زندگی کا ماحصل ہے امہات فن کی جامع مشکل مسائل کا حل اور مطول کتابوں کا خلاصہ ہے (۱)

الغرض شافعیہ میں یہ کتاب معلومات کا مختصر دائرۃ المعارف ہے۔

(۲) الحاوی للفتاوی فی الفقہ و علوم القرآن والحدیث والاصول والعقائد والتصوف والنحو وغیرھا پہلی بار مکتبہ القدسی نے اسے دو جلدوں میں قاہرہ سے ۱۳۵۲ھ میں شائع کیا تھا پھر مطبعۃ السعادۃ نے ۱۳۷۸ھ میں اور اس کے بعد المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ نے ۱۹۵۹ء میں زیور طبع سے آراستہ کیا اور اب اسے پاکستان میں فوٹو سے شائع کیا گیا ہے دیار عرب سے بھی برابر شائع کی جارہی ہے۔

....

(۱) السیوطیؒ الاشباہ والنظائر ص ۵

مصر اور دیگر ممالک اسلامیہ کے اہل علم کی طرف سے فقہ، علوم تفسیر و حدیث، عقائد و تصوف اور نحو وغیرہ سے متعلق جو سوالات علامہ موصوف سے کئے گئے تھے الحاوی للفتاوی ان جوابات کا مجموعہ ہے۔

علامہ سیوطیؒ نے تفصیلی جوابات کو مستقل نام سے موسوم کیا ایسے رسائل کی تعداد جو الحاوی میں شامل ہیں اناسی (۷۹) ہے۔

فتاوی مذکورہ بالا علوم میں نہایت مفید معلومات کا جامع ہے اور علامہ موصوف کی بصیرت اور وسعت معلومات کا شاہد عدل ہے۔

اناسی رسائل جو الحاوی میں شامل ہیں وہ حسب ذیل ہیں

(۱) تحفة الأنجاب بمسئلة السنجاب

(۲) التحف الوافر من التنعم في استدراك الكافر إذا أسلم

(۳) ذكر التشنيع في مسئلة التسميع

(۴) جزء في صلاة الضحى

(۵) بسط الكف في إتمام الصف

(۶) اللمعة في تحرير الركعة لإدراك الجمعة

(۷) ضوء الشمعة في عدد الجمعة

(۸) الجواب الحاتم عن سؤال الخاتم

(۹) ثلج الفؤاد في أحاديث لبس السواد

(۱۰) وصول الأماني بأصول التهاني

(۱۱) بذل العسجد لسؤال المسجد

(۱۲) قطع المجادلة عند تغيير المعاملة

(۱۳) بذل الهمة في طلب براءة الذمة

(۱۴) هدم الجاني على الباني

(۱۵) البارع في أقطاع الشارع

(۱۶) الإنصاف في تمييز الأوقاف

(۱۷) الجهر بمنع البروز على شاطئ النهر

(۱۸) كشف الضبابة في مسئلة الاستنابة

(۱۹) المباحث الزكية في المسئلة الدوركية

(۲۰) القول المشيّد في وقف المؤيّد

(۲۱) البدر الذي انجلى في مسئلة الولاء

(۲۲) حسن المقصد في عمل المولد

(۲۳) القول المضي في الحنث في المضي

(۲۴) فتح المغالق أنت تالق

(۲۵) المنجلي في تطور الولي

(۲۶) القول المشرقة في مسئلة النفقة

(۲۷) تنزيه الانبياء عن تسفية الأغبياء

(۲۸) حسن التصريف في علم التحليف

(۲۹) رفع الباس و كشف الالتباس في ضرب المثل من الاقتباس

(۳۰) فتح المطلب المبرور في الجواب عن الاسئلة الواردة من التكرور

(۳۱) القذاذة في تحقيق محل الاستعاذة

(۳۲) دفع التعسف في إخوة يوسف

(٣٣) القول الفصيح في تعيين الذبيح

(٣٤) الحبل الوثيق في نصرة الصديقؓ

(٣٥) الأخبار المأثورة في الإطلاء بالنورة

(٣٦) الجواب الحزم عن حديث التكبير جزم

(٣٧) المصابيح في صلاة التراويح

(٣٨) القول الجلي في حديث الولي

(٣٩) قطف الثمر في موافقات عمرؓ

(٤٠) اعمال الفكر في فضل الذكر

(٤١) نتيجة الفكر في الجهر بالذكر

(٤٢) الدر المنظم في الإسم الأعظم

(٤٣) المنحة في السبحة

(٤٤) اعذب المناهل في الحديث من قال أنا عالم فهو جاهل

(٤٥) حسن التسليك في حكم التشبيك

(٤٦) شدّ الأثواب في سدّ الأبواب

(٤٧) العجاجة الزرنبية في السلالة الزينبيه

(٤٨) الدرة التاجيه على الأسئلة الناجية

(٤٩) رفع الخدر عن قطع السدر

(٥٠) العرف الوردي في أخبار المهدي

(٥١) الكشف عن مجاوزة هذه الأمة الألف

(٥٢) كشف الريب عن الجيب

(۵۳) كتاب البعث

(۵۴) رفع الصوت بذبح الموت

(۵۵) بلوغ المأمول في خدمة الرسول ﷺ

(۵۶) إتحاف الفرقة برفو الخرقة

(۵۷) إتمام النعمة في اختصاص الإسلام بهذه الأمة

(۵۸) تنزيه الإعتقاد عن الحلول والإتحاد

(۵۹) تزئين الأرائك في إرسال النبي ﷺ إلى الملائك

(۶۰) إنباء الأذكياء بحياة الأنبياء

(۶۱) الإعلام بحكم عيسى عليه السلام

(۶۲) لبس اليلب في الجواب عن إيراد حلب (مبحث المفاد)

(۶۳) اللمعة في أجوبة الأسئلة السبعة

(۶۴) الاحتفال بالأطفال

(۶۵) طلوع الثريا بإظهار ما كان خفيا (أحوال البعث)

(۶۶) تحفة الجلساء برؤية الله للنساء

(۶۷) مسالك الحنفاء في والدي المصطفى

(۶۸) القول الأشبه في حديث من عرف نفسه فقد عرف ربه

(۶۹) الخبر الدال على وجود القطب والأوتاد والنجباء والأبدال

(۷۰) تنوير الحلك في إمكان رؤية النبي ﷺ والملك

(۷۱) فجر الثمد في إعراب أكمل الحمد

(۷۲) ألوية النصر في خصيصى بالقصر

(د) نحو، معانی و بیان اور لغت

علامہ سیوطی کی علم النحو میں "البہجۃ المضیۃ فی شرح الالفیہ" "الفتح القریب علی مغنی اللبیب" "شرح شواہد المغنی" "الاقتراح فی اصول النحو" "التوشیح علی التوضیح" "السیف الصقیل علی حواشی ابن عقیل" مشہور تالیفات ہیں لیکن الاشباہ والنظائر اور جمع الجوامع اور اس کی شرح ہمع الھوامع اس فن کا دائرۃ المعارف ہے۔

(۱) کتاب الاشباہ والنظائر فی النحو

یہ کتاب تین بار چھپی ہے پہلی بار چار جلدوں میں دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن سے ۷-۱۳۱۶ھ میں شائع کی گئی تھی پھر دائرۃ المعارف العثمانیہ سے ۱۱-۱۳۵۹ھ میں شائع کی گئی تیسری بار مکتبۃ الکلیات الازہریہ قاہرہ نے پھر ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں عبداللطیف سعد کی تحقیق سے شائع کی گئی۔

اس کتاب میں علامہ سیوطیؒ نے علم نحو کے متعلق نہایت نادر معلومات کی بہم رسانی کا حق ادا کیا ہے یہ علماء محققین اور ارباب فن اساتذہ کے پڑھنے کے لائق کتاب ہے اس فن میں موصوف کے مطالعہ کا نچوڑ ہے اس کی قدر و قیمت کا اندازہ علامہ سیوطیؒ کے مقدمہ کتاب سے کیا جا سکتا ہے موصوف لکھتے ہیں۔

آغاز عمر سے فنون عربیہ اور اس کی مختلف نوع کو میرے دلچسپ علوم میں اولیت کا درجہ حاصل رہا ہے میں ان علوم کی نادر معلومات حاصل کرنے کی خاطر راتوں کو جاگا بہت جسمانی و ذہنی مشقت اٹھائی زمانہ طالب علمی سے میں اس فن کی قدیم و جدید کتابوں کا مطالعہ کرتا رہا میں نے اس فن کی بیشتر کتابوں تک رسائی پائی جنہیں پڑھا غور و فکر

کی اس فن کی بہت ہی تھوڑی کتابیں میرے مطالعہ سے چھوٹی ہیں میں نے اس موضوع

یہ چھوٹی بڑی ہر کتاب پڑھی ہے الغرض نحو و نحویوں کی سوانح و سیر فن کے مذاہب و دبستان فکر سے میرا اشتغال رہا ہے فن کے محاورات، مجالس، مناظرات و مذاکرات میری نظر میں تھے، میرے پاس اس فن کا کم و بیش ایک بار شتر علم نوشتہ صورت میں محفوظ تھا۔

ارادہ تھا کہ اس فن میں ایسی کتاب مرتب کرتا جس کی طرف کسی کا ذہن نہیں گیا جو نوشتہ مواد میرے پاس محفوظ تھا اسے جس طرح مرتب کرنا چاہتا تھا نہ کر سکا، دس برس سے زیادہ وہ نوشتہ میرے پاس محفوظ رہا پھر گم ہو گیا تو اسے از سر نو جمع کرنے اور لکھنے کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا کی، استخارہ کیا نئے عزم اور ارادہ سے اس اہم کام کو نئے انداز پر مرتب کرنا شروع کیا اور سات حسب ذیل ابواب پر ترتیب دیا۔

باب اول: قواعد و اصول کلیہ (۱) کے بیان میں۔

باب دوم: ضوابط (۲) و استثنائات و تقسیمات کے بیان میں

باب سوم: بعض مسائل نحو کو دیگر مسائل پر بنیاد کے بیان میں ہے۔

باب چہارم: فن جمع و فرق پر مشتمل ہے۔

باب پنجم: میں فن چیستان نحو و متعلق سوالات کا ذکر ہے۔

باب ششم: میں فن مناظرات و مجالسات، مذاکرات، مراجعات و محاورات، فتاویٰ، واقعات، مراسلات و مکاتبات کا تذکرہ ہے۔

باب ہفتم: فن افراد و غرائب کے بیان میں ہے۔

مذکورہ بالا ابواب سبعہ کو میں نے الاشباہ والنظائر کا نام دیا ہے یہ ایسی تالیف ہے

....

(۱) قاعدہ کلیہ مختلف ابواب کی فروع کو جامع ہوتا ہے

(۲) ضابطہ باب واحد کی فروع کو جامع ہوتا ہے

جس کے حصول کے لئے سفر کیا جائے اور مردان کار اس کی تحصیل میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں"(۱) یہ کتاب علم نحو میں ان جملہ خصوصیات کی جامع ہے جس کا تذکرہ ہم نے اوپر میں کیا ہے۔

(۲) ہمع الہوامع فی شرح جمع الجوامع فی علم العربیۃ

یہ کتاب چار بار طبع کی گئی ہے۔

سب سے پہلی محمد امین الخانجی نے مطبعۃ السعادۃ قاہرہ سے ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۷ء میں محمد بدرالدین النعسانی کی تصحیح سے شائع کی گئی تھی پھر پہلی جلد مطبعۃ کردستان العلمیہ مصر سے ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں دوسری جلد مطبعۃ جمالیہ سے احمد بن الامین الشنقیطی کی کتاب الدرر اللوامع کے ساتھ شائع کی گئی، پھر دار المعرفہ بیروت سے دو جلدوں میں شائع کی گئی مگر کتاب میں سال اشاعت درج نہیں ہے، بعد ازاں دار الکویت العلمیہ کویت سے نامور محقق عبدالسلام محمد ہارون، عبدالعال سالم مکرم کی تحقیق سے شائع کی جارہی ہے پہلی جلد ۱۳۸۳ھ میں نکلی اور دوسری جلد ۱۳۹۵ھ، ۱۹۷۵ء میں عبدالعال سالم مکرم کی تحقیق سے شائع کی گئی ہے۔

علامہ سیوطیؒ نے ۸۷۱ھ میں جب اکتیس سال کے تھے اس کو مرتب کیا تھا موصوف اس کے متعلق آغاز کتب میں رقم طراز ہیں:

"میں نے سو کتابوں کے مطالعہ کے بعد اسے ایک چھوٹی ترتیب سے مرتب کیا جس پر کوئی پہلے گامزن نہیں ہوا اس میں اصول فقہ کی روش اختیار کی اسے سات ابواب پر مرتب کیا اس میں نحو کا چھوٹا اور بڑا مسئلہ بیان کیا ہے یہ مجموعہ آنکھوں کی

---

(۱) السیوطی ہمع الہوامع شرح جمع الجوامع تحقیق عبدالسلام محمد ہارون، عبدالعال سالم مکرم الکویت، دار الکویت العلمیہ ج ۱ ص ۱

ٹھنڈک کانوں کی راحت اور بہت سے اقتباسات کا جامع ہے(۱) یہ چند مقدمات اور سات ابواب پر مرتب ہے مقدمات میں کلمہ کی تعریف اس کے اقسام، کلام و جملہ، اعراب مبنی و معرب، نکرہ و معرفہ اور اس کے اقسام سے بحث ہے۔

باب اول میں مرفوعات و نواسخ کا بیان ہے۔

باب دوم میں منصوبات کا ذکر ہے

باب سوم مجرورات و مجزومات وغیرہ پر مشتمل ہے

باب چہارم میں عوامل کا تذکرہ ہے

باب پنجم میں ان اثرات کے توابع کا بیان کیا گیا ہے

باب ششم میں ابنیہ کی بحث ہے

باب ہفتم میں کلمات افرنویہ کے تغیرات کی تفصیل ہے جیسے زیادات و حذف، ابدال و نقل و ادغام وغیرہ ہیں۔

استاد عبد السلام محمد ہارون نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

(۱) یہ سیبویہ کے دور سے سیوطیؒ کے عہد تک مسائل نحویہ کا جامع ہے۔

(۲) شواہد عربیہ کی وفرت کا امتیاز رکھتی ہے

(۳) مؤلف نے ان سو اقوال سے کتاب مرتب کی ہے اور ان میں سے بعض آج جبلہ ادعربیہ میں مفقود ہیں۔

(۴) کتاب الضرب، حاشیہ صبان، حاشیہ یاسین اور خضری جن پر اس دور کے

---

(۱) السیوطی ہمع الہوامع شرح جمع الجوامع تحقیق عبد السلام محمد ہارون، عبد العال سالم مکرم الکویت، دار البحوث العلمیہ ج ا ص ۱

طلبہ کا مدار ہے' وہ ہمع الہوامع سے ماخوذ ہیں۔(۱)

یہاں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہئیے کہ علامہ سیوطیؒ نے جمع الجوامع کی تالیف میں زیادہ تر استفادہ ابوحیان اندلسی کی کتابوں سے کیا تھا' موصوف ابوحیان اندلسی کے تذکرہ میں رقم طراز ہیں:

"ابو حیان اندلسی کی کتاب التذییل والتکمیل فی شرح التسہیل' اور ارتشاف اور مختصر الارتشاف ایسی کتابیں ہیں کہ علم نحو میں ان سے بڑی کتابیں نہیں لکھی گئیں اور نہ ان اختلافی مسائل نحو میں ان سے جامع کوئی کتاب ہے' میں نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں انہی دو کتابوں پر اعتماد کیا ہے اور اس کی کتاب التذکرۃ فی العربیۃ سے بہت استفادہ کیا ہے(۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمع الجوامع بغیۃ الوعاۃ سے پہلے کی تالیف ہے۔

کتاب الاقتراح فی علم اصول النحو

یہ کتاب پہلی بار مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن سے ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء میں شائع کی گئی تھی پھر مطبعہ مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء اور استنبول سے ۱۹۰۷ء میں شائع کی گئی۔

احمد محمد قاسم کی تحقیق سے پہلی بار مطبعہ السعادۃ قاہرہ سے ۱۳۹۶ھ میں شائع کی گئی۔

اس کتاب میں اصول نحو کے مباحث سب سے بہتر ہیں' مباحث کی جامعیت اور حسن ترتیب کے متعلق علامہ سیوطی کا بیان ہے:-

لم تسمح قریحۃ بمثالہ' ولم ینسج علی منوالہ' فی علم لم أسبق إلی ترتیبہ ولم أتقدم إلی تہذیبہ' وھو أصول النحو الذی

(۱) سیوطی ہمع الہوامع ص: 1 ص: ۱۰(مقدمہ المحقق)

(۲) ایضاً بغیۃ الوعاۃ تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم ج: ۱ ص: ۲۸۲

هو بالنسبة إلى النحو كأصول الفقه بالنسبة إلى الفقه، وإن وقع في متفرقات كلام بعض المؤلفين وتشتت في أثناء كتب المصنفين، فجمعته وترتيبه صنع مخترع

اس کی مثال پیش کرنے میں کسی شخصیت نے فیاضی نہیں کی اور نہ کوئی اس طرز و روش پر کتاب کا تانا بانا بنا سکا اس ترتیب پر علم نحو میں کوئی آگے نہیں بڑھا اور نہ اس علم کی تہذیب کی طرف کسی نے پیش قدمی کی اور وہ علم اصول نحو ہے جسے نحو سے وہ نسبت حاصل ہے جو اصول فقہ کو فقہ سے ہے اگرچہ بعض مؤلفین (جیسے انباری و ابن جنی) کے کلام میں متفرق جگہ پائی جاتی ہیں اور مصنفین کی کتابوں میں ادھر ادھر پھیلی ہوئی ہیں میں نے انہیں یکجا کیا انہیں نئی ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے' محمود فجال نے الإصباح فی شرح الاقتراح کے نام سے اس کی شرح لکھی ہے یہ شرح دارالقلم نے ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء میں شائع کی تھی

معانی و بیان و بلاغت

عقود الجمان فی علم المعانی والبیان

یہ پہلی بار مطبعہ بولاق قاہرہ سے ۱۲۹۳ھ میں شائع کی گئی تھی۔

یہ الفیہ جو ہزار اشعار پر مشتمل ہے اس کی شرح ہے جو شرح عقود الجمان کے نام سے مشہور ہے۔

یہ شرح پہلی مرتبہ مطبعہ الشرق قاہرہ سے ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۴ء پھر ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۶ء میں طبع کی گئی تھی اس کے حاشیہ پر حلیة اللب المصون علی الجوهر المكنون از احمد دمنہوری بھی طبع کی گئی تھی بعد ازاں مطبعہ مصطفی البابی الحلبي قاہرہ سے ۱۳۵۸ھ / ۱۹۳۹ء میں شائع کی گئی تھی۔

اس شرح کی خوبی یہ ہے کہ اس میں تقریباً ہر مسئلہ میں قرآن وحدیث سے مثال پیش کی گئی ہے اس اعتبار سے یہ شرح بہت مفید و نادر فوائد کی جامع ہے۔

علوم لغت

المزهر في علوم اللغة وأنواعها

یہ چار بار طبع کی گئی ہے پہلی بار نصر الہورینی کی تصحیح سے مطبعۃ الامیریہ بولاق قاہرہ سے ۱۲۸۲ھ میں طبع کی گئی تھی دوسری بار مطبعۃ السعادہ مصر سے ۱۳۱۵ھ میں محمد سعید الرافعی صاحب المطبعۃ الازہریہ نے مطبعۃ السعادہ قاہرہ ۱۳۲۵ھ میں دو حصوں میں یکجا شائع کی تھی اس کے بعد تصحیح ولوازہ نے قاہرہ سے شائع کی۔

پانچویں مرتبہ محمد احمد جاد المولیٰ، علی محمد البجاوی اور ابو الفضل ابراہیم کی تحقیق سے پہلی بار ۱۹۴۲ء میں عیسیٰ البابی الحلبی نے دو ضخیم جلدوں میں شائع کی، دوسری جلد کے آخر میں اعلام واسماء کتب کا اشاریہ بھی دیا گیا ہے اپنی صوری و معنوی دونوں حیثیت سے یہ ایڈیشن سابقہ اشاعتوں سے بہت ممتاز ہے۔ ۱۳۷۸ھ ۱۹۵۸ء تک یہ ایڈیشن فوٹو سے چار بار شائع کی گئی پھر ناشر نے کتاب پر سال اشاعت دینا چھوڑ دیا۔

علامہ سیوطیؒ نے اس کتاب کو پچاس انواع پر مرتب کیا ہے آٹھ انواع میں لغت حیثیت اسناد، تیرہ انواع میں لغت حیثیت الفاظ تیرہ انواع میں لغت حیثیت معنی سے بحث کی ہے، پانچ انواع میں لطائف لغت کا بیان ہے ایک نوع میں حفظ لغت وضبط مفردات کا تذکرہ کیا ہے آٹھ انواع میں لغت ورادیان لغت کا ذکر ہے ایک نوع شعر وشعراء کی معرفت سے متعلق ہے اور آخری الفاظ عرب سے تعلق رکھتی ہے۔

یہ فن علامہ سیوطیؒ کے بحث ونظر کا خاص موضوع تھا ان وجوہ سے

المزہر نہایت مفید مطالب پر مشتمل ہے' موصوف نے اپنی دوسری تالیفات کی طرح اس کتاب میں فن کی سینکڑوں اہم کتابوں سے اخذ و اقتباس کر کے متعلقہ مباحث کو نہایت اختصار و خوش اسلوبی سے کتاب میں جمع کیا ہے ان کی اپنی تحقیقات گو کم ہیں مگر کتاب مجموعی حیثیت سے ایسی پراز معلومات ہے کہ عربی زبان کے وسیع ترین ذخیرہ میں اس کتاب کا جواب نہیں' موصوف نے اس کی ترتیب و تہذیب میں جتنی سعی و کاوش کی ہے اس کا اندازہ کتاب کے مطالعہ سے کیا جا سکتا ہے یہ امر ان کی وسعت و دقت نظر اور فنون لغت و ادب میں مجتہدانہ بصیرت کا شاہد عدل ہے چنانچہ موصوف آغاز کتاب میں رقم طراز ہیں :-

"لغت و انواع لغت کا علم نہایت اعلیٰ و عمدہ علم ہے' اس کتاب کی نہایت انچھوتی ترتیب ہے' ابواب ہدی میں جدت ہے' یہ علوم لغت و انواع لغت' شروط ادا و سماع لغت کے بیان میں ہے میں نے اس کے بیان انواع و اقسام میں علوم حدیث کی نقل کی ہے اور عجائب و غرائب کو بہت اچھی اور انوکھی ترتیب سے پیش کیا ہے' متقدمین نے ان امور سے بہت کم اعتناء کیا ہے' یہ مجموعہ ایسا ہے جس کی طرف کسی نے پہل نہیں کی' اس راہ پر مجھ سے پہلے کوئی گامزن نہیں ہوا' میں نے اس کا نام المزہر فی علوم اللغۃ (علوم لغت شگوفے در شگوفے) رکھا ہے(۱)

المزہر لغت و انواع لغت پر نہایت بصیرت افروز جامع تبصرہ اور معلومات کا مفید ترین ذخیرہ ہے اس کے مطالعہ سے کتب لغت کی ترتیب اور ائمہ لغت کے مراتب

---

(۱) السیوطی' المزہر' القاہرہ' دار احیاء الکتب العربیہ' ج ۱ ص ۱

وجہات سے آگاہی ہوتی ہے یہ لغت واقسام لغت میں ہر نوع کی جملہ معلومات سے مزین ہے'
فزیۃ حد سو سے زیادہ کتابوں کے عمیق مطالعہ کے بعد علامہ موصوف نے المزہر لکھی ہے۔

(۲) خلیل ابن احمد بصری کی کتاب العین سے عہد مصنف تک لغت کی مشہور کتابوں کا تعارف و تبصرہ ہے۔

(۳) لغت وعلوم لغت کی جملہ معلومات کا مختصر دائرۃ المعارف ہے۔

(۴) اس کتاب کے بیشتر بنیادی ماخذ زیور طبع سے آراستہ ہو گئے ہیں تاہم بعض سے ماخذ آج بھی ممالک اسلامیہ کے مشہور کتب خانوں میں مفقود ہیں چنانچہ بعض مراجع تک محققین کی رسائی نہیں ہو سکی' ان مواقع کو انہوں نے بلا تحقیق چھوڑ دیا ہے(۱)

(۵) لغت ونحو کے سینکڑوں ذیلی موضوع کتب میں زیر بحث آئے ہیں جس کا اندازہ موضوعاتی فہرست سے کیا جا سکتا ہے جو محققین نے ہر جلد کے آخر میں لگائی ہے(۲)

. . . .

(۱) المزہر ج ۱ ص ۱ (مقدمۃ المحققین)
(۲) محققین المزہر نے ایک سو چھ نسخ کتابوں کا جو اشاریہ جلد ثانی کے آخر میں دیا۔ ہے وہ مکمل معلوم نہیں ہوتا اس میں علامہ سیوطی کی کتاب المتکنی فی الکنی کا نام فہرست میں نہیں ہے حالانکہ موصوف نے اس کا ذکر ج ۱ ص ۵۰۹ میں کیا ہے' اس سے ظاہر ہے کہ بعض کتابوں کا نام اندراج سے رہ گیا ہے۔

المهذب فیما وقع فی القرآن من المعرب

یہ پہلی بار عبداللہ الجبوری کی تحقیق سے رسالہ "المورد" ج: ا شمارہ اول و دوم (۱۹۷۱ء) میں ص ۴۵-۲۲۳ پھر ڈاکٹر تھامی الراجی الہاشمی کی تحقیق سے احیاء التراث الاسلامی للمشترکۃ بین المملکۃ المغربیۃ والامارات المتحدۃ العربیۃ ۱۹۸۰ء میں شائع کی گئی۔

اس کا ذکر علامہ سیوطیؒ نے الاتقان فی علوم القرآن ج: ۱ ص ۱۰۵ میں کیا ہے لکھتے ہیں:۔

وقد افردت فی هذا النوع کتابا سمیته المهذب فیما وقع فی القرآن من المعرب وها انا الخص هنا فوائده

میں نے اس نوع میں کتاب تالیف کی ہے جس کا نام المہذب فیما وقع فی القرآن من المعرب ہے یہاں اس کے مختصر فوائد بیان کرتا ہوں

الدر النثیر فی تلخیص نہایۃ ابن الاثیر

پہلی بار ۱۳۱۱ھ ۱۸۹۳ء میں عبدالعزیز بن اسماعیل الطہطاوی کی تصحیح کے ساتھ قاہرہ سے شائع کی گئی تھی پھر ۱۳۲۲ھ میں راغب اصفہانی کی المفردات کے حاشیہ پر المطبعۃ المیمنیہ مصر سے شائع کی گئی۔

الدر النثیر پر علامہ سیوطیؒ نے ذیل بھی لکھا ہے۔

نظام اللسد فی اسماء الاسد

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے یہ رسالہ شیر اور اس کے بچوں کے ناموں پر لکھا ہے، موصوف کا بیان ہے:۔

ابو سہل ہروی نے اپنی تالیف میں شیر کے چھ سو نام ذکر کئے اور صغانی نے

اعیان العصر میں تصریح کی ہے کہ اس نے ایک مجموعہ میں شیر کے پانچ سو اور شیر کے بچے کے تین سو نام لکھے، آٹھ سو ہو گئے۔ میں نے لغت کی کتابوں میں جستجو کی تو پانچ سو نام ملے مزید جستجو کی تو ابن خالویہ کی الترجیل المدون میں ڈیڑھ سو اور ہاتھ آ گئے، میں نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی اس کا نام التبری من معرۃ المعری رکھا (۱)

المتوکلی فیما ورد فی القرآن باللغة الحبشیة والفارسیة والقبطیة والترکیة والعبرانیة والرومیة والبربریة

یہ رسالہ پہلی بار ۱۳۰۶ھ ۱۸۸۸ء میں مطبعہ عثمان عبدالرزاق میں طبع کرا کر مصر سے شائع کیا گیا تھا۔

علامہ سیوطیؒ نے اس رسالہ میں حبشی، فارسی، ترکی، قبطی، عبرانی، رومی اور بربری زبان کے جو الفاظ آئے ہیں ان کو جمع کیا ہے اور مصر کے بادشاہ کے نام معنون کیا ہے۔

---

(۱) حاجی خلیفہ ج ۲ ص ۱۶۹۰

(ز) سیر

سیر اور تاریخ و تذکرہ علامہ سیوطیؒ کا دلچسپ موضوع رہا ہے اس فن میں انہیں کامل دستگاہ حاصل تھی تاریخ الصحابہ' طبقات الحفاظ' طبقات الأصولیین تاریخ اسیوط' المکنی فی الکنی' تحفۃ المذاکر' المنتقی من تاریخ ابن عساکر' تحفۃ الظرفاء باسماء الخلفاء' ان کی تالیفات سے ہیں بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین و النحاۃ' تاریخ الخلفاء اور حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و القاہرۃ' کو زیادہ شہرت و قبولیت حاصل ہے۔

الخصائص الکبری' (اور) کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب یہ پہلی بار مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ' حیدر آباد دکن سے ۱۹۱۶ء / ۱۳۲۰ھ میں دو ضخیم جلدوں میں شائع کی گئی تھی۔

۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۷ء میں محمد علی صبیحی المدنی نے دار الکتب الحدیثہ' قاہرہ سے محمد خلیل ہراس کی تحقیق سے تین جلدوں میں شائع کی ہے ہراس نے حواشی میں سیوطیؒ کی پیش کردہ احادیث و روایات پر تنقید کی ہے لیکن مقدمہ میں اس پر روشنی نہیں ڈالی۔

موصوف نے اس میں بیس برس کی محنت کے بعد ایک ہزار سے زیادہ خصائص و معجزات نبوی ﷺ کو کتب احادیث و سیر سے جمع کیا ہے یہ اس موضوع پر سب سے زیادہ جامع کتاب ہے موصوف نے رسالت مآب ﷺ کی سیرت میں سب سے زیادہ فائدہ اسی کتاب سے اٹھایا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ موصوف کے کسی معاصر نے اس کتاب کی نسبت اپنی طرف کی جس کی وجہ سے موصوف نے ایک مقالہ الفارق بین المصنف والسارق لکھا تھا۔

انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب

یہ ١٤١٦ھ/١٩٩٦ء میں عباس احمد جعفری کی تحقیق سے دار المدینۃ المنورہ نے مدینہ سے شائع کی ہے یہ الخصائص الکبریٰ ''کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب'' کا خلاصہ و تلخیص ہے۔

علامہ سیوطیؒ نے اس کے پہلے باب میں ان خصوصیات و امتیازات کا ذکر کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو تمام نبیوں میں حاصل ہیں اور کسی اور نبی اور رسول کو حاصل نہیں۔ دوسرے باب میں ان خصوصیات کو بیان کیا ہے جو آپ کی امت میں حاصل ہیں۔

محمد احمد زاہدی نے اس کی شرح ''فتح القریب شرح انموذج اللبیب'' کے نام سے کی ہے اس کا دوسرا ایڈیشن ١٤٠٥ھ میں مطبعۃ النہضۃ الحدیثہ مکہ مکرمہ سے شائع کیا گیا ہے۔

(ح) تاریخ

تاریخ الخلفاء امراء المؤمنین القائمین بامر اللہ

یہ پہلی بار کلکتہ میں ولیم لیس اور مولوی عبدالحق کی تصحیح سے ۱۸۵۶ء/۱۲۷۳ھ میں زیور طبع سے آراستہ کی گئی دوسری بار ۱۲۸۷ھ/۱۸۷۰ء میں لاہور سے اور تیسری مرتبہ ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۸ء مطبعۃ المیمنیہ مصر نے اس کے حاشیہ پر آثار الاول فی ترتیب الدول' مولانا حسن بن عبداللہ کے ساتھ شائع کی۔

اس کے بعد ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء میں مطبع مجتبائی دہلی سے اور ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء میں قاہرہ سے شائع کی گئی تھی۔ پھر ۱۳۵۱ھ میں المطبعۃ المنیریہ قاہرہ سے شائع کی گئی المطبعۃ التجاریۃ الکبری مصر نے محمد محی الدین عبدالحمید کی تحقیق سے شائع کی تھی جس کا تیسرا ایڈیشن ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں نکلا تھا' عبدالحمید کا ایڈیشن سابقہ اشاعتوں میں سب سے بہتر ایڈیشن ہے اس کا فوٹو نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب کراچی نے پہلی بار ۱۳۷۸ھ/۱۹۵۹ء میں شائع کیا تھا۔

علامہ سیوطیؒ نے اس کتاب میں عہد صدیقی سے اپنے دور تک مسلمان حکمرانوں کے حالات جن کی امامت و خلافت پر امت کا اتفاق ہے اور دیگر واقعات' نیز نامور ارباب کمال اور اہل علم کا تذکرہ کیا ہے اس لئے اس کتاب میں فاطمی خلفاء کا تذکرہ نہیں ہے۔(۱)

---

(۱) السیوطی' تاریخ الخلفاء تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید ص ۳

جلال الدین سیوطی نے خاتمہ کتاب میں تصریح کی ہے کہ ۷۰۰ھ تک تاریخی واقعات ذہبی کی تاریخ الاسلام کا اور ۷۳۸ھ تک ابن کثیرؒ کی البدایہ والنہایہ کا خلاصہ ہیں پھر اس کے ذیول سے تاریخی واقعات مختصرا نقل کئے گئے ہیں اور ۸۵۰ھ تک ابن حجر کی کتاب انباء الغمر سے لئے ہیں' اہل علم وارباب کمال کے حالات تاریخ بغداد الخطیب اور تاریخ دمشق ابن عساکر' کتاب الاوراق صولی' کتاب الطیوریات' حلیہ ابی نعیم' مجالس دینوری کامل مبرد اور امالی ثعلب وغیرہ سے منقول ہیں(۱) محقق کتاب نے سال تالیف پر روشنی نہیں ڈالی لیکن علامہ موصوف نے کتاب التحدث بنعمۃ اللہ میں تصریح کی ہے کہ ۸۸۹ھ میں ابن الجو مصراتی دیار مغرب سے آئے تو میری کتاب تاریخ الخلفاء بھی خرید کر لے گئے(۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ الخلفاء ۸۸۹ھ سے پہلے کی تالیف ہے لیکن کتاب میں ۹۰۳ھ کی وفیات بھی موجود ہیں ممکن ہے تالیف کتاب کے بعد یہ مصنف کا اضافہ ہو(۳)

تاریخ الخلفاء اسلامی تاریخ کی بنیادی کتابوں کا نہایت جامع و مفید خلاصہ ہے اس لئے اس دور میں بہت مقبول ہوئی اور نصاب درس کی زینت بنی۔

H.SGARRET نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو Histry of the caliphs کے نام سے ۱۸۸۱ء میں کلکتہ سے شائع کیا گیا تھا پھر ۱۹۷۷ء میں اس ترجمہ کو karim sons نے کراچی سے شائع کیا یہ پوری کتاب کا ترجمہ نہیں ہے اردو میں اس کا ترجمہ بیان الامراء کے نام سے شائع کیا گیا۔

---

(۱) ایضاً ص ۷۔۵۱۶ (۲) السیوطی کتاب التحدث بنعمۃ اللہ ج ۱ ص ۱۵۵

(۳) تاریخ الخلفاء ص ۵۱۶، ۵۲۳

حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ

یہ مصر (قاہرہ) سے پہلی مرتبہ طبع کی گئی ہے پہلی بار ۱۸۶۵ء میں ہجری طباعت سے دو جلدوں میں مطبعۃ الوطن سے ۱۲۹۹ھ میں مطبعۃ الموضوعات سے ۱۳۲۱ھ میں مطبعۃ السعادۃ سے ۱۳۲۷ھ میں مطبعۃ اشرفیہ قاہرہ سے ۱۳۲۱ھ میں شائع کی گئی اس کے ایک حصہ کا ترجمہ لاطینی میں ۱۸۳۸ء میں شائع ہوا تھا۔

صاحب دار احیاء الکتب العربیہ عیسیٰ البابی الحلبی نے اسے پہلی بار محمد ابو الفضل ابراہیم کی تحقیق سے ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء میں شائع کیا نسخ رجب کے ۹۷۷ھ کا لکھا ہوا نسخہ موصوف کے پیش نظر رہا ہے۔

دوسری جلد کے آخر میں اسماء واذکی اور کتابوں کے ناموں کا اشاریہ اور موضوعات کی فہرست بھی دی گئی ہے یہ ایڈیشن اپنی بعض خصوصیات کے اعتبار سے سابقہ تمام ایڈیشنوں سے زیادہ ممتاز و بہتر ہے۔

علامہ موصوف نے آغاز کتاب میں لکھا ہے کہ یہ کتاب مصر کی معلومات کی جامع اور تنہائی میں بہترین ساتھی ہے میں نے اس کتاب کی تالیف کے سلسلہ میں مختلف کتابوں کا مطالعہ کیا پھر انہیں بجاوی ماخذوں کی نشاندہی کے بعد لکھا ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی کتابوں سے اس تالیف میں فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ (۱)

اس میں مصر کی قدیم تاریخ سے قدرے بحث کی گئی ہے اور دور اسلامی سے مصنفؒ کے زمانہ تک مصر و قاہرہ کی تاریخ و ثقافت کو عہد بعہد بیان کیا گیا ہے یہ اپنے موضوع پر نہایت معلومات آفریں، مفید و جامع کتاب ہے گو اس کے بیشتر ماخذ اس

---

(۱) حسن المحاضرہ ص ۵۱۶

دور میں زیور طبع سے آراستہ ہوگئے ہیں لیکن بعض ماخذ' اسلامی ممالک کے قلمی ذخائر میں آج بھی مفقود ہیں اس لئے اس کی علمی حیثیت وافادیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

محقق محمد ابوالفضل ابراہیم نے اس اہم تالیف کے سن تالیف پر روشنی نہیں ڈالی لیکن کتاب کے مطالعہ سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۹۰۳ھ کی تالیف ہے چنانچہ علامہ سیوطیؒ شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن عمر انصاری سعدی حجازی قادری کے تذکرہ میں رقمطراز ہیں۔

وهو الآن شاعر الدنيا على الاطلاق لا يشاركه في طبقته احد' مات في جمادي الاولیٰ سنہ ۹۰۳ھ(۱)

وہ اس زمانے میں علی الاطلاق اسلامی دنیا کا شاعر ہے اس کے طبقہ میں کوئی اس کا ہمسر نہیں وہ جمادی الاولیٰ ۹۰۳ھ میں مرا ہے۔

اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ علامہ سیوطیؒ نے پچپن سال کی عمر میں دو سو چھپن کتابیں مرتب کی تھیں' لیکن علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے حسن المحاضرہ کا ذکر کتاب التحدث بنعمۃ اللہ میں کیا ہے جو ۹۰۰ھ کی تالیف ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب اس سے پہلے لکھی گئی تھی' اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ موصوف وقتاً فوقتاً کتاب میں اضافے کرتے رہتے تھے یہ اضافہ بھی اسی قبیل سے ہے۔

---

(۱) السیوطیؒ حسن المحاضرہ تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم' القاہرہ دار احیاء الکتب العربیۃ طبع ۱۳۸۷ھ ج ۱' ص: ۵۷۵

(ز) تذکرہ

۱۔ طبقات المفسرین

یہ پہلی بار لائیڈن سے ۱۸۳۹ء میں شائع کی گئی تھی پھر ۱۹۶۰ء میں تہران سے اور ۱۹۷۶ء میں مکتبہ قاہرہ سے شائع کی گئی۔

علامہ سیوطیؒ آغاز کتاب میں رقمطراز ہیں:

طبقات المفسرین اذ لم أجد من اعتنیٰ بإفرادھم کما اعتنیٰ بالقراء والمحدثین والفقہاء والنحاۃ وغیرھم

طبقات المفسرین (ایسا موضوع ہے) کہ میں نے کسی عالم کو نہیں پایا جس نے مفسرین کے طبقات سے اعتناء کیا ہو۔ جس طرح قراء، محدثین، فقہاء اور ادباء نحو وغیرہ کے طبقات سے اعتناء کیا ہے۔

علامہ موصوف نے طبقات المفسرین میں ایک سو چھتیس (۱۳۶) مفسرین کا تذکرہ کیا ہے۔

موصوف کے مذکورہ بالا بیانات سے معلوم ہوا کہ اس موضوع پر سب سے پہلے کتاب لکھنے کا شرف انہی کو حاصل ہے

۲۔ نظم العقیان فی أعیان الأعیان

یہ کتاب پہلی بار فلپ ہٹی کے مقدمہ کے ساتھ ۱۹۲۷ء میں نیویارک سے شائع کی گئی تھی۔

علامہ سیوطیؒ نے اس میں نویں صدی ہجری کے دو سو (۲۰۰) معاصرین ارباب کمال علماء، شعراء، ادباء، فقہاء، قضاۃ، رؤساء، امراء، ہیئت دان اور شاہان وقت کا

مختصر تذکرہ کیا ہے ہر ایک کے نام، لقب، کنیت، تاریخ ولادت، اساتذہ، تصنیفات اور وفات وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے۔

حافظ شمس الدین سخاوی کی تاریخ وفات ۹۰۲ھ نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب علامہ سخاوی کی وفات کے بعد لکھی گئی ہے۔

۳۔ طبقات الحفاظ

پہلی بار مستشرق / F.Wustenfeld کی مساعی سے گوٹا مگن سے فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ تین جلدوں میں شائع کی گئی تھی پھر مصر و بیروت سے شائع کی گئی۔

مورخ اسلام شمس الدین ذہبی المتوفی ۷۴۸ھ نے تذکرۃ الحفاظ میں عہد رسالت سے اپنے عہد تک ۱۱۷۶ حفاظ حدیث کا تذکرہ چودہ طبقات میں کیا۔ علامہ سیوطیؒ نے اس کی تلخیص اور اپنے عہد تک اس پر کم و بیش نوے حفاظ کا اضافہ و استدراک ۲۳ طبقات میں مکمل کیا۔ طبقات الحفاظ کا اختتام حافظ الدنیا علامہ ابن حجر عسقلانیؒ المتوفی ۸۵۲ھ کے تذکرہ پر کیا۔

۴۔ ذیل طبقات الحفاظ للذھبی

یہ ذیل، حافظ ابو المحاسن حسینی دمشقی المتوفی ۷۶۵ھ اور حافظ تقی الدین محمد ابن فہد المتوفی ۸۷۱ھ کے ذیول کے ساتھ پہلی بار مطبعۃ الترقی دمشق سے ۱۳۴۷ھ میں شائع ہوا تھا۔

مذکورہ بالا ذیول میں سے حافظ ابو المحاسن کے ذیل سولہ حفاظ حدیث کا اور تقی الدین ابن فہد کے ذیل میں ۳۳ شخص حفاظ کا اضافہ کیا ۲۲ طبقہ میں پانچ۔

۱۔ ابن شہاب العکاری ۲۔ ابن حبیب ۳۔ سراج القزوینی ۴۔ ابن الوانی

۵۔ ابن المرابط۔

۲۳ طبقہ میں عمر بن مسلم، ۲۵ طبقہ میں ابن الجزری اور شہاب بوصیری کا اضافہ کیا ہے۔

تذکرہ

۱- بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ

یہ کتاب قاہرہ سے تین مرتبہ شائع کی گئی ہے، پہلی بار مطبعۃ السعادۃ مصر سے ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں طبع کی گئی تھی دوسری بار اس کا فوٹو دار المعرفہ بیروت سے شائع کیا گیا جس پر سنِ طباعت نہیں دیا گیا تیسری مرتبہ عیسیٰ البابی الحلبی نے محمد ابو الفضل ابراہیم کی تحقیق سے ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۴ء میں اسے دو جلدوں میں شائع کیا، دوسری جلد کے آخر میں تفصیلی اشاریہ بھی دیا گیا ہے ۹۰۷ھ کا لکھا ہوا نسخہ محقق کے پیش نظر رہا ہے ان وجوہ سے یہ اشاعت سابقہ اشاعت سے بہت بہتر ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کو ابتداء عمر سے نحو، ادب اور ادباء و ائمہ نحو سے بہت شغف رہا موصوف نے اس موضوع پر تین سو سے زیادہ کتابوں کا مطالعہ کیا جن میں بعض کتابیں پچاس (۵۰) اور پچھتر (۷۵) جلدوں میں تھیں جن بنیادی ماخذوں کی آغاز کتاب میں نشاندہی کی گئی ان کی مجموعی تعداد چوّن (۵۴) ہے جن میں چودہ (۱۴) کتابیں بلادِ اسلامی کی تاریخ سے تعلق رکھتی ہیں، نو کتابیں اندلس سے، کچھ مصر سے متعلق تھیں، یہ سفر نامے ہیں گیارہ محدثین کے معاجم و تذکرے ہیں تین امالی، تین ادبی مجموعے اور تاریخ کی کتابیں جنہیں پڑھ کر موصوف نے اس کتاب کا مواد جمع کیا وہ سات مجلدات میں آیا تھا اس کا نام الطبقات الکبریٰ رکھا تھا۔

۸۶۹ھ میں جب مکہ میں حافظ نجم الدین ابن فہد نے اس کو دیکھا تو مشورہ دیا کہ ایک جلد میں اس کا خلاصہ تیار کریں، یہ بات دل کو لگی چنانچہ اس کا خلاصہ ایک جلد میں تیار کیا اور اس کا نام "الطبقات الوسطیٰ" رکھا پھر اس کا جو مختصر کیا وہ "بغیۃ الوعاۃ" کے

نام سے مشہور ہے کتاب کے اختتام پر مندرجہ ذیل ابواب و فصول کا اضافہ کیا ان کا مطالعہ اہل علم اساتذہ اور طلبہ کے لئے بہت مفید ہے۔

(۱) باب الكنى والألقاب والنسب والأضافات

(۲) باب المؤتلف والمختلف

(۳) فصل فيمن آخر اسمه ' ويه "

(٤) فصل في الأباء والأبناء والأحفاد والأخوة والأقارب

(۵) باب في أحاديث منتقاة من الطبقات الكبرىٰ

اسے رمضان ۸۹۱ھ میں مرتب کیا تھا ایک اہم و مفید اور علمی جواہر پاروں سے آراستہ کتاب موصوف نے بائیس برس کی عمر میں لکھی تھی:

اس مسودہ کی مدد سے کتاب الاشباہ والنظائر فی النحو لکھی تھی (۱)

اس کتاب میں اسماء و اعلام حروف تہجی کے اعتبار سے مذکور ہیں لیکن برکت کی خاطر ابتداء محمد اور پھر احمد کے نام سے کی گئی ہے۔

یہ کتاب ۲۲۰۹ مشہور ادباء اور ائمہ نحو و لغت کے حالات پر مشتمل اور نہایت مفید معلومات سے آراستہ ہے اس کے بعض بنیادی ماخذ طبع ہو چکے ہیں لیکن بعض ماخذ اسلامی ممالک کے کتب خانوں میں آج دستیاب نہیں (۲)

(۱) سیوطیؒ بغیۃ الوعاۃ، تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم ج ا ص ۵-۲

(۲) ایضاً ج ۲ ص ۳۲۵

باب ششم

مؤلفات سیوطی کے فہرست نگاروں پر ایک نظر

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی مطبوعہ کتابوں کے مطالعہ سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موصوف اپنی تالیفات کے آغاز و اختتام میں سالِ تالیف نقل کرنے کا التزام نہیں کرتے یا وہ التزام کرتے ہوں، لیکن جن قلمی نسخوں سے کتابیں شائع کی گئی ہیں ان پر سن تالیف موجود نہ ہو چنانچہ بعض مطبوعہ ۱۲۸۳ھ / ۱۳۲۹ھ پر سن تالیف موجود ہے، بعض پر نہیں ہے اس لئے عموماً ان کی مطبوعہ تصانیف میں سنوار ترتیب کا پتہ نہیں چلتا موصوف اپنی تالیفات میں دوران صف کہیں کہیں اپنی دوسری تالیفات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں موضوع پر فلاں کتاب پہلے لکھی تھی اور محولہ کتابیں اس تالیف سے پہلے کی تالیفات ہیں، لیکن پھر بھی ان کتابوں کے سنین کی تعیین مشکل ہے، ان وجوہ سے ان کی تالیفات کو سنین کی ترتیب سے پیش کرنا آسان نہیں، ہمارے علم میں نہیں کہ کسی فہرست نگار نے موصوف کی تالیفات کی فہرست سنوار ترتیب سے تیار کی ہو۔

ہندوستان کے نامور عالم مولانا عبدالاول جونپوریؒ نے علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی ایک فہرست "شکر المعطی" کے نام سے مرتب کی تھی وہ شائع ہو چکی ہے لیکن جستجو کے باوجود ہمیں وہ پاکستان میں دستیاب نہیں ہوئی، اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ فہرست فنون پر مرتب ہے یا حروف تہجی پر اس کی ترتیب قائم ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی کی تصانیف کی ترتیب سہ گانہ اقسام میں پائی جاتی ہے پہلی ترتیب جو ندرت ترتیب، ندرت معلومات، اہمیت، افادیت و جامعیت کے

اعتبار سے کی گئی ہے یہ وہ انوکھی ترتیب ہے جو علامہ سیوطیؒ نے کتاب التحدث بنعمۃ اللہ میں خود پیش کی ہے یہ اہم کام صحیح معنی میں ایک مصنف ہی کر سکتا ہے۔

تصنیف را مصنف نیکو کند بیان

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کثیر التصانیف عالم و مصنف تھے، ان کی تالیفات اسلامی دنیا کے کم و بیش ہر کتب خانے میں پائی جاتی ہیں، بعض کتابیں ندرت معلومات، اہمیت و افادیت، جامعیت و اختصار کی وجہ سے بے حد مقبول ہیں کثرت سے چھپتی رہتی ہیں، مختلف زبانوں میں ان کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں، متاخرین علماء ان کی شرح لکھتے رہے ہیں، عصر حاضر میں محققین انہیں نہایت محنت اور تحقیقی نادر تحقیقات سے شائع کر رہے ہیں جو ہر طبقہ میں ان کی مقبولیت کی نہایت روشن دلیل ہے علامہ سیوطی کی مطبوعہ و مخطوطہ کتابیں کم و بیش ہر چھوٹے بڑے کتب خانے میں پائی جاتی ہیں، علوم اسلامی کو ناگوں موضوعات پر شائقین کو ان کی تصانیف کی گزشتہ دور کی بہ نسبت موجودہ دور میں زیادہ احتیاج ہے اس لئے وہ جن ماخذوں سے مواد نقل کرتے ہیں بیشتر ماخذ بسہولت یکجا دستیاب نہیں اور بعض ماخذ اسلامی دنیا میں آج بھی مفقود ہیں۔

ان وجوہ سے ان کی تصانیف و تالیفات کی فہرستیں تیار کی جاتی رہیں ہم یہاں ان کی تالیفات کی تین فہرستیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) وہ فہرست جو علامہ سیوطیؒ نے ندرت معلومات، اہمیت و افادیت و جامعیت کے پیش نظر تیار کی تھی۔ وہ ہفت اقسام میں منحصر ہے۔

(۳) تیسری وہ فہرست ہے جو حروف ابجائی ترتیب پر ڈاکٹر تمنائی نے مرتب کرائی ہے تاکہ اس سے معلومات میں اضافہ اور فائدہ اٹھانے میں سہولت ہو۔

ہم نے بھی حروف ہجا پر ایک فہرست تیار کی ہے اس میں مطبوعات کی نشاندہی کی تاکہ ناظرین کو معلوم ہو سکے کہ علامہ سیوطی کی فلاں فلاں کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہوئی ہیں۔

(۳) نیز جن کتابوں کے ترجمے شائع ہو گئے ہیں ان کی طرف بھی بعض جگہ اشارہ کیا گیا ہے۔

(۴) کتب خانوں میں مخطوطات کی فہرستوں میں موصوف کی تالیفات کے سن تالیف کو تلاش کیا جو مل سکے ان کا سن تالیف بتایا گیا۔

(۵) اور جس تالیف کا نام و قدیم نسخہ کسی کتب خانہ میں محفوظ ہے اس کی بھی نشاندہی کی گئی۔

(۶) علامہ موصوف کی بعض تالیفات کا علم ہمیں مخطوطات کی فہرستوں سے ہوا، ان کتابوں کے نام ہم نے اس فہرست میں بڑھائے ہیں۔

(۷) ان فہرستوں کے دیکھنے سے اس امر کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ علامہ موصوف نے کن موضوع پر کام کیا اور کن موضوع پر کام کرنے اور کرانے کی ضرورت ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ عربی کمپوزنگ کی سہولتیں یہاں آسانی سے میسر نہیں کمپوز کرنے والے عربی سے واقف نہیں ہیں جو عربی جانتے ہیں وہ توجہ نہیں کرتے جو توجہ کرتے ہیں وہ بہت گراں کام کرتے ہیں جو متوسط طبقہ برداشت نہیں کر سکتا پھر تصحیح دردِ سر بن جاتی ہے اس لئے سردست اس فہرست کو ملتوی کرنا مناسب سمجھا گیا اور اس کی جگہ ڈاکٹر تقی راجی ہاشمی کی فہرست پر اکتفاء کیا گیا۔

علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی تیسری فہرست ڈاکٹر تقی راجی ہاشمی نے

"المعرب فيما وقع في القرآن من المعرب" کے مقدمہ میں پیش کی جو لجنة الشركة للتراث الاسلامي نے حكومة المملكة العربية السعوديه و حكومة الامارات العربية المتحدة کے اشتراک سے نہایت آب و تاب سے شائع کی ہے اس میں ڈاکٹر موصوف نے علامہ سیوطیؒ کی تصانیف کے قلمی نسخے عالم کے کتب خانے میں جہاں محفوظ ہیں، نشاندہی کی ہے تحقیق کام کرنے والوں کے لئے یہ بہت مفید ہے یہ فہرست چار سو آٹھ کتابوں پر مشتمل ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ علامہ سیوطیؒ کی تالیفات نے عالم کے کتب خانوں کا کیسا احاطہ کیا ہوا ہے وہ علمی کتب خانہ میں موجود اور محفوظ ہیں ہم اس فہرست کو ڈاکٹر تہامی کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں۔

تالیفات سیوطیؒ کے ہفت گانہ اقسام

قسم اول : ان کتابوں کی ہے جو اپنے موضوع پر یکتا و منفرد ہیں

قسم دوم : ان تالیفات کی ہے کہ ان جیسی کتاب کوئی علامۂ وقت ہی لکھ سکتا ہے

قسم سوم : ان تالیفات پہ مشتمل ہے جن کا حجم مختصر ہے

قسم چہارم : ان تالیفات کی جامع ہے جو ایک کراسہ میں آگئی ہیں

قسم پنجم : میں ان تالیفات کا ذکر ہے جو فتوٰی کے طور پر معرض وجود میں آئی تھیں۔

قسم ششم : ان مؤلفات کی جامع ہے جو ان اہل علم کی روش پر لکھی گئی ہیں جنہیں صرف روایت سے اعتناء رہا ہے

قسم ہفتم : میں ان تالیفات کا تذکرہ ہے جنہیں شروع کیا تھوڑا بہت لکھا پھر اتمام کا ارادہ نہ ہوا اور وہ یوں ناقص رہ گئیں

تالیفات سیوطی کے ہفت گانہ اقسام

علامہ سیوطیؒ نے اپنی تالیفات کی سات قسمیں کی ہیں،

قسم اول: پہلی قسم ان کتابوں کی ہے جو اپنے موضوع پر یکتا و منفرد ہیں اور ان میں موصوف کو یکتائی کا دعویٰ ہے علامہ سیوطیؒ نے اپنے دعوے کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ میرے علم کے مطابق علمی دنیا میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی معاذ اللہ یہ بات نہیں کہ متقدمین اس جیسی کتاب لکھنے سے عاجز تھے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس جیسی کتاب لکھنے کی طرف انہوں نے توجہ نہیں کی، لیکن معاصرین میں ایسی کتاب لکھنے کی طاقت نہیں، اس لئے کہ اس کام کے لئے وسعت نظر، کثرت معلومات، جہد مسلسل درکار ہے، معاصرین ان صفات سے عاری ہیں میری حسب ذیل اٹھارہ کتابیں مذکورہ بالا صفات سے آراستہ ہیں۔

(۱) الاتقان فی علوم القرآن

(۲) اسرار التنزیل

(۳) الاشباہ والنظائر فی العربیۃ یہ المصاعد العلیہ فی القواعد العربیۃ کے نام سے بھی موسوم ہے۔

(۴) الاقتراح فی اصول النحو و جدلہ

(۵) الاکلیل فی استنباط التنزیل

(۶) ترجمان القرآن

(۷) تناسق الدرر فی تناسب الآیات والسور

(۸) الجامع فی الفرائض، یہ مکمل نہیں ہوئی

(۹) جمع الجوامع في النحو

(۱۰) المسلسلة في النحو

(۱۱) النثر المنثور

(۱۲) شرح شواهد المغني

(۱۳) صون المنطق والكلام عن فن المنطق والكلام

(۱۴) طبقات النحاة الكبرى

(۱۵) الفتح القريب على مغني اللبيب

(۱۶) النكت على الألفية والكافية والشافية والشذور والنزهة (کتب)

(۱۷) النكت البديعات على الموضوعات

(۱۸) همع الهوامع شرح جمع الجوامع .(۱)

....

(۱) السيوطي كتاب التحدث بنعمة الله تحقيق اليزابث ماري سارتين، القاهرة، المطبعة العربية الحديثة ۱۹۷۲ء ص ۱۰۵ ج ۲ و ۱۰۶

قسم دوم

دوسری قسم ان تالیفات کی ہے کہ ان جیسی کتاب کوئی علامہ وقت لکھ سکتا ہے، ان میں بعض وہ کتابیں ہیں جو پوری ہو گئیں، یا اس کا معتدبہ حصہ لکھا گیا ہو وہ ایک جلد میں ہے یا اس سے زیادہ و کم ہے اس قسم کی تالیفات کی تعداد پچاس ہے۔

(۱) الأشباه والنظائر في الفقه (یہ ایک مجلد میں ہے)

(۲) الألفية في المعاني والبيان (اس کا نام العقود الجمان ہے)

(۳) الألفية في النحو والتصريف والخط (اس کا نام الفریدہ ہے)

(۴) البدور السافرة عن امور الآخرة

(۵) تاريخ الخلفاء، (یہ ایک مجلد میں ہے)

(۶) التخصيص في شرح شواهد التلخيص

(۷) تدريب الراوی في شرح تقريب النواوی (یہ ایک مجلد میں ہے)

(۸) التذكرة (یہ پانچ جلدوں میں ہے)

(۹) التعليقة الكبرىٰ على الروضة، اس کا نام الازهار الغضة في حواشي الروضة ہے کتاب الاذان تک ایک مجلد تیار ہوئی، میری آرزو ہے کہ کاش یہ کتاب پوری ہو جاتی تو مجھے بقیہ مصنفات کے ناقص رہ جانے کا قلق نہ ہوتا، اللہ سے نذر مانی ہے کہ اگر یہ میری منت کے مطابق ہوئی تو پھر اس کے ہوتے ہوئے کسی کتاب کی حاجت نہ رہے گی۔

(۱۰) تكملة تفسير الشيخ جلال الدين المحلي، یہ اول بقرہ سے آخر سورہ اسراء تک ہے

(۱۱) تلخيص الخادم، الخادم للزركشي کا مختصر ہے اور کتاب الزکاۃ سے آخر

کتاب الحج تک لکھی گئی ہے۔

(۱۲) التوشیح علی الجامع الصحیح ، یہ ایک مجلد میں ہے

(۱۳) جامع المسانید، مسند معلل ہے اس کا ایک مجلد لکھا گیا ہے

(۱٤) حاشیہ تفسیر البیضاوی، یہ سورۂ انعام تک ایک جلد میں ہے

(۱۵) حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و القاھرہ، یہ ایک مجلد میں ہے۔

(۱٦) الخلاصۃ فی نظم الروضۃ مع زیادات کثیرہ، اس میں کوئی حرف زائد (۱)

نہیں ہے یہ اول طہارت سے صلاۃ تک تقریباً ایک ہزار اشعار میں ہے اور خروج سے

سرقہ تک دو ہزار سے زائد شعر ہیں۔

(۱۷) درر البحار فی احادیث القصار ، یہ حروف معجم پر مرتب اور ایک جلد میں ہے

(۱۸) دقائق التنبیہ

(۱۹) دقائق مختصر الروضۃ

(۲۰) الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج۔

(۲۱) رفع الخصاصۃ فی شرح الخلاصۃ، یہ مذکورۂ بالا منظومہ کی دو جلدوں میں

شرح ہے۔

(۲۲) الریاض الأنیقۃ فی شرح الأسماء النبویۃ۔

(۲۳) شرح ألفیہ ابن مالک، یہ شرح متن کے ساتھ مخلوط ہے۔

(۲٤) شرح ألفیۃ العراقی ، یہ شرح ایک جزء لطیف میں ہے۔

(۲۵) شرح التنبیہ، یہ شرح متن کتاب کے ساتھ پیوستہ مخلوط ہے اس کا ایک

---

(۱) السیوطی، کتاب التحدث بنعمۃ اللہ، ص ۱۰۹

حصہ کتاب الاذان تک لکھا گیا ہے۔

(۲۶) شرح الشاطبیہ ایضاً

(۲۷) شرح الصدور بشرح حال الموتی فی القبور

(۲۸) شرح عقود الجمان، اس کا نام حل العقود ہے۔

(۲۹) شرح الفریدہ، اس کا نام المطالع السعیدہ ہے، یہ پوری نہ ہو سکی

(۳۰) شرح الکوکب الساطع فی نظم جمع الجوامع لابن السبکی، یہ ایک مجلد میں ہے

(۳۱) طبقات الحفاظ

(۳۲) طبقات النحاۃ الصغری، اس کا نام بغیۃ الوعاۃ ہے، یہ ایک مجلد میں ہے

(۳۳) طبقات المفسرین، اس کا ایک حصہ لکھا گیا ہے۔

(۳۴) عین الاصابہ فی معرفۃ الصحابۃ، یہ حافظ ابن حجرؒ کی کتاب "الاصابہ" کی تلخیص ہے۔

(۳۵) الفوز العظیم فی لقاء الکریم، یہ شرح الصدور کا مختصر و خلاصہ ہے۔

(۳۶) قطر الدرر علی نظم الدرر، یہ میرے منظومہ اصول الحدیث کی شرح ہے اس کے مختلف حصے لکھے گئے ہیں، یہ ایک جلد میں ہے

(۳۷) القول الحسن فی الذب عن السنن، یہ موضوعات لابن الجوزی پر تعقبات ہیں۔

(۳۸) کشف المغطا فی شرح الموطا، اس کا بھی ایک معتدبہ حصہ لکھا گیا ہے یہ ایک جلد میں ہے۔

(۳۹) الکوکب الساطع فی نظم جمع الجوامع لابن السبکی، یہ ڈیڑھ ہزار

اشعار پر مشتمل ہے۔

(۴۰) اللآلی المصنوعة فی الأخبار الموضوعة، یہ موضوعات ابن الجوزی کی تلخیص، زیادات و تعقبات (اضافات و اعتراضات) ایک مجلد میں ہے

(۴۱) لب اللباب فی تحریر الأنساب

(۴۲) لباب النقول فی أسباب النزول

(۴۳) لمّ الأطراف و ضم الأتراف ۔ یہ اطراف مزی کا مختصر ہے، الفاظ حدیث کو حروف معجم پر مرتب کیا گیا ہے یہ میں نے الکشاف فی معرفة الأطراف للحسینی سے تلخیص کی ہے ،ایک مجلد میں ہے۔

(۴۴) مختصر التنبیہ، اس کا نام الوافی ہے

(۴۵) مختصر الروضة مع زیادات کثیرة، اس کا نام الغنیة ہے، یہ کتاب صداق تک لکھا گیا ہے۔

(۴۶) مختصر حسن المحاضرة فی أخبار مصر والقاهره، یہ ایک مجلد میں ہے

(۴۷) المرقاة العلیة فی شرح الأسماء النبویة

(۴۸) منهاج السنة و مفتاح الجنة، اس کا ایک مختصر حصہ میں نے تیار کیا ہے۔

(۴۹) المعجزات والخصائص النبویة، یہ ضخیم کتاب ہے

(۵۰) الینبوع فیما زاد علی الروضة من الفروع، یہ ایک مجلد میں ہے اور مسودہ ہے (۱)

(۱) السیوطی، کتاب التحدث بنعمة الله، ص ۱۰۹

قسم سوم

تیسری قسم ان تالیفات پر مشتمل ہے جن کا حجم مختصر ہے، یہ کتابیں دو کراسوں سے دس کراسوں میں پھیلی ہوئی ہیں، ان کی تعداد ستر (۷۰) ہے۔

(۱) آداب الملوك

(۲) الآية الكبرىٰ في قصة الأسراء

(۳) الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة

(٤) إسعاف المبطأ برجال الموطاء

(٥) الافصاح بفوائد النكاح

(٦) الألفية في مصطلح الحديث، اس کا نام نظم الدرر في علم الأثر ہے

(۷) البديعية، اس کا نام نظم البديع في مدح الشفيع ہے یہ ایک کراسہ میں ہے

(۸) تأييد الحقيقة العلية و تشييد الطريقة الشاذلية

(۹) تاريخ أسيوط، اس کا نام المضبوط في تاريخ اسيوط ہے

(۱۰) تاريخ الملائكة اس کا نام الحبائك في تاريخ الملائك ہے

(۱۱) التحبير في علوم التفسير

(۱۲) تحفة النابه بتلخيص المتشابه

(۱۳) التذنيب في زوائد التقريب

(١٤) تشييد الأركان من ليس في الإمكان أبدع مما كان

(١٥) تقرير الاستناد في تيسير الاجتهاد

(١٦) تمام الإحسان في خلق الانسان

(۱۷) تخريج احاديث صحاح الجوهري، اس کا نام فلق الصباح ہے

(۱۸) تمهيد الفرش في الخصال الموجبة لظل العرش

(۱۹) جهد القريحة في تجريد النصيحة، یہ نصيحة الإيمان في الرد على منطق اليونان لابن تیمیہ کا مختصر ہے۔

(۲۰) حاشية على شرح الشذور

(۲۱) حسن التلخيص لتالي التلخيص، یہ خطیب قزوینی کی التلخیص المفتاح کا مختصر ہے۔

(۲۲) خصائص يوم الجمعة، یہ جمعہ کے دن کی سو خصوصیات پر مشتمل ہے۔

(۲۳) خمائل الزهر في فضائل السور

(۲۴) داعي الفلاح في أذكار المساء والصباح

(۲۵) در التاج في إعراب مشكل المنهاج

(۲۶) در السحابة في من دخل مصر من الصحابة

(۲۷) الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة

(۲۸) الرد على من أخلد إلى الأرض وجهل أن الاجتهاد في كل عصر فرض

(۲۹) رفع الباس عن بني العباس

(۳۰) رفع شأن الحبشان

(۳۱) الروض الأنيق في مسند الصديق

(۳۲) شرح الاستعاذة والبسملة

(۳۳) شرح البديعية

(۳۴) شرح الرحبية، یہ فرائض میں ہے اور متن کے ساتھ ممزوج مخلوط ہے۔

(۳۵) شرح القصيدة الكافية، یہ علم تصریف میں ہے

(۳۶) شرح الملحة، یہ شرح متن کے ساتھ واحد و مربوط ہے

(۳۷) شرح النقایة، اس کا نام اتمام الدرایة لقراء النقایة ہے۔

(۳۸) شوارد الفرائد فی الضوابط والقواعد من اربعة فنون

(۳۹) ضوء الصبح فی فوائد النکاح

(۴۰) الطب النبوی

(۴۱) طبقات الشافعیة، یہ بہت مختصر کتاب ہے۔

(۴۲) طبقات الکتّاب

(۴۳) العذب السلسل في تصحيح الخلاف المرسل في الروضة

(۴۴) قلائد الفوائد، اس میں فوائد علمیہ کو نظم کیا گیا ہے

(۴۵) القول المشرق في تحريم الاشتغال بالمنطق

(۴۶) کشف التلبیس عن قلب أهل التدلیس، یہ إیضاح الإشکال للحافظ عبدالغنی کی تلخیص اور اضافات وزیادات کے ساتھ ہے۔

(۴۷) الکلم الطیب والقول المختار في المأثور من الدعوات والأذکار

(۴۸) ما رواه الواعون في أخبار الطاعون

(۴۹) المطرج في المدرج

(۵۰) معترك الأقران في مشترك القرآن

(۵۱) مفتاح الجنة في الاعتصام بالسنة

(۵۲) مفحمات الأقران في مبهمات القرآن

(۵۳) مناهل الصفاء في تخريج أحاديث الشفاء

(۵۴) منتهى الآمال في شرح حديث إنما الأعمال

(۵۵) المهذب فيما وقع في القرآن من المعرب

(۵۶) النقاية — یہ کتاب چودہ علوم میں ہے۔

(۵۷) الوسائل إلى معرفة الأوائل

(۵۸) وظائف اليوم والليلة

(۵۹) الوفية باختصار الألفية — یہ چھ سو اشعار پر مشتمل ہے۔

(۶۰) الهيئة السنية في الهيئة السنية (۱)

مستشرق موصوف نے علامہ سیوطی کی کتابوں کی کل تعداد ستر (۷۰) بیان کی تھی لیکن مطبوعہ نسخہ میں ساٹھ کتب کی نشاندہی کی گئی ہے جو اس امر کا ثبوت ہے کہ موصوف کے پیش نظر جو نسخہ رہا ہے وہ ناقص تھا۔

---

(۱) السیوطی نے کتاب التحدث بنعمۃ اللہ ص ۱۱۰ ـ ۱۱۵

قسم چہارم

چوتھی قسم ان تالیفات پر مشتمل ہے جو ایک جزء میں آگئی ہیں، یہ مسائل فتویٰ کے علاوہ ہیں اور یہ سو (۱۰۰) تالیفات ہیں۔

(۱) أبواب السعادة في أسباب الشهادة

(۲) أحاسن الاقتباس في محاسن الاقتباس

(۳) الأخبار المروية في سبب وضع العربية

(۴) أربعون حديث في الجهاد

(۵) أربعون حديثا في ورقة

(۶) إرشاد المهتدين إلى نصرة المجتهدين

(۷) الأزهار الفائحة على الفاتحة، یہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے۔

(۸) الأساس في فضل بني العباس

(۹) الاقتناص في مسئلة التماص

(۱۰) إلقام الحجر لمن زكى ساب أبي بكر و عمر، یہ روافض کی مذمت کے رد میں ہے اور ایک جزء میں ہے۔

(۱۱) أنموذج اللبيب في خصائص الحبيب

(۱۲) بزوغ الهلال في الخصال الموجبة للظلال

(۱۳) بلغة المحتاج في مناسك الحاج

(۱۴) تحفة الظرفاء بأسماء الخلفاء، یہ قصیدہ رائیہ سو اشعار پر مشتمل ہے۔

(۱۵) تخريج أحاديث شرح العقائد

(۱۶) تذكرة المؤتسي بمن حدث و نسي

(١٧) تذكرة النفس

(١٨) ترجمة الشيخ محي الدين النووي

(١٩) ترجمة شيخنا قاضي القضاة البلقيني

(٢٠) تعريف الاعجم بحروف المعجم

(٢١) التعريف بآداب التاليف

(٢٢) الثغور الباسمة في مناقب فاطمة

(٢٣) جزء اخر في كتم التسلي والاخفاء لنار لا تطفى

(٢٤) جزء في أدب الفتيا

(٢٥) جزء في أسماء المدلسين

(٢٦) جزء في ذم زيارة الامراء

(٢٧) جزء في ذم القضاء

(٢٨) جزء في ذم المكس

(٢٩) جزء في شعب الإيمان

(٣٠) جزء في موت الأولاد

(٣١) جزء في الصلاة على النبي ﷺ

(٣٢) جزء في فضل الشتاء

(٣٣) جزء فيمن وافقت كنية كنية زوجته من الصحابة

(٣٤) الجمانة في اللغة

(٣٥) الجمع والتفريق بين الانواع البديعية

(٣٦) الجواب الأسد في تنكير أحد وتعريف الصمد

(۳۷) جیاد المسلسلات

(۳۸) الحجج المبینہ فی التفضیل بین مکۃ والمدینۃ

(۳۹) حسن النیۃ و بلوغ الأمنیۃ فی الخانقاہ الرکنیۃ

(۴۰) حصول الفوائد بأصول العوائد

(۴۱) الدرّ النثیر فی قرأۃ ابن کثیر

(۴۲) درج العلی فی قرأۃ ابی عمرو ابن العلاء

(۴۳) درج المعالی فی نصرۃ الغزالی علی المنکر المتغالی

(۴۴) درر الکلم و غرر الحکم

(۴۵) الذیل الممهد علی القول المسدد

(۴۶) ردّ علی البهاء بن النحاس

(۴۷) ردّ علی الشریف الجرجانی

(۴۸) رسالہ فی تفسیر الفاظ متداولۃ

(۴۹) رسالۃ فی ضربی زیداً قائماً

(۵۰) الرفد فی فضل الحمد

(۵۱) الروض الأریض فی طهر المحیض

(۵۲) ریح النسرین فیمن عاش من الصحابۃ مائۃ و عشرین

(۵۳) الزهر الباسم فیما یزوج فیه الحاکم

(۵۴) السلاف فی التفضیل بین الصلوٰۃ والطواف، یہ منظوم ہے۔

(۵۵) السلالۃ فی تحقیق المقر و الاستحالۃ

(۵۶) سهام الإصابۃ فی الدعوات المجابۃ

(۵۷) شدّ العرف في اثبات المعنى للحروف

(۵۸) شرح أربعين حديثا، اس کے چند اسے لکھے گئے ہیں یہ اربعون حدیثا في ورقة کی شرح ہے۔

(۵۹) شرح تذكرة المنفس

(۶۰) شرح المحيطة والمحرقة

(۶۱) شرح الكوكب الوقاد في أصول الاعتقاد، نظم العلم السخاوى

(۶۲) الشماريخ في علم التاريخ

(۶۳) الشمعة المضيئة في العربية

(۶۴) الشهد في النحو مستنبط نحو العرج [illegible]

(۶۵) الطلعة الشمسية في تبيين الجنسية من شرط البيبرسية

(۶۶) طي اللسان عن ذم الطيلسان

(۶۷) الظفر بقلم الظفر

(۶۸) العمرات المسكوبة في أن استتابة تارك الصلوة مندوبة

(۶۹) العرف في معنى الحرف

(۷۰) العرف الشذى في احكام ذى

(۷۱) العشاريات

(۷۲) عمدة المتعقب في الرد على المتعصب، یہ قاضی شمس الدین دمشقی قاضی الحنفیہ کے ساتھ موصوف کی جو بحث ہوئی تھی اس کی داستان ہے۔

(۷۳) فتح الجليل للعبد الذليل في قوله تعالى الله ولي الذين امنوا الآية سے موصوف نے ایک سو بیس انواع بدیع نکالی ہیں۔

(۷۴) فصل الخطاب في قتل الكلاب

(۷۵) فصل الكلام في ذم الكلام

(۷۶) فصل الكلام في حكم السلام، یہ منظوم ہے

(۷۷) قطر الندى في ورود الهمزة للنداء

(۷۸) القول المجمل في الرد على المهمل

(۷۹) كبت الأقران في كتب القرآن

(۸۰) كشف الصلصلة عن وصف الزلزلة

(۸۱) كشف اللبس عن قضاة الصبح بعد طلوع الشمس

(۸۲) الكلام على أول سورة الفتح یہ آیت وضاحت و تشریح ہے

(۸۳) الكلام على قوله تعالى "ولو يؤاخذ الله الناس بما كسبوا" الآية

(۸۴) الكلام عن حديث احفظ الله يحفظك، یہ ایک وضاحت و تشریح ہے

(۸۵) اللآلي المكللة في تفضيل المهملة على المشبهلة

(۸۶) اللمع في أسماء من وضع

(۸۷) مختصر أذكار النووي، اس کا نام إذكار الأذكار ہے

(۸۸) مختصر شفاء الغليل في ذم الصاحب والخليل. اس کا نام الشهاب الثاقب ہے

(۸۹) مختصر الملحة

(۹۰) مراصد المطالع في تناسب المقاطع والمطالع

(۹۱) المستطرفة في أحكام دخول الحشفة

(۹۲) مطلع البدرين فيمن يؤتى أجرين

(۹۳) المعاني الدقيقة في إدراك الحقيقة

(۹۴) مقاطع الحجاز، یہ منظومہ ہے

(۹۵) المقامات، یہ چار مقامات ہیں

(۹۶) المقدمة فی الفقه

(۹۷) المنیٰ فی الکنیٰ

(۹۸) موشحة فی النحو

(۹۹) میزان المعدلة فی شان البسملة

(۱۰۰) النفحة المسکیة والتحفة المکیة، یہ عنوان الشرف کے طرز کی کتاب ہے

(۱۰۱) نور الحدیقة، یہ میمیہ منظومہ ہے

(۱۰۲) الید البسطیٰ فی تعیین الصلوٰۃ الوسطیٰ (۱)

اس طرح یہ تصنیفات جو ہمیں مل سکی ہیں یہ ایک سو دو (۱۰۲) ہیں

---

(۱) السیوطی، کتاب التحدث بنعمة اللہ ج ۲ ص ۱۰۵۔۱۲۱

قسم پنجم

پانچویں قسم ان تالیفات پر مشتمل ہے جو فتوے کے طور پر معرض وجود میں آئی تھیں۔ یہ تمام رسالے مختصر ہیں ان میں سے بعض کم ہیں اس نوع کی تصانیف اس وقت تک اسی (۸۰) ہو گئی ہیں۔

(۱) إتحاف الوفد بنبأ سورة الحفد

(۲) إتمام النعمة في اختصاص الإسلام بهذه الأمة

(۳) الأجوبة الزكية عن الألغاز السبكية

(۴) الأخبار المأثورة في الإطلاء بالنورة

(۵) إزالة الوهن عن مسألة الرهن

(۶) إسبال الكساء على النساء

(۷) الإعراض والتولي عن من لا يحسن أن يصلي کا دوسرا نام الصحة ہے

(۸) إعمال الفكر في فضل الذكر

(۹) الإعلام بحكم عيسى عليه السلام

(۱۰) إنباه الأذكياء بحياة الأنبياء

(۱۱) البدر الذي انجلى في مسألة الولاء

(۱۲) الإنصاف في تمييز الأوقاف

(۱۳) بذل العسجد لسؤال المسجد

(۱۴) بذل الهمة في طلب براءة الذمة

(۱۵) بسط الكف في إتمام الصف

(۱۶) تحفة الأنجاب بمسألة السنجاب

(۱۷) تزئين الأرائك في إرسال النبي ﷺ إلى الملائك

(۱۸) تعريف الفئة بأجوبة الأسئلة المائة

(۱۹) تنبئة الغبي بتبرئة ابن عربي

(۲۰) تنبيه الواقف علي شرط الواقف

(۲۱) تنزيه الإنبياء عن تسفيه الأغبياء

(۲۲) تنوير الحلك في إمكان رؤية النبي والملك

(۲۳) جزء في رفع اليدين في الدعاء

(۲۴) جزء في السبحة

(۲۵) جزء في صلوٰة الضحیٰ

(۲۶) جزء في الضبح

(۲۷) جزء في فضل التاريخ و شرفه والحاجة إليه

(۲۸) جزيل المواهب في اختلاف المذاهب

(۲۹) الجواب الحاتم عن سوال الخاتم

(۳۰) الجواب الحزم عن حديث " التكبير جزم "

(۳۱) الجواب المصيب عن إعتراضات الخطيب

(۳۲) حسن التعريف في علم التحليف

(۳۳) حسن المقصد في عمل المولد

(۳۴) حصول الرفق بأصول الرزق

(۳۵) الحظ الوافر من المغنم في استدراك الكافر اذا أسلم

(۳۶) الخبر الدال علي وجود القطب والأوتاد والنجباء والأبدال

(۳۷) دفع التشنیع فی مسئلة التسمیع

(۳۸) الدّر المنظم

(۳۹) رفع الأسیٰ عن النساء

(۴۰) رفع التعسف فی إخوة یوسفؑ

(۴۱) رفع السّنه فی نصب الزنة

(۴۲) رفع الشر وقمع الهرّ الصادرین عن عبدالبر

(۴۳) رفع الصوت بذبح الموت

(۴۴) رفع منار الدین وهدم بناء المفسدین

(۴۵) الزند فی السلم فی القند

(۴۶) الزند الوری فی الجواب عن السؤال السکندری

(۴۷) السهم المصیب فی نحر الخطیب

(۴۸) سیف النظار فی الفرق بین الثبوت والتکرار

(۴۹) شد الاثقال (کلا) علی أهل الإبطال

(۵۰) شد الأثواب فی سد الأبواب

(۵۱) ضوء الشمعة فی عدد الجمعة

(۵۲) فتح المغالق من انت تالق

(۵۳) فجر الثمد فی إعراب أکمل الحمد

(۵۴) الفوائد البارزه والکامنة فی النعم الظاهرة والباطنة

(۵۵) الفوائد الکامنه فی ایمان السیدة آمنه اس کا موضوع عام المعظمؐ والمنة

فی ان والدی المصطفی فی الجنة ہے

(۵۶) الفوائد المتفرقة من بيت طرفة

(۵۷) الفوائد الممتازة في صلاة الجنازة

(۵۸) المغناذه في تحقيق محل الاستعاذة

(۵۹) قطع المجادلة عند تغيير المعاملة

(۶۰) القول الأشبه في حديث من عرف نفسه فقد عرف ربه

(۶۱) القول الجلي في حديث الولي

(۶۲) القول الفصيح في تعيين الذبيح

(۶۳) القول المشيد في وقف المؤيد

(۶۴) القول المضي في الحنث في المضي

(۶۵) الكر على عبدالبر

(۶۶) كشف الضبابة في مسئلة الاستنابة

(۶۷) اللفظ الجوهري في رد خباط الجوهري

(۶۸) اللمعة عن أجوبة الأسئلة السبعة

(۶۹) اللمعة في تحقيق الركعة لإدراك الجمعة

(۷۰) المباحث الزكية في المسئلة الدوركية

(۷۱) المحرر في قوله : "ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر"

(۷۲) المصابيح في صلاة التراويح

(۷۳) المنجلي في تعدد صور الولي

(۷۴) نتيجة الفكر في الجهر بالذكر

(۷۵) نصرة الصديق على الجاهل الزنديق

(۷۶) نفح الطيب عن أسئلة الخطيب

(۷۷) المقول المشرقة في مسئلة الفقة

(۷۸) وصول الأماني بأصول التهاني

(۷۹) وقع الأسل فيمن جهل ضرب المثل

(۸۰) هدم الجاني على الباني (۱)

---

(۱) السیوطی: کتاب التحدیث بنعمۃ اللہ، ص ۱۴۳۔۱۴۴

قسم ششم

چھٹی قسم ان مؤلفات کی ہے جو ان اہل علم کی روش پر لکھی گئی ہیں جنہیں صرف روایت سے اعتناء رہا ہے، یہ میں نے زمانہ طالب علمی میں جب استادوں سے روایت حدیث کی اجازت لی تھی، لکھی تھیں، بایں ہمہ یہ کتابیں فوائد پر مشتمل ہیں، اگر کوئی اور لکھتا تو یہ فوائد بھی نہ ملتے۔

(۱) أربعون حديثا توافق فيها اسم الشيخ والصحابي، یعنی راوی اور صحابی کا نام ایک ہے

(۲) اربعون حديث متباينة

(۳) اربعون حديثا من رواية مالك عن نافع عن ابن عمر

(۴) البراعة في تراجم بني جماعة

(۵) تلخيص معجم الحافظ ابن حجر

(۶) جزء خرجته للشهاب الحجازي فيه المسلسل بالشعراء والكتاب

(۷) جزء خرجته لشيخنا الامام الشمني فيه المسلسل بالنحاة وغيره

(۸) الرحلة الفيومية

(۹) الرحلة المكية والمدنية

(۱۰) الفتح المكي في تراجم البيت السبكي

(۱۱) فهرست خرجتة لشيخنا الامام الشمني

(۱۲) فهرست المرويات

(۱۳) قطف الثمر في رحلة شهر

(۱۴) المسلسلات الكبرى

(۱۵) مشیخۃ خرجتہا، للشیخ شمس الدین البابلی

(۱۶) مشیخۃ خرجتہا لمولانا امیر المؤمنین المتوکل علی اللہ خلیفۃ العصر

(۱۷) المعجم الاوسط، اس کا نام المعدہ ہے

(۱۸) المعجم الصغیر، اس کا نام المنتقی ہے

(۱۹) المعجم الکبیر للشیرعی، اس کا نام حاطب لیل وجارف سیل ہے

(۲۰) مقالید القالید۔

(۲۱) الملتقط من الدرر الکامنۃ فی أعیان المأۃ الثامنۃ لابن حجر۔ یہ ایک جلد میں ہے۔

(۲۲) المنتقی من أحاسن المنن فی الخلق الحسن

(۲۳) المنتقی من أسنی المطالب لابن الجزری

(۲۴) المنتقی من تاریخ الخطیب

(۲۵) المنتقی من تفسیر ابن أبی حاتم

(۲۶) المنتقی من تفسیر عبد الرزاق

(۲۷) المنتقی من تفسیر الفریابی

(۲۸) المنتقی من سنن البیہقی

(۲۹) المنتقی من سنن سعید بن منصور

(۳۰) المنتقی من سیرۃ ابن سید الناس

(۳۱) المنتقی من فضائل القرآن لابی عبید

(۳۲) المنتقی من مسند ابن أبی شیبۃ

(۳۳) المنتقی من مسند أبی علی

(۳۴) المنتقیٰ من مسند مسدّد

(۳۵) المنتقیٰ من مشیخۃ ابن البخاری

(۳۶) المنتقیٰ من مصنف عبدالرزاق

(۳۷) المنتقیٰ من معجم ابن قانع

(۳۸) المنتقیٰ من معجم الدمیاطی

(۳۹) المنتقیٰ من معجم الطبرانی

(۴۰) المنتقیٰ من الوعد والانجاز (۱)

---

(۱) السیوطی، کتاب التحدث بنعمۃ اللہ، ج ۲، ص ۱۲۷۔۱۳۹

قسم ہفتم

ساتویں قسم ان تالیفات پر مشتمل ہے جنہیں شروع کیا تھوڑا بہت لکھا بھی پھر پورا کرنے کا ارادہ تھا لیکن وہ کتابیں ناقص رہ گئیں۔

(۱) الابتهاج في نظم المنهاج، اس کے چند ورق لکھے گئے

(۲) أزهار الآكام في أخبار الأحكام، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(۳) استذكار الألباء في شعر العرب العرباء

(۴) الألفية في القراءات العشر

(۵) بغية الرائد في الذيل على مجمع الزوائد

(۶) بيان الإصابة في آتي الكفاية

(۷) تاريخ العصر

(۸) تجريد أحاديث الموطأ

(۹) تجريد العناية إلى تخريج أحاديث الكفاية لابن الرفعة

(۱۰) تشنيف الأسماع بمسائل الإجماع، اس کے چند ورق لکھے گئے

(۱۱) تطريز العزيز

(۱۲) التعليقة السنية على السنن النسائية

(۱۳) تلخيص دقائق مختصر الروضة للأصفوني

(۱۴) تنوير الحوالك على موطأ مالك

(۱۵) التوشيح على التوضيح لابن هشام

(۱۶) توضيح المدرك في تصحيح المستدرك

(۱۷) جمع الجوامع في الفقه

(۱۸) حاشیہ علی شرح الشواھد للعینی

(۱۹) حاشیۃ علی شرح المنھاج للدمیری

(۲۰) حاشیہ علی قطعۃ الأسنوی

(۲۱) الحصر والإشاعۃ لأشراط الساعۃ

(۲۲) الحواشی الصغریٰ علی الروضۃ، اس کا نام تطف الازہار ہے اس کے چند کراسے لکھے گئے۔

(۲۳) الخصیص فی شرح شواھد التلخیص والمطول والعمدۃ علی مختصر المستھم

(۲۴) الدّر الثمین فی المصداق بیمین

(۲۵) الدرر الثمینۃ فی أحکام البحر والسفینۃ

(۲۶) الدرر المنتثرات علی جامع المختصرات

(۲۷) رفع الحواجب عن الکواکب، یہ ایک کراسہ میں تمام ہوئی

(۲۸) الروض المکلل والورد المعلل فی مصطلح الحدیث

(۲۹) زوائد الرجال علی تھذیب الکمال

(۳۰) زوائد سنن سعید بن منصور، اس کا نام لطائف المنن ہے اس کے چند ورق لکھے گئے

(۳۱) زوائد شعب الایمان للبیھقی علی الکتب الستۃ اس کا ایک تہائی حصہ پانچ کراسوں میں لکھا گیا

(۳۲) زوائد نوادر الأصول للحکیم الترمذی، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(۳۳) السیف الصقیل فی حواشی شرح ابن عقیل، اس کے چند ورق لکھے گئے

(۳۴) شرح الفیہ ابن معط،

(۳۵) شرح بانت سعاد (۱)

(۳۶) شرح بردہ، اس کے چند ورق لکھے گئے

(۳۷) شرح البهجة یہ ۸۶۱ھ میں شروع کی تھی جب سنا کہ شیخ زکریا انصاری شرح لکھ رہے ہیں تو ارادہ لکھنے کا چھوڑ دیا۔

(۳۸) شرح تحفة الوردیة، یہ نحو میں ہے اس کے چند ورق لکھے گئے

(۳۹) شرح تدریب للبقلینی، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(۴۰) شرح التسهیل، اس کے چند ورق لکھے گئے

(۴۱) شرح تصریف العزی

(۴۲) شرح تنقیح اللباب للشیخ ولی الدین، اس کا ایک ورق لکھا گیا

(۴۳) شرح الخلاصة فی الفقة، یہ میرے منظومہ الخلاصہ کی شرح ہے اس کے چند کراسے لکھے گئے

(۴۴) شرح الروض لابن المقری

(۴۵) شرح متن ابن ماجة مطول، اس کے شروع کے چند کراسے لکھے گئے

(۴۶) شرح ضروری التصریف لابن مالك، اس کا نصف کراسہ لکھا گیا

(۴۷) شرح علی جمع الجوامع، میری اس تالیف کے چند ابتدائی کراسے لکھے گئے

(۴۸) شرح عمدة الأحكام، اس کے چند ورق لکھے گئے

(۴۹) شرح لمعة الإشراق فی الاشتقاق للسبکی

(۵۰) شرح مسند الإمام الشافعی ، شیخونیہ میں تدریس کے موقع پر اس کی چند

---

(۱) السیوطی کتاب التحدث بنعمة الله ج ۲۔ ص ۱۲۶۔۱۲۹

مجالس کاملی حد تک تھیں

(۵۱) شرح نظم الاقتراح للعراقی، اس کے چند ورق لکھے گئے

(۵۲) شرح الوسیط للغزالی

(۵۳) شرح الوفیہ، اس کے چند ورق لکھے گئے

(۵۴) طبقات الأصولیین

(۵۵) طبقات الأولیاء، اس کا نام حلیۃ الأولیاء ہے چند کراسے لکھے گئے

(۵۶) طبقات الشافعیۃ، یہ منظوم ہے اس کے چند اوراق لکھے گئے

(۵۷) طبقات شعراء العرب

(۵۸) العمدۃ، یہ الفوائد المتکاثرۃ کا مختصر ہے۔

(۵۹) الفوائد المتکاثرۃ فی الأحادیث المتواترۃ، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(۶۰) الکافی فی زوائد المہذب علی الوافی

(۶۱) کشف النقاب عن الألقاب، اس کا ایک ورق لکھا گیا

(۶۲) اللوامع والبوارق فی الجوامع والفوارق، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(۶۳) مجاز الفرسان إلی مجاز القرآن، عز الدین بن عبد السلام کا مختصر ہے، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(۶۴) مجمع البحرین و مطلع البدرین فی التفسیر، یہ منقول و معقول اور روایت و درایت کی جامع تھی اس کے صرف "اهدنا الصراط المستقیم" تک چند کراسے لکھے گئے پھر سورۃ الکوثر کی تفسیر لکھی

(۶۵) مختصر الأحکام السلطانیۃ للماوردی، اس کے دو کراسے لکھے گئے

(۶۶) مختصر الإحیاء اس کا نام "إرشاد العابدین" ہے، اس کے دو کراسے لکھے گئے

(٦٧) مختصر التهذيب للبغوي، اس کا ایک ورق لکھا گیا

(٦٨) مختصر تهذيب الأسماء واللغات للنووي، اس کا نام المهذب ہے اس کے چند کراسے لکھے گئے

(٦٩) مختصر الغريبين للهروي، اس کے دو کراسے لکھے گئے

(٧٠) مختصر المطلب اس کے چند ورق لکھے گئے

(٧١) مختصر النهاية لابن الاثير، اس کا نام تقريب الغريب ہے اس کے دو کراسے لکھے گئے

(٧٢) مرقاة الصعود إلى سنن أبي داؤد، اس کے صرف دو کراسے لکھے گئے اگر توفیق الٰہی شامل حال رہی تو اسے مکمل کرنے کا ارادہ ہے

(٧٣) المشرق والمغرب في بلد ان المشرق والمغرب، یہ معجم البلدان یاقوت کا مختصر ہے اس کے چند کراسے لکھے گئے

(٧٤) المعونة في شرح اللؤلؤة المكنونة

(٧٥) مفاتيح الغيب، یہ تفسیر مسند بصندی تھی "سبح اسم ربك الاعلىٰ" سے آخر قرآن تک ایک جلد میں لکھی تھی

(٧٦) المقتصر في تخريج أحاديث المختصر لابن حاجب، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(٧٧) الملتقط من الخطط للمقريزي

(٧٨) المنتقى من تاريخ ابن عساكر

(٧٩) المولدات في الفقه

(٨٠) ميدان الفرسان في شواهد القرآن، اس کے چند کراسے لکھے گئے

(۸۱) نشر العبیر فی تخریج احادیث الشرح الکبیر

(۸۲) نظم رسالۃ ربع المقنطرات لشیخنا عز الدین الحیفاتی (۱)

(۸۳) نکت علی تلخیص المفتاح

(۸۴) الورقات فی الفقہ ، ربع العبادات تک لکھا گیا ہے

مذکورہ بالا فہرست علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی ۴۰۴ تالیفات پر مشتمل ہے دوسری ترتیب فنون پر ہے علامہ سیوطیؒ نے "حسن المحاضرہ" میں اپنے حالات کے ضمن میں اپنی تین سو سے اوپر تالیفات کے نام نقل کئے ہیں، لیکن اس فہرست میں دو خامیاں پائی جاتی ہیں۔

(۱) حسن المحاضرہ نوسو تین ہجری کی تالیف ہے موصوف نے اس سن تک جو تالیفات کی تھیں انہیں نام بنام نقل کرنے کا التزام نہیں کیا چنانچہ "وغیرھا" لکھ کر اس موضوع پر اپنی بعض تصانیف کے نام چھوڑ دیئے ، اور یہ موضوعی فہرست بھی مکمل نہ ہو سکی۔

(۲) تالیفات کے نام نقل کرنے میں موصوف نے ہجائی ترتیب کو بھی ملحوظ نہیں رکھا، بارہویں صدی ہجری میں کسی عالم نے علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی فن وار ترتیب پر فہرست تیار کی تھی جسے فلوگل (Gustavus Flugel) نے کشف الظنون کے لاطینی ترجمہ کی جلد ششم کے آخر ۲۲۶-۹ کے ۶ صفحات میں شائع کیا ہے (۲)

مذکورہ بالا دونوں فہرستوں میں مقابلہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مرتب کے پیش نظر "حسن المحاضرہ" بھی نہیں ہے اس لئے کہ اس نے حسن المحاضرہ میں منقول

---

(۱) سیوطی، کتاب التحدث بنعمۃ اللہ، ج ۲، ص ۱۳۶-۱۳۹

(2) LEXICON BIBLIOGRAPHICUM ET ENCYCLOPAEDICUM LAMDAM PRINTED FOR THE ORIENTAL TRANSLATION FUND 1852

کتابوں کے نام بھی صحیح نقل نہیں کئے ہیں، مثلاً القول المعنی فی الحنث المعنی حالانکہ صحیح نام ہے القول المضی فی الحنث فی المضی یا شرح الوقاد فی الاعتقاد حالانکہ صحیح نام شرح الکوکب الوقاد فی الاعتقاد ہے اسی طرح مفهمات الاقران فی مبهمات القرآن حالانکہ کتاب کا نام مفحمات الاقران ہے اسی طرح کشف الصبابہ صحیح کشف الضبابہ ہے اس قسم کی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔

یہ فہرست ساز و فہرست نگار کی غلطی بھی قرار دی جا سکتی ہیں اور اسے طباعت کی غلطی بھی کہا جا سکتا ہے بہر حال اس فہرست میں تصحیح کا اہتمام نہیں۔

دوسری قسم کی غلطیاں بھی فہرست میں ایسی موجود ہیں جنہیں طباعت کی غلطی نہیں کہا جا سکتا، یہ فہرست نگار کی غلطیاں قرار پاتی ہیں۔

بعض کتابوں کے نام مثلاً دو جزوں پر مشتمل ہیں فہرست نگار نے ہر جزو کو جداگانہ کتاب سمجھا مثلاً ایک کتاب کا نام الحظ الوافر من المغنم فی استدراک الکافر اذا اسلم ہے فہرست نگار نے اذا اسلم کو علیحدہ تصنیف قرار دیا۔

تیسری خامی یہ ہے کہ موضوعات کی تقسیم بھی درست نہیں بعض کتابیں کسی اور موضوع سے تعلق رکھتی ہیں انہیں کسی اور موضوع کے تحت نقل کیا گیا ہے۔

ایسا غالباً اس وجہ سے ہوا کہ فہرست نگار کو موصوف کی تمام کتابیں نہیں مل سکیں، اس نے نام دیکھ کر یا قیاس سے ایک موضوع کے تحت کتاب کو درج کیا حالانکہ اس کا تعلق اس موضوع سے نہیں، تاہم اس بحث سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ علامہ سیوطیؒ کی تالیفات سے اہلِ علم اور محققین کو اعتناء رہا ہے۔

اس فہرست میں تالیفات کو حسبِ ذیل نو موضوعات کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

اس فہرست میں علامہ موصوف کی ۵۰۰ تالیفات کا تذکرہ کیا گیا ہے ہم نے علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی یہ فہرست آخر کتاب میں بطور ضمیمہ شامل کی ہے تاکہ مصنفؒ کی یہ فہرست بھی ناظرین کے پیش نظر رہے۔

قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ محمد ۲۰ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ

باب ہفتم

مؤلفات سیوطی کی موضوعی فہرست

علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی مؤلفات کی یہ وہ موضوعی اور فن وار فہرست ہے جو موصوف نے "حسن المحاضرہ" میں نقل کی ہے۔

مستشرق کیلر نے کشف الظنون کے لاطینی ترجمہ کی ساتویں جلد کے اختتام پر مؤلفات السیوطی کی جو موضوعی فہرست چھاپی ہے وہ بھی غالباً یہی فہرست ہے۔

اس فہرست کا نقل کرنے والا عربی سے واقف نہ تھا اس لئے اس میں غلطیاں رہ گئی ہیں۔

یہ موضوعی فہرست ہندوستان میں (مطبع محمدی لاہور) سے علامہ سیوطیؒ کے رسائل اثنا عشر کے ساتھ بھی شائع کی گئی تھی، اس کا ایک نسخہ میرے ذاتی کتب خانہ میں بھی محفوظ ہے۔

مؤلفات سیوطیؒ کی الفبائی فہرست

علامہ سیوطیؒ کی تالیفات کی ایک فہرست ہم نے الف بائی ترتیب پر تیار کی تھی لیکن کراچی میں عربی کمپوزنگ کی سہولت بآسانی حاصل نہ ہونے کی وجہ سے عزالدین کی الف بائی ترتیب پر مرتب فہرست جو فاضل ڈاکٹر تہامی کی زیر نگرانی تیار کی گئی ہے متحدہ امارات نے نہایت آب وتاب سے شائع کی ہے' زیادہ مفید سمجھا مگر اس فہرست کا ہم نے جب اپنی فہرست سے جو حروف تہجی پر مرتب ہے مقابلہ کیا تعداد میں بہت زیادہ فرق پایا' افادیت کے پیش نظر علامہ سیوطیؒ کی وہ تالیفات جن تک عزالدین کی رسائی نہیں ہو سکی انھیں الف بائی ترتیب میں عزالدین کی فہرست کے بعد جداگانہ فہرست میں پیش کیا گیا ہے تاکہ علامہ سیوطیؒ کی زیادہ سے زیادہ تصانیف سے ناظرین کو آگاہی ہو سکے اور ان کی تالیفات کی مکمل فہرست پیش کی جا سکے

ان دونوں فہرستوں کے باہمی فرق کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ عزالدین کی فہرست علامہ سیوطیؒ کی تین سو اسی تالیفات کے ناموں پر مشتمل ہے اور ہم نے موصوف سے چھوٹی ہوئی مؤلفات سیوطی کی جو فہرست پیش کی ہے اس میں پانچ سو دس تالیفات کا اندراج کیا گیا ہے چنانچہ یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ اب تک علامہ سیوطیؒ پر جو تحقیقی کام ہوا اردو زبان میں یہ کام عربی کی نسبت سے زیادہ جامع ہو تو کچھ بعید نہیں۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہنا چاہیے کہ اس الف بائی ترتیب میں ہمارے پیش نظر بہت سے مآخذ رہے ہیں جن سے عزالدین نے فائدہ اٹھایا ہے ہم نے بعض [illegible] بہت سے مآخذ کی نشاندہی کی پابندی نہیں کی اس لئے کہ ان کے

حرف الهمزه

١ آداب القضاء
٢ آداب الملوك
٣ الآية الكبرى في شرح قصة الإسراء (م)
٤ الابتهاج في - (مشكل) نظم المنهاج
٥ إتحاف الوفد بنبأ سورة الحمد
٦ الأحاجي النحويه [المقامات الأسيوطيه] (م)
٧ الأحاديث الحسان في وصف الطيلسان (م)
٨ الأحاديث المنيفه في السلطنة الشريفه
٩ أحاسن الاقتباس في محاسن الاقتباس
١٠ إحياء الميت في فضائل أهل البيت (م)
١١ الأخبار المأثورة في الإطلاء بالنورة
١٢ الأخبار المروية في سبب وضع العربية (م)
١٣ أدب القاضي على مذهب الشافعي
١٤ أدب الفتيا (م)
١٥ أذكار الأذكار =مختصر الأذكار
١٦ أربع رسائل في فضائل الخلفاء الأربعة (م)
١٧ أربعون حديثا توافق فيها إسم الشيخ والصحابي
١٨ أربعون حديثا في الجهاد
١٩ أربعون حديثا في ورقة
٢٠ أربعون حديثا متباينة
٢١ أربعون حديثا في رواية مالك عن نافع عن ابن عمر

۲۲ أربعون حديثا في رفع اليدين في الدعاء
۲۳ إرشاد المهتدين
۲۴ إرشاد المهتدين إلى نصرة المجتهدين
۲۵ إزالة الوهن عن مسئلة الرهن
۲۶ الأزهار فيما عقده الشعراء من الآثار
۲۷ أزهار الآكام في أخبار الأحكام
۲۸ أزهار العروش في أخبار الحبوش
۲۹ أزهار الفضة في حواشي الروضة
۳۰ الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة (م)
۳۱ الأزهار الفائحة على الفاتحة
۳۲ أسباب ورود الحديث أو [اللمع في أسباب الحديث] (م)
۳۳ استجلاب الاهتداء بإبطال الاعتداء
۳۴ استذكار الأولياء في شعر العرب الغرباء
۳۵ الاستنصار بالواحد القهار [مقالة]
۳۶ أسرار ترتيب القرآن (م)
۳۷ أسرار التنزيل = قطف الأزهار في كشف الأسرار
۳۸ أسماء المدلسين (م)
۳۹ الأسفار عن قلم الأظفار
۴۰ الأصول المهمة في علم الحجة
۴۱ إعانة المستغيث في حل بعض إشكالات الحديث
۴۲ الاعتضاد في دعاء الاجتهاد

٤٣　الاعتماد والتوكل على ذي التكفل

٤٤　الاغتباط في الرحلة إلى الإسكندرية ودمياط

٤٥　الإعراض والتولي عمن لا يحسن أن يصلي

٤٦　إعلام الأريب بحدوث بدعة المحاريب (م)

٤٧　الإعلام بحكم عيسى عليه السلام

٤٨　أعلام الحسنى بمعاني الأسماء الحسنى

٤٩　أعلام النصر في إعلام سلطان العصر

٥٠　أعمال الفكر في فضل الذكر

٥١　أعيان العصر

٥٢　أعيان الأعيان وأبناء الزمان (م)

٥٣　إفادة الخبر بنصه من زيادة العمر ونقصه (م)

٥٤　الإفصاح على تلخيص المفتاح

٥٥　الإفصاح في أسماء النكاح

٥٦　الإفصاح عن زوائد القاموس على الصحاح

٥٧　الاقتناص في مسئلة التماس

٥٨　إكام العقيان في أحكام الخصيان

٥٩　الإكليل في استنباط التنزيل (م)

٦٠　الألغاز النحوية (م)

٦١　ألفية الحديث [نظم الدرر في علم الأثر] (م)

٦٢　ألفية في القراءات العشر

٦٣　ألفية المعاني

٦٤ ألفية النحو (م)
٦٥ إلقام الحجر لمن زكى ساب أبي بكر وعمر
٦٦ ألوية النصر في فصيحى بالقصر
٦٧ أمالي على الدرة الفاخرة
٦٩ الإنافة في رتبة الخلافة (م)
٧٠ الإنتصار بالواحد القهار
٧١ انتحاب الكتب في أنساب الكتب
٧٢ الانصاف في تمييز الأوقاف
٧٣ أنوار الحلك في إمكان رؤية النبي والملك
٧٤ الأنوار السنية في تاريخ الخلفاء والملوك بمصر السنية
٧٥ أنيس الجليس
٧٦ الأوج في خبر عوج
٧٧ الإيضاح في علم النكاح (م)

حرف الباء

٧٨ الباحة في السباحة
٧٩ البارع في قطاع الشارع
٨٠ البارق في قطع يد السارق
٨١ الباهر في حكم النبي صلى الله عليه وسلم بالباطن والظاهر (م)
٨٢ البحر الذي زخر في شرح ألفية الأثر

۸۳ بدائع الزهور في وقائع الدهور
۸۴ البدر الذي انجلى في مسألة الولا
۸۵ البديعية = نظم البديع في مدح الشفيع
۸۶ بذل العسجد لسؤال المسجد
۸۷ بذل المجهود لخزانة (من خزانة) محمود (م)
۸۸ بذل الهمة في طلب براءة الذمة
۸۹ البراعة في تراجم بني الجماعة
۹۰ برد الأكباد في الصبر على فقد الأولاد [برد الاكباد عند فقد الأولاد] (م)
۹۱ برد الظلال في تكرار السؤال
۹۲ البرهان في علامة مهدي آخر الزمان
۹۳ بسط الكف في إتمام الصف (م)
۹۴ بشرى العابس في حكم البيع والديون والكنائس (م)
۹۵ البعث [كتاب البعث] (م)
۹۶ بغية الرائد في الذيل على مجمع الزوائد
۹۷ بلغة المحتاج في مناسك الحاج
۹۸ بلوغ الأمنية في الخانقاة الركنية؟
۹۹ بلوغ المآرب في قص الشارب (م)
۱۰۰ بلوغ المآرب في أخبار العقارب (م)
۱۰۱ بلوغ المأمول في خدمة الرسول (م)
۱۰۲ بهجة الناظر ونزهة الخاطر

١٠٣ بيان الإصابة في آلتي الكتابة

حرف التاء

١٠٤ التاج في إعراب مشكل المنهاج = درة التاج في إعراب مشكل المنهاج
١٠٥ تاريخ أسيوط = المضبوط في أخبار أسيوط
١٠٦ تاريخ السلطان الأشرف
١٠٧ تاريخ العصر
١٠٨ تاريخ مصر (م)
١٠٩ تاريخ الملائكة
١١٠ تأييد الحقيقة العلية وتشييد الطريقة الشاذلية (م)
١١١ تأويل الأحاديث الموهمة للتشبيه (م)
١١٢ التبر الذائب في الأفراد والغرائب
١١٣ التبري من معرة المعري (م)
١١٤ تبييض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة (م)
١١٥ تجريد أحاديث الموطأ
١١٦ تجريد العناية إلى تخريج أحاديث الكفاية لابن الرفعة
١١٧ التحبير في علوم التفسير (م)
١١٨ التحدث بنعمة الله (م)
١١٩ تحذير الخواص من أكاذيب القصاص (م)
١٢٠ تحذير الرجال من الإصغاء إلى الجدال

۱۲۱ التحصيص في شرح شواهد التلخيص

۱۲۲ تحصين الخادم لتلخيص الخادم

۱۲۳ تحفة الآثار في الأدعية والأذكار

۱۲۴ تحفة الأبرار بنكت الأذكار (م)

۱۲۵ تحفة الأنجاب بمسألة السنجاب

۱۲۶ تحفة الجلساء برؤية الله للنساء

۱۲۷ تحفة الحبيب بنحاة مغني اللبيب

۱۲۸ التحفة السنية في قواعد العربية

۱۲۹ تحفة الظرفاء بأسماء الخلفاء (م)

۱۳۰ تحفة الخليفة في السيرة الشريفة

۱۳۱ تحفة الغريب في الكلام على مغني اللبيب

۱۳۲ تحفة المجالس ونزهة المجالس (م)

۱۳۳ تحفة المذاكر (المنتخب) من تاريخ ابن عساكر

۱۳۴ تحفة [illegible] (م)

۱۳۵ تحفة النابه بتلخيص المتشابه

۱۳۶ تحفة الناسك بنكت المناسك

۱۳۷ تحفة النجباء في قولهم: هذا بسرا أطيب منه رطبا

۱۳۸ تخريج أحاديث شرح العقائد (م)

۱۳۹ تخريج أحاديث صحاح الجوهري [فلق الصباح]

۱۴۰ تخريج أحاديث المواقف في الكلام (م)

۱۴۱ تدريب أولي الطلب في ضوابط كلام العرب

۱۴۲ تدريب الراوى فى شرح تقريب النواوى (م)
۱۴۳ التذكرة وتذكرة أولى الألباب
۱۴۴ تذكرة المؤتسى بمن حدث ونسى (م)
۱۴۵ تذكرة النفس فى التصوف
۱۴۶ التذنيب فى زوائد (على) التقريب (م)
۱۴۷ التذهيب [مختصر تهذيب الأسماء واللغات]
۱۴۸ التذييل والتذنيب على نهاية الغريب (م)
۱۴۹ ترجمان القرآن في التفسير المسند (م)
۱۵۰ ترجمة (شيخنا) البلقيني
۱۵۱ ترجمة النووي= المنهاج السوي
۱۵۲ الترصيف على شرح التصريف
۱۵۳ تزيين الأرائك في إرسال النبي صلى الله عليه وسلم إلى الملائك
۱۵۴ تزيين الممالك بمناقب الإمام مالك (م)
۱۵۵ التسلي والإطفا لنار لاتطفي (التعلل والاطفا الخ)
۱۵۶ تسلية الآباء بفقد الأبناء المسمى بالتسلي والإطفا لنار لاتطفي (م)
۱۵۷ تشنيف الأسماع بمسائل الإجماع
۱۵۸ تشنيف السمع (في) بتعديد السبع
۱۵۹ التصحيح لصلاة التسبيح
۱۶۰ تطريز العزيز

١٦١ التطريف في التصحيف [التصحيف في الحديث الشريف]

١٦٢ التضلع بمعنى التقنع

١٦٣ التعريف بآداب التأليف (م)

١٦٤ تعريف الأعجم بحروف المعجم

١٦٥ تعريف (الفئة) بأجوبة الأسئلة المائة

١٦٦ التعقبات على الموضوعات (تعقبات سيوطي على موضوعات ابن الجوزي) (م)

١٦٧ التعظيم في إخوة يوسف

١٦٨ التعلل والإطفاء

١٦٩ تعليق الشص في حنق النص

١٧٠ التعليقة الكبرى على الروضة = الأزهار الفضة

١٧١ التعليقة المنيفة على مسند أبي حنيفة

١٧٢ تقرير الاستناد في تيسير (تفسير) الاجتهاد (م)

١٧٣ تلخيص الخادم = (تحصين الخادم)

١٧٤ تلخيص دقائق مختصر الروضة للأصفوني

١٧٥ تلخيص الأربعين لابن حجر في المتباين

١٧٦ تلخيص معجم ابن حجر

١٧٧ تمام الإحسان في خلق الإنسان

١٧٨ تمهيد الفرش في الخصال الموجبة لظل العرش (م)

١٧٩ تناسق الدرر في تناسب الآيات والسور (م)

۱۸۰ تنبیہ الواقف علی شرط الواقف

۱۸۱ تنزیہ الاعتقاد عن الحلول والاتحاد

۱۸۲ تنزیہ الانبیاء عن تسفیہ الاغبیاء (م)

۱۸۳ التنفیس فی الاعتذار عن ترک الافتاء والتدریس

۱۸۴ التنقیح فی مشروعیۃ التسبیح (م)

۱۸۵ تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک (م)

۱۸۶ توجیہ العزم الی اختصاص الاسم بالجر والفعل بالجزم

۱۸۷ التوشیح علی الجامع الصحیح

۱۸۸ توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک

۱۸۹ التہذیب فی اسماء الذیب

۱۹۰ التہذیب فی الزوائد علی التقریب

حرف الثاء

۱۹۱ الثغور الباسمۃ فی مناقب فاطمۃ (السیدۃ)

۱۹۲ ثلاث اراجیز فی رموز الجامع الصغیر (م)

حرف الجیم

۱۹۳ الجامع الصغیر فی حدیث البشیر والنذیر (م)

۱۹۴ الجامع فی الفرائض

۱۹۵ جامع المسانید (م)

۱۹۶ جزء الذیل فی علم الخیل

۱۹۷ جزء فی أدب الفتیا
۱۹۸ جزء فی اسماء المدلسین
۱۹۹ جزء فی جامع ابن طولون
۲۰۰ جزء فی جامع عمرو بن العاص رض
۲۰۱ جزء فی الخانقاہ البیرسیہ = (حسن النیة وبلوغ الامنیة)
۲۰۲ جزء فی الخانقاة الشیخونیة
۲۰۳ جزء فی الخانقاة الصلاحیة
۲۰۴ جزء فی ذم زیارة الأمراء
۲۰۵ جزء فی ذم القضاء
۲۰۶ جزء فی ذم المکس
۲۰۷ جزء فی رد شهادة الرافضة (إلقام الحجر)
۲۰۸ جزء فی رفع الیدین فی الدعاء
۲۰۹ جزء فی الزاویة الخشابیة
۲۱۰ جزء فی المسبحة
۲۱۱ جزء فی السلام من سید الأنام أفضل الصلاة والسلام
۲۱۲ جزء فی شعب الإیمان
۲۱۳ جزء فی صلاة الضحی
۲۱۴ جزء فی الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم
۲۱۵ جزء فی الغنج
۲۱۶ جزء فی فضل التاریخ وشرفه والحاجة الیه
۲۱۷ جزء فی فضل الشتاء

۲۱۸ جزء فی المدرسة الصلاحية

۲۱۹ جزء فی المسلسل بالشعراء والكتاب

۲۲۰ جزء فی موت الأولاد

۲۲۱ جزء فيمن غير النبی صلی الله عليه وسلم أسماءهم

۲۲۲ جزء فيمن وافقت كنيته كنية زوجه من الصحابة

۲۲۳ جزء فيه طرق طلب العلم فريضة على كل مسلم (م)

۲۲۴ جزء فيه المسلسل بالنحاة وغيرها

۲۲۵ جزيل المواهب فی اختلاف المذاهب

۲۲۶ الجمانة فی اللغة

۲۲۷ جمع الجوامع فی الحديث

۲۲۸ جمع الجوامع فی العربية (م)

۲۲۹ الجمع والتفريق بين الأنواع البديعية (م)

۲۳۰ جناس الجناس

۲۳۱ جهد القريحة فی تجريد النصيحة (م)

۲۳۲ الجهر بمنع البروز على شاطئ نهر

۲۳۳ الجواب الأرشد فی تنكير أحد و تعريف الصمد

۲۳۴ الجواب الحاتم عن سؤال الخاتم

۲۳۵ الجواب الجزم عن حديث التكبير جزم

۲۳۶ الجواب الزكی عن قمامة ابن الكركی

۲۳۷ الجواب المصيب عن اعتراضات الخطيب (م) م

۲۳۸ جياد المسلسلات

حرف الحاء

۲۳۹ حاشية على شرح الألفية لابن عقيل (السيف الصقيل)
۲۴۰ حاشية على شرح الشذور = نشر الزهور
۲۴۱ حاشية على شرح الشواهد للعيني
۲۴۲ حاشية على شرح المنهاج [هادى المحتاج]
۲۴۳ حاشية على قطعة الأسنوى
۲۴۴ حاطب ليل وجارف سيل = (معجم الشيوخ الكبير)
۲۴۵ الحبائك في أخبار الملائك (م)
۲۴۶ الحبل الوثيق في نصرة الصديق
۲۴۷ الحجج المبينة في التفضيل بين مكة و المدينة (م)
۲۴۸ حديقة الأريب وطريقه الأديب
۲۴۹ الحرز المنيع من القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع = مختصر: القول البديع (م)
۲۵۰ حسن التسبيك في حكم التشبيك
۲۵۱ حسن التعريف في عدم التحليف
۲۵۲ حسن التلخيص لتالي التلخيص
۲۵۳ حسن التعهد في أحاديث التسمية والتشهد
۲۵۴ حسن السمت في الصمت (م)
۲۵۵ حسن السير في ما في الفرس من أسماء الطير
۲۵۶ حسن المقصد في عمل المولد
۲۵۷ حسن النية وبلوغ الأمنية في الخانقاه البيبرسية

۲۵۸ الحصر والإشاعة لأشراط الساعة
۲۵۹ حصول الفوائد بأصول العوائد
۲۶۰ حصول النوال في أحاديث السؤال
۲۶۱ الحظ الوافر من المغنم في استدراك الكافر إذا أسلم
۲۶۲ حقيقة السنة والبدعة أو الأمر بالاتباع والنهي عن الابتداع
۲۶۳ الحكم المشهورة من عائد الحديث من الواحد إلى العشرة
۲۶۴ الحكم الواردة على الأعداد الزائدة
۲۶۵ حلية الأولياء = (طبقات الأولياء)
۲۶۶ الحواشي الصغرى على الروضة [قطف الأزهار]
۲۶۷ الحواشي الكبرى على الروضة [الأزهار الفضة]

حرفِ الخاء

۲۶۸ الخصائص الصغرى [أنموذج اللبيب]
۲۶۹ الخصائص الكبرى [كفاية الطالب اللبيب في خصائص الحبيب في المعجزات والخصائص النبوية]
۲۷۰ خصائص يوم الجمعة (ع)
۲۷۱ الخلاصة في شرح شرائط الشاطبي
۲۷۲ خلاصة طبقات النحاة
۲۷۳ خمائل الزهر في فضائل السور

حرف الدال

۲۹۴ دقائق الوفی

۲۹۵ دقائق الوفية بأخبار الألفية

۲۹۶ دورات الفلكي على ابن الكركي

حرف الذال

۲۹۷ ذكر التشنيع في مسألة التسميع (م)

۲۹۸ ذيل طبقات الحفاظ (م)

۲۹۹ ذيل الجامع الصغير

۳۰۰ ذيل للآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة (م)

۳۰۱ الذيل الممهد على القول المسدد

حرف الراء

۳۰۲ الرتب المنيفة في فضل السلطنة الشريفة

۳۰۳ الرحلة المكية والمدنية - النحلة الزكية في الرحلة المكية

۳۰۴ الرحمة في الطب والحكمة (م)

۳۰۵ رد على البهاء بن النحاس

۳۰۶ رد على الشريف الجرجاني

۳۰۷ رسالة في الأحاديث المسلسلات

۳۰۸ رسالة في أصول الكلمات (م)

۳۰۹ رسالة في تفسير ألفاظ المدونة

۳۱۰ رسالة فی رسم الخط (م)
۳۱۱ رسالة فی ضربی زیدا قائماً
۳۱۲ رسالة فی معرفة الحلی والکنی والأسماء والألقاب (م)
۳۱۳ رسالة فی معنی الحدیث الذی اشتهر علی الألسنة (م)
۳۱۴ رفع الأسی عن النساء
۳۱۵ رفع الحواجب عن الکواکب
۳۱۶ رفع الخصاصة فی شرح الخلاصة
۳۱۷ رفع الشرور دفع اقر الصادرین من عبد البر

حرف الزاء

۳۱۸ الزبدة (اللغة فی النحو) (م)
۳۱۹ زبدة اللبن
۳۲۰ الزبرجد = مختصر حسن المحاضرة
۳۲۱ الزجبل الشاطع فی وطی ذات البراقع
۳۲۱ الزند فی السلم فی قدح الزناد
۳۲۲ زهر الخمائل فی الخصائل (زهر الخمائل علی الشمائل)
۳۲۳ زوائد سنن سعید بن منصور = (لطائف المنن)
۳۲۴ زوائد اللسان علی المیزان
۳۲۵ الزیادات علی کتاب المحاضرات

حرف السين

حرف الشين

۳۴۴ شرح البخاری = (التوشیح علی الجامع الصحیح) (م)

۳۴۵ شرح البدیعیة (الجمع والتفریق بین الأنواع البدیعیة)

۳۴۶ شرح البردہ

۳۴۷ شرح البهجة

۳۴۸ شرح التحفة الوردیة

۳۴۹ شرح التدریب للبلقینی

۳۵۰ شرح تذکرة النفس

۳۵۱ شرح التسهیل

۳۵۲ شرح تصریف العزی

۳۵۳ شرح التنبیه

۳۵۴ شرح تنقیح اللباب لولی الدین بن العراق

۳۵۵ شرح جمع الجوامع [همع الهوامع] (م)

۳۵۶ شرح حدیث أم زرع (م)

۳۵۷ شرح الخلاصة (رفع الخصاصة)

۳۵۸ شرح الرحبیة فی الفرائض

۳۵۹ شرح الروض لابن المقری

۳۶۰ شرح سنن ابن ماجة (م)

۳۶۱ شرح الشاطبیة

۳۶۲ شرح شواهد التلخیص (التخصیص والخصیص)

۳۶۳ شرح ضروری التعریف لابن مالك

۳۶۴ شرح عمدة الأحکام

۳۶۵　شرح القصیدة الکافیة فی التصریف (م)

۳۶۶　شرح الکوکب الوقاد فی أصول الاعتقاد (م)

۳۶۷　شرح لمعة الأشراف فی الاشتقاق للسبکی

۳۶۸　شرح مسند الشافعی

۳۶۹　شرح الملحة

۳۷۰　شرح نظم الاقتراح للعراقی

۳۷۱　شرح النقایة (تمام الدرایة) (م)

۳۷۲　شرح الوسیط للغزالی

۳۷۳　شقائق الأترنج فی دقائق الغنج

۳۷۴　شوارد الفرائد فی الضوابط والقواعد

حرف الصاد

۳۷۵　الصارم الهندی فی عنق ابن الکرکی

حرف الضاد

۳۷۶　ضوء الثریا فی مختصر طلوع الثریا

۳۷۷　ضوء الصباح فی فوائد النکاح

حرف الطاء

۳۷۸　طبقات التابعین

۳۷۹　طبقات الفرضیین

۳۸۰　طبقات الفقهاء الشافعیة

۳۸۱ طبقات المدلسین (م)

۳۸۲ طبقات النحاۃ الکبری

۳۸۳ طبقات النحاۃ الصغری = (بغیۃ الوعاۃ) (م)

۳۸۴ طلوع الثریا باظہار ما کان خفیا

حرف الظاء

۳۸۵ ظل العرش تمهید الفرش فی الخصال الموجبة لظل العرش

حرف العین

۳۸۶ العبرات المسکوبة فی أن استتابة تارك الصلاة منسوبة

۳۸۷ العرف الشذی فی أحکام ذی

۳۸۸ العرف فی معنی الحرف

۳۸۹ العشاریات

۳۹۰ عمدة المحقق فی الرد علی المتعصب

۳۹۱ عمل الیوم واللیلة (م)

۳۹۲ العنبر = [اختصار الروضة مجرد من الخلاف]

۳۹۳ عنوان الدیوان فی أسماء الحیوان

۳۹۴ عین الإصابة فی مختصر أسد الغابة (فی معرفة الصحابة)

حرف الغین

۳۹۵ غلطات الیوم (م)

۲۹۶ الغنیۃ = (مختصر الروضۃ مع زوائد کثیرۃ)

۲۹۷ الغیث المغرق فی تحریم المنطق

۲۹۸ الغیبۃ (م)

حرف الفاء

۳۹۹ الفاشوش فی أحکام قراقوش

۴۰۰ فاکھۃ الصیف وأنیس الضیف (م)

۴۰۱ فائدۃ سورۃ الأنعام

۴۰۲ الفتاح الأکباد فی فقد الأولاد

۴۰۳ الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ إلی الجامع الصغیر (م)

۴۰۴ الفتح المکی فی تراجم البیت السبکی

۴۰۵ فصل الکلام فی ذم الکلام

۴۰۶ فض الوعاء فی رفع الأیدی فی الدعاء (جزء فی رفع الیدین فی الدعاء) (م)

۴۰۷ فلق الصباح (تخریج أحادیث صحاح الجوهری)

۴۰۸ فن الأفراد والغرائب (ضمن الأشباہ والنظائر)

۴۰۹ فن الألغاز والأحاجی (ضمن الأشباہ والنظائر النحویۃ)۔

۴۱۰ فن التدریب فی الجمع والتفریق

۴۱۱ فن فی بناء المسائل بعضھا علی بعض (المقاصد العلیۃ فی القواعد النحویۃ)

۴۱۲ فن المناظرات والمجالسات والمذاكرات والمراجعات والمحاورات والفتاوى والواقعات والمكاتبات (ضمن الاشباه) (م)

۴۱۳ الفوائد المخترقة من بيت طرفة

۴۱۴ فهرست مولفات السيوطى

۴۱۵ فهرست المرويات

۴۱۶ الفيض الجارى فى طرق الحديث العشارى

حرف القاف

۴۱۷ قدح الزند فى السلم فى القند (فى الفقه)

۴۱۸ قطر الدرر على نظم الدرر (شرح الفية الحديث)

۴۱۹ قطف الأزهار المتناثرة فى الأخبار المتواترة (م)

۴۲۰ قطف الزهر فى رحلة شهر

۴۲۱ قطف الوريد من أمالى ابن دريد

۴۲۲ قوت المغتذى على جامع الترمذى (م)

۴۲۳ القول الأشبه فى حديث من عرف نفسه فقد عرف ربه (م)

۴۲۴ القول الفصيح فى تعيين الذبيح

۴۲۵ القول المشيد فى وقف المؤيد

حرف الكاف

٤٢٦ الكافى فى زوائد المهذب على الوافى
٤٢٧ كبت الأقران فى كتب القرآن
٤٢٨ كتاب البرزخ = [شرح الصدور بشرح الموتى والقبور]
٤٢٩ كتاب الصلصلة عن وصف الزلزلة (م)
٤٣٠ كراسة فى مسئلة [ضربي زيداً قائماً]
٤٣١ كشف التلبيس عن قلب أهل التدليس
٤٣٢ كشف الريب عن الجيب
٤٣٣ كشف اللبس عن قضاء الصبح بعد طلوع الشمس
٤٣٤ كشف المغطى فى شرح الموطا
٤٣٥ كفاية الطالب اللبيب فى خصائص الحبيب (الخصائص الكبرى) (م)
٤٣٦ الكلام على أول سورة الفتح
٤٣٧ الكلام فى قوله تعالى (ولو يؤاخذ الله الناس بما كسبوا)
٤٣٨ الكلام عن حديث [احفظ الله يحفظك]
٤٣٩ الكنز المدفون والفلك المشحون (م)
٤٤٠ كنز العميان فى وفيات الأعيان

حرف اللام

٤٤١ لباب النقول فى أسباب النزول (م)

۴۵۸ مختصر النهاية [تقريب الغريب والدر النثير]
۴۵۹ مرقاة الصعود إلى سنن أبي داود (م)
۴۶۰ المسلسل بالأولية
۴۶۱ مسند أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه(م)
۴۶۲ مسند ام المؤمنين عائشة رضي الله تعالى عنها (م)
۴۶۳ مسند على ابن ابي طالب رضي الله تعالى عنه (م)
۴۶۴ مسند عمر بن عبد العزيز بن مروان (م)
۴۶۵ مسند فاطمة الزهراء رضي الله تعالى عنها (م)
۴۶۶ المشنف على ابن المصنف
۴۶۷ مشتهى العقول في منتهى النقول (م)
۴۶۸ مشيخة شمس الدين الباني
۴۶۹ مشيخة المتوكل على الله
۴۷۰ المتجلي في تعدد صور الولي
۴۷۱ المعجزات والخصائص النبوية
۴۷۲ معجم الشيوخ ، المعجم الكبير ، والأوسط ، والصغير
۴۷۳ المعونة في شرح اللؤلؤة المكنونة
۴۷۴ مفتاح التلخيص = نكت على تلخيص المفتاح
۴۷۵ المقامات المجموعة [وهي سبع مقامات] (م)
۴۷۶ الملتقط من الخطط للمقريزي
۴۷۷ المناظرات والمجالسات
۴۷۸ المنى في الكنى

٤٧٩ المنتقى ، معجم شيوخ الصغير

٤٨٠ المنتقى من أحاسن المنن في الخلق الحسن

٤٨١ المنتقى من أسنى المطالب لابن الجزري

٤٨٢ المنتقى من تاريخ ابن عساكر

٤٨٣ المنتقى من تاريخ الخطيب

٤٨٤ المنتقى من تفسير ابن أبي حاتم

٤٨٥ المنتقى من تفسير عبدالرزاق

٤٨٦ المنتقى من تفسير الفريابي

٤٨٧ المنتقى من سنن البيهقي

٤٨٨ المنتقى من سنن سعيد بن منصور

٤٨٩ المنتقى من سيرة ابن سيد الناس

٤٩٠ المنتقى من شعب الإيمان للبيهقي

٤٩١ المنتقى من فضائل القرآن لأبي عبيد

٤٩٢ المنتقى من مسند ابن أبي شيبة

٤٩٣ المنتقى من مسند أبي يعلى

٤٩٤ المنتقى من مسند المسدد

٤٩٥ المنتقى من مشيخة ابن البخاري

٤٩٦ المنتقى من مصنف عبدالرزاق

٤٩٧ المنتقى من معجم ابن قانع

٤٩٨ المنتقى من معجم الدمياطي

٤٩٩ المنتقى من معجم الطبراني

۵۰۰ المنتقی من الوعد والایجاز

۵۰۱ المولدات فی الفقه

حرف النون

۵۰۱ النحلة الزکیة فی الرحلة المکیة

۵۰۲ نزول عیسی بن مریم آخرالزمان (م)

۵۰۳ نشر الزهور علی شرح الشذور

۵۰۴ نصرة الصدیق علی الجاهل الزندیق

۵۰۵ نظام البلور فی اسماء الشعور

۵۰۶ نظم رسالة ربع المقنطرات لعزالدین الوفائی المیقاتی

۵۰۷ النهر لمن برز علی شاطئ النهر

۵۰۸ نورالسمعة فی خصائص یوم الجمعة (م)

۵۰۹ نیل المسجد لسوال المسجد

حرف الهاء

۵۱۰ الهند کی فی عتق ابن الکرکی

حرف الواو

۵۱۱ الورقات فی الفقه

۵۱۲ وصف الذال فی وصف الطلال

۵۱۳ وظائف الیوم واللیلة

۵۱۴ وقع الأسل فیمن جهل ضرب المثل

حـــرف الهمـــــزة :

— أبواب السعادة في أبواب الشهادة (16) .
— اتحاف الفرقة برفو الخرقة (17) .
— اتحاف النبلاء باخبار الثقلاء (18) .
— الاتقان في علوم القرآن (19) .

---

(15) انظر حسن المحاضرة 340/1 .
(16) توجد نسخة منه في دار الكتب الظاهرية بدمشق تحت رقم (6619 عام)
وفي دار الكتب بالقاهرة نسخة تحت رقم 21639 ب
(17) أورده في مؤلفه الحاوي بتمامه .
(18) ذكره بروكلمان في الذيل 192/2 — توجد منه نسخة خطية بخط شرقي في المكتبة الاحمدية بتونس تحت رقم 4767 .
(19) كتاب مطبوع متداول مشهور . كتب عليه الاستاذ أحمد بن الحاج حماه الله المنلاوي الشنقيطي سنة 1193 كتابا سماه « فوائد الاتقان » اطلعت عليه في المتحف الوطني بنواكشوط بموريطانيا وقت اقامتي بها . كما أن للاستاذ عبد الله السالم بن أحمد الحسني كتابا سماه : « نظم في شيء من علوم القرآن » نظمه من الاتقان وهو مخطوط بالمتحف الوطني الموريطاني ، ومعلوم أن مخطوطات المتحف لم يكن لها رقم وقت اطلاعي عليها .

— اتمام النعمة في اختصاص الاسلام بهذه النعمة (20) .
— الاجر الجزل في الغزل (21) .
— الاجوبة الذكية في الالغاز السبكية (22) .
— أسماء المدلسين من رجال الحديث (23) .
— الاساس في مناقب بني العباس (24) .
— اتمام الدراية لقراء النقاية (25)
— الاحتفال بالاطفال (26)
— الارج في الفرج (27)
— اسبال الكساء على النساء (28)
— الاسئلة الوزيرية (ذكره صاحب كشف الظنون في الجزء الاول صفحة 99)

---

20) كشف الظنون 8/1 .
21) كشف الظنون 10/1 .
22) وهي مشتملة على حل ما ألغزه السبكي في سؤاله عن الصداق بأربعة وعشرين بيتا .
23) توجد نسخة منه بمصر بمعهد المخطوطات بالقاهرة تحت رقم (الأزهر 603) وهي في مصطلح الحديث .
24) ذكره بروكلمان في الجزء الثاني صفحة 147 وكذا في الملحق 153/2 . توجد منه في 11 ورقة نسخها محمد أبو السعود بن محمد الخفاجي بمعهد المخطوطات العربية نقلا عن الأزهر تحت رقم (4022 تاريخ) .
25) موجود منه نسخة في خزانة القرويين تحت رقم في 1142 .
26) توجد منه نسخة بدار الكتب المصرية ضمن مجموعة من ورقة 3 إلى 7 تحت رقم 23273 .
27) انظر دار الكتب بالقاهرة رقم 3400 ب ضمن مجموعة من ورقة 34 إلى 51 .
28) توجد نسخة منه في دار الكتب بالقاهرة تحت رقم (20108 ب)

— أسماء المهاجرين (29)
— أربعون حديثا في قواعد من الأحكام الشرعية وفضائل الأعمال والزهد وغير ذلك (30)
— الاقتراح في أصول النحو (31)
— إسعاف المبطأ برجال الموطأ (طبع تنوير الحوالك) .
— إسعاف الطلاب بترتيب الشهاب (32)
— الإسعاف المبطأ برجال الموطأ (33)
— الأشباه والنظائر (34)
— أعذب المناهل في حديث من قال أنا عالم وهو جاهل (35)
— أعراب الحديث — وهو المسمى بعقود الزبرجد على مسند الإمام أحمد (36)

(29 رسالة فى أسماء الذين هجروا بعضهم بعضا من الصحابة ، أولها : سعد بن أبي وقاص ، كان مهاجرا لعمار بن ياسر حتى مات . توجد نسخة منها بدار الكتب المصرية تحت رقم 4364 ج .
(30 نسخة بدار الكتب القاهرة تحت رقم (23037) .
(31 ذكره بروكلمان فى 2 : 194 توجد منه نسخة خطية فى المكتبة الاحمدية بتونس تحت رقم 6770 .
(32 رتب فيه كتاب « شهاب الاخبار فى الحكم والامثال والآداب » من الاحاديث النبوية للقاضي أبي عبد الله محمد بن سلامة بن جعفر بن علي بن حكمون الشافعي المتوفي سنة 454 هجرية .
(33 ذكره حاجي خليفة . كشف الظنون الجزء الاول العمود 85 .
(34 كتاب فى الفقه ــ دار الكتب تحت رقم 26289 ب ، وفى مكتبة المتحف العراقي ببغداد تحت رقم 1639 .
(35 يوجد فى دار الكتب بالقاهرة نسخة تحت رقم 21839 ب وهو ضمن مجموعة من ورقة 7 الى 10 .
(36 مخطوط فى ثلاثة اجزاء فى ثلاثة مجلدات موجوده بدار الكتب بالقاهرة تحت رقم 92 .

- الافصاح فى علم النكاح (36 م)
- الالماع فى الاتباع (37)
- انجاز الوعد المنتقى من طبقات ابن سعد (38)
- انموذج اللبيب فى خصائص الحبيب (39)

حرف الباء :

- البحور الساخرة فى أحوال الآخرة (40)
- البرق الوامض فى شرح يائية ابن الفارض (41)
- بزوغ الهلال فى الخصال الموجبة للظلال (42)

36) انظر الحاشية رقم 398 .

37) ذكره السيوطي في المزهر ج 1 . 414 .

38) انظر كشف الظنون 1099/2 .

39) ذكره بروكلمان في الذيل 181/2 وحاجي خليفة في كشف الظنون 788/1 . توجد نسخة منه بخط شرقي في الخزانة الاحمدية بتونس تحت رقم 4599 كما توجد منه نسختان في دار الكتب بمصر الاولى برقم 23200 ب والثانية برقم 21565 ب . وهذا مختصر لكتاب آخر سيأتي اسمه « القصص الشيوية » ، كما توجد نسخة منه بالمتحف العراقي كتبت بخط نسخي جيد سنة 924 وقوبلت على نسخة كتبت من خط المصنف وقرئت عليه . تحمل هذه النسخة بالمتحف الرقم 3467 .

40) توجد نسخة منه في دار الكتب بمصر تحت رقم 191 23 ب وقد كتبت في 3 محرم سنة 972 هجرية ولا يستبعد ان تكون قوبلت على نسخة المؤلف نفسه لكنها رديئة .

41) توجد نسخة منه في الخزانة الاحمدية بتونس ضمن مجموع من ورقة 35 الى 61 . تكلم عنه بروكلمان في ملحقه ج 464/1 . كما توجد بمعتي ثورته الاولى في الخزانة الملكية بالرباط تحت رقم (د 1593) .

42) توجد نسخة منه بخزانة القرويين بفاس تحت رقم (ق 1521)

— بشرى الكئيب بلقاء الحبيب (43)
— بغيـة الوعـاة (44)
— بلبل الروضة في وصف نيل مصر (45)
— بلوغ المرام في أخبار العصر (46)
— البهجة السنيـة (47)
— البهجة المرضيـة في شرح الالفية (48)

حـرف التـاء :

— تأخير الظلامة الى يوم القيامة (49)
— تاريـخ الخلفاء (50)

(43) أورده سركيس في معجمه . توجد نسخة منه مخطوطة في الرباط (د 1100) وفي القرويين بفاس تحت رقم (في 1011 مجموع) . وفي دار الكتب بمصر تحت رقم 3334 ج وأخرى 21615 ب .
(44) مطبوع متداول مشهور .
(45) ذكره بروكلمان في الذيل 196/2 وحاجي خليفة 251/1 وفي مكتبة الشام في وصف روضة مصر . توجد نسخة منه خطية في المكتبة الأحمدية بتونس ضمن مجموع كتبت بخط شرقي رقم المجموع 6162 توجد هذه الرسالة فيه بين الورقة 28 الى 32 .
(46) توجد نسخة خطية منه في خزانة القرويين بفاس تحت رقم (1011 ق ا) .
(47) مؤلف في أسماء خير الخليقة ، سيكتب عليه حلولا لما يعد لمسميه « الرياض الانيقة في شرح اسماء خير الخليقة » ستذكره في الراء .
(48) هذا كتاب مطبوع الآن توجد منه نسختان مخطوطتان في المتحف العراقي الاولى تحت رقم 305 والثانية تحت رقم 3283 . الله ابراهيم البغدادي بن مصطفى الموصلي حاشية على البهجة المرضية ، توجد نسخة من حاشيته العالمية في دار الكتب بمصر تحت رقم (483 هـ) وتسمى كذلك « النهجة المرضية » . كما ترك لنا محمد بن ابراهيم بن حسين الاحسائي الشهير بالحكيم المتوفى سنة 1083 هـ (1672 م) حاشية على البهجة ، توجد نسخة من هذه الحاشية في مكتبة المتحف العراقي تحت رقم 2784 .
(49) مخطوط من اربع أوراق موجود بدار الكتب بمصر ضمن مجموعة رقمها 22729 ب .
(50) توجد منه بخزانة الرباط ثلاث نسخ 532 د و 1062 د و 901 د .

- التثبيت عند التبييت (51)
- تحرير شرح الاعمى والبصير (52)
- تحفة الكرام في خبر الاهرام (53)
- تحفة المجتهدين في أسماء المجددين (54)
- التعظيم والمنة في أن أبوي النبي صلى الله عليه وسلم في جنـــــة (55)
- تعليق على سنن النسائي (56)

143) يوجد منه جزآن مخطوطان في دار الكتب المصرية بالقاهرة : الأول والرابع الأول برقم 25770 ب ، والرابع بنفس الرقم .
144) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 995 .
145) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 995 .
146) المصدر السابق ــ العمود 996 .
147) المصدر السابق ، العمود 999 .
148) رسالة في من الحديث . توجد نسخة من هذه الرسالة في معهد المخطوطات التابع للجامعة العربية مصورة عن دار الكتب المصرية تحت رقم 1517 حديث ، نسخها ناسخ من القرن الثالث عشر بخط معتاد وتقع الرسالة في 16 ورقة مسطرتها 15 سطراً .
149) توجد نسخة منه في مجموعة من ورقة 5 إلى 16 بدار الكتب المصرية مكتوبة بقلم معتاد مع ... كاتبها في 25 شوال 1309 هـ ومسطرتها 27 سطراً ورقمها بالدار 20599 ب .
150) ذكره في فهرسته .
151) توجد نسخة خطية من هذا الكتاب في المتحف البريطاني بمدينة تحت رقم 5252 وعدد 223 لوحة ، ذكره حاجي خليفة في موضعين في كشف الظنون ، ذكره أولاً في الجزء الأول العمود 152 وذكره ثانياً في الجزء الثاني العمود 1017 .
152) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1019 .

حــــرف الشــــــين :

— الشافي العي في مسند الشافعي (153)
— شد الأثواب في سد الأبواب (154)
— شد الرحال في ضبط الرجال (155)
— شد العطية للفضل بين عثمان ومعاوية (156)
— شرف الإضافة في منصب الخلافة (157)
— شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور (158)
— شـــرح الصلة والعيلة (159)
— شرح الاستعاذة والبسملة (160)
— شرح الأحاديث الأربعين (161)

153) هناك كتابان وضعا لشرح مسند الشافعي (توفي سنة 204) يتقصد منهما كثيرا ، الاول شرح العلامة ابي السعادات المبارك بن محمد المعروف بابن الاثير الجزري (توفي سنة 606) المسمى «الشافي في شرح مسند الشافعي» والثاني كتاب السيوطي الذي بين يدينا ، ويسمى «الشافي (بالتعريف) العي على (عوض في شرح) مسند الشافعي» .

154) نقله الامام السيوطي برمته في «الحاوي» ، فانظره هناك .

155) في فن الحديث ، انظر موضعه .

156) ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون الجزء الثاني العمود 1028 .

157) المصدر اعلاه ، العمود 1042 .

158) انظر كشف الظنون الجزء الثاني العمود 1042 .

159) اول تأليفه سنة 866 .

160) الفه سنة 866 ايضا ، انظر كشف الظنون الجزء الثاني العمود 1031

161) كشف الظنون الجزء الثاني العمود 1036 .

- شرح عقود الجمان (162)
- شرح الشواهد (163)
- شرح ألفية السيوطي (164)
- شرح الكوكب الساطع (165)
- شرح نظم جمع الجوامع (166) في نظم جمع الجوامع
- شرح الصدور بشرح حال القبور (167)
- شعلة نار (168)
- شفاء العليل في ذم الصاحب والخليل (169)
- الشمعة المضيئة في علم العربية (170)

(171 مختصر الكتاب المنتقم ، شفاء المطبق ...
(172 ذكره حاجي خليفة في الكشف الجزء الثاني العمود 1059 .
(173 كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1066 .
(174 مخطوط بمكتبة المتحف العراقي تحت رقم 3464 -
(175 مخطوط الخزانة العامة بالرباط تحت رقم ك 1735 .
(176 ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1083 .
(177 ذكره العلامة السيوطي في فهرس مؤلفاته .
(178 انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1086 -
(179 ذكره الشيخ عبد الرحمن السيوطي في فهرسته .

- ضوء الشمعة في عدد الجمعة (180)
- ضوء الصباح في لغات النكاح (181)

حرف الطاء :

- الطراز اللازوردي (182)
- الطب النبوي (183)
- الطرثوث في فوائد البرغوث (184)
- طرح السقط في نظم اللقط (185)
- طرز العمامة في التفرقة بين المقامة والقمامة (186)
- الطليعة الشمسية في تبيين الجنسية من شرط البيبرسية (187 م)
- طوق الحمامة (187)
- طي اللسان عن ذم الطيلسان (188)

---

180) مثلها في « الحاوي » برمتها .
181) رسالة في علم الثانة ، حاجي خليفة ج 1069/2 .
182) اسمه الكامل هو : الطراز اللازوردي في حواشي الجاربردي ، وهي على الشافيــة .
183) مرتب على ثلاثة فنون من قواعد الطب من الأدوية والأغذية — علاج الأمراض
184) توجد نسخة منه في الاسكوريال بخط مشرقي جميل .
185) وهو في خصائص النبي صلى الله عليه وسلم — وهو في فن الحديث .
186) كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1110 .
187 م) رسالة في فن الفقه ، ذكرها في فهرست مؤلفاته .
187) رسالة تشتمل على مقدمة وبابين وخاتمة .
188) انظر كشف الظنون ج 1119/2

الطبقــــــات

- المفسرين (189)
- البيانيين (190)
- الحفاظ (ذيل) (191)
- الأصوليين (192)
- المنطقيين (193)
- المعمر . (194)
- الكتاب (195)

حرف الظاء :

- الظفر بقلم الظفر (196)

حرف العين :

- العجاجة الزرنبية في السلالة الزينبية (197)
- العجائب في تفضيل المشارق على المغارب (198)

(189 طبع سنة 1839 باشراف المستشرق Henrico Engelino Welters
(190 انظر كشف الظنون ج 1096/2
(191 على الاصل الذي يسمى « طبقات الحفاظ » او « تذكرة الحفاظ » لابي عبد شمس الدين محمد بن احمد الذهبي .
(192 كشف الظنون ، الجزء الثاني 1096 .
(193 انظر : هدية العارفين ، الجزء الثاني ، العمود 540 .
(194 جمع فيه الذين يحتج بكلامهم من شعراء العرب .
(195 انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1106 .
(196 هدية العارفين العمود 540 .
(197 اوردها بكاملها في حاويه .
(198 انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1127 .

ــ العذب السلسل في تصحيح الخلاف المرسل (199)

ــ العرف الوردي في أخبار المهدي (200)

ــ عقود الجمان في المعاني والبيان (201)

ــ عقود الزبرجد على مسند الامام أحمد (202)

ــ عين الاصابة فيما استدركته عائشة على الصحابة (203)

ــ العناية في مختصر الكفاية (204)

حرف الغين :

ــ غاية الاحسان في خلق الانسان (205)

ــ غرس الانشاب في الرمي بالنشاب (206)

(65 كتاب مصور ، أرقام النسخ المخطوطة في الخزانة العامة بالرباط ، ك 1564 ك 1935 ، ك 1958 .

(66 كتاب مشهور ، نسخه المخطوطه كثيرة ومنها ك 1980 بالخزانة العامة بالرباط

(67 معروفة متداولة — انظر النسخة المخطوطة منه في الخزانة العامة بالرباط رقم ك 2030

(69 توجد نسخة مخطوطة من هذه الرسالة في الخزانة العامة بالرباط تحت رقم ك 2234 .

(70 نسخة خطية من حاشية محمد بن ابراهيم بن حسين الحسيني الشهير بالحيثم المغربي سنة 1083 هـ — 1672 على شرح الفية السيوطي رقمها في الخزانة العامة 2784 .

(81 كتاب معروف ، الاسم هنا هو « المختصر الحاوي » الذي توجد نسخه في الخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 1601 مكتوبة بخط مصري جميل الا انني لم أعثر على المؤلف .

(82 توجد نسختان خطيتان من هذا المؤلف بدار الكتب المصرية تحت الرقمين 20146 ب و 27867 ب

— حل عقود الجمان في المعاني والبيان (83)

حـــرف الخـــاء :

— خادم النعـل الشريف (84)
— الخبر الدال على وجود القطب والاوتاد والنجباء (85)
— الخصائص النبوية (86)

حـــرف الـــدال :

— الدرج المنيفة في الآباء الشريفة (87)
— الدر المنثور في التفسير بالمأثور (88)
— الدرر المنتثرة في الاحاديث المشتهرة (89)
— الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج (90)
— ديوان السيوطي (كشف الظنون 1 - 793)

83: وهي شرح القصيدة التي نظمها السيوطي في تلخيص المفتاح وسماها «الجمان».

84: ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون، الجزء الاول، العمود 298 -

85: انظر كشف الظنون، الجزء الاول، العمود 700.

86: ذكره بروكلمان في الجزء الثاني صفحة 146 وفي ملحقه القسم الثاني صفحة 181 - توجد نسخة منه بمكتبة الاوقاف بطرابلس الغرب، بليبيا تحت رقم 23-

87: توجد نسخة من هذه الرسالة في دار الكتب المصرية تحت رقم 23240 ب.

88: في دار الكتب من هذا الكتاب المجلد الاول تحت رقم 245 21 ب ونسخة اخرى لنفس المجلد تحت رقم 569 23 ب.

89: انظر ذيل بروكلمان ج 2، صفحة 185، وكذا سركيس ص 1079.

90: مخطوط بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم ك 2776

- ديوان الخطب (91)
- ديوان الحيوان (92)
- الدر المنتظم في الاسم الاعظم (93)

حـــرف الـــــذال :

- الذراري في أبناء السراري (94)
- ذم زيارة الأمــراء (95)
- ذم زيــارة القضـــاة (96)

(91 ذكره في الفهرست — انظر كشف الظنون الجزء الاول ، العمود 783 .
(92 هذا مختصر لحياة الحيوان لكمال الدين الدميري المتوفى سنة 808
يقول السيوطي في قوله : « هذا تأليف لطيف اختصرت فيه كتاب حياة الحيوان حذفت من حشوه كثيرا وعوضت منه امرين احدهما زيادة فائدة في الحيوان الذي ذكره ، لغوية او شرعية او ادبية والثاني ذكر ما فاته من الحيوان مستنبطا لذلك من كتب اللغة الحافلة متدي كالغريب المصنف لابي عبيد والجمهرة لابن دريد وديوان الادب للفارابي والصحاح للجوهري والمجمل لابن فارس ومختصر العين للزبيدي والقاموس للفيروزابادي وكتاب الطير للنضر بن شميل وكتاب الطير لابي حاتم وغير ذلك وسميته « ديوان الحيوان » ويمتاز بالقسم الذي ذكره الدميري مزوجا بزيادات مميزة في اولها « قلت » وفي آخرها « انتهى » وذيلت بالقسم الثاني وهو الحيوانات التي زدتها مسرودة على حدتها ، مرتبة على حروف المعجم مقيدة بخط واسم لتكون كتابا على حدة يكتبه من اراد الاقتصار على كتابته من عنده الاصل » يسمى ديوان الحيوان » توجد نسخة بخط معتاد واضح جيد تمت كتابتها سنة 977 هـ في 246 ورقة ومسطرتها 29 سطرا وهي مسجلة في دار الكتب المصرية تحت رقم 265 طبيعية .

(93 نسخة مخطوطة منه في دار الكتب القاهرية .

(94 ذكره صاحب « الطراز المنقوش » .

(95 انظر حاجي خليفة — كشف الظنون — الجزء الاول ، العمود 827 .

(96 كشف الظنون ، الجزء الاول ، العمود 827 .

— ذم المكس (97)

— ذم الرشا (98)

— الذوق السليم وضد ذلك الاسلوب الذوق السليم (99)

— ذيل الحيوان (100)

حرف الراء :

— ربيع الربيعين فيمن عاش من الصحابة مائة وعشرين (101)

— الرحلة الفيومية و المكية والدمياطية (102)

— الرد على من أخلد الى الارض وجهل ان الاجتهاد في كل عصر فرض (103)

— رفع التعسف عن اخوة يوسف (104)

— رفع الخدر عن قطع السدر (105)

(97 نفس المكان بالمصدر اعلاه .

(98 ذكره في فهرسته ، وهو من النوادر ، انظر كشف الظنون الجزء الاول العمود 628 .

(99 توجد من هذا الكتاب نسخة خطية مكتوبة بقلم معتاد ومسطرتها 19 سطرا ضمن مجموعة من ورقة 44 الى 55 مقياسها 15 x 21 توجد بدار الكتب المصرية تحت رقم 487 3 ج .

(100 انظر الحاشية رقم 92 السابقة .

(101 اختصره من كتاب الحافظ ابي زكريا ابن منده رحمه الله ، [illegible] مائة وعشرين . انظر فهرس مخطوطات دار الكتب الظاهرية الذي وضعه السيد محمد ناصر الدين الالباني سنة 1390 ـ 1970 . رقم المخطوط في المكتبة الظاهرية 9016 عام .

(102

(103 انظر كشف الظنون الجزء الاول ، العمود 839 .

(104 ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الاول ، العمود 909 .

(105 في فن الحديث ، انظر فهرسته .

- رفع السنة في نصب الزنة (106)
- رفع شأن الحبشان (107)
- رفع الباس عن ابن عباس (108)
- رفع الباس وكشف الالتباس في ضرب المثل من القرآن والاقتباس (109)
- رفع الصوت بذبح الموت (110)
- رفع منار الدين وهدم بناء المفسدين (111)
- رسالة في أسماء المدلسين (112)
- رسالة في الحمى واقسامها (113)
- رسالة في دم (114) المتحلق
- رسالة في الصلاة على النبي عليه السلام (115)
- رسالة في صلاة الضحى (115)

---

17) توجد نسخة منها بدار الكتب المصرية برقم 3199 ج ضمن مجموعة مسن ورقة 78 — 81 . وهي بالخط الاجوبة المسجمة التي اجاب بها جلال الدين السيوطي عن الاجوبة التي وسمت عليه .

18) اورد بروكلمان هذه الرسالة في ملحقه الجزء الثاني في الصفحة 195 وقد اوردها 268 كما ذكرها سركيس في معجمه ص 1074 . وتوجد نسخة منها مخطوطة في الخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 587 في مجموع من ورقة 13 ب الى 16 ب

19) توجد من هذه الرسالة نسخة مكتوبة بخطوط مختلفة في دار الكتب المصرية تحت رقم 22 965 ب .

20) توجد نسخة منها مخطوطة بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 597 في مجموع من ورقة 161 الى 150 اتقابلها 140 و 190 .

21) هذه رسالة في الكنايات ، وهي في الحصى والمشيء ، عنايا كل اسم وسط ايلته ويردا بالفاظ مسجعة .

22) ذكر هذه الرسالة في فهرسه — انظر كشف الظنون — الجزء الاول العمود 965

23) انظر كشف الظنون لحاجي خليفة ، الجزء الاول ، صفحة 916 .

24) ذكرها حاجي خليفة في الجزء الاول من كشفه ، العمود 918 .

25) رسالة في فن الحديث ، انظر الكشف الجزء الاول ، العمود 916

— رياض الطالبين في التعوذ والبسملة (126)

— الروض المكلل والورد المعلل (127)

— الرياض الانيقة في شرح اسماء خير الخليقة (128)

حـرف الـزاي :

— زاد المسير في فهرس الصغير (129)

— زبـدة اللبـن (130)

— الزبرجـدة (131)

— الزجـر بالهجـر (132)

— الزند الوري في الجواب عن السؤال الاسكندري (133)

199) هدية العارفين ، الجزء الثاني ، العمود 540 .
200) كشف الظنون ج 2 ، العمود 1132 .
201) وضع الأستاذ عبد القادر بن محمد بن سالم المجلسي المتوفى سنة 1337 شرحا على هذا الكتاب يوجد مخطوطا بالمتحف الوطني بنواكشوط .
كما وضع عليه شرحا آخر الأستاذ محمد يحيى بن سليم البرتيلي المتوفى سنة 1354 هـ سماه « أنوار الجنان ومفاتح الأسنان على عقود الجمان في علم المعاني والبديع والبيان » يوجد أيضا بالمتحف الوطني بنواكشوط وله نظم عليه وللسيد محمد يحيى الولاتي المتوفى سنة 1330 هجرية شرح سماه « مرتع الجنان على شرح عقود الجنان » لجزء السيد المرواني أحمد الداودي الجعفري الولاتي المتوفى سنة 1368 هجرية - وعليه تعليق ذات الجزء السيد الشريف بن سيدنا أحمد بن مبارك المجلسي المتوفى سنة 1340 هجرية . توجد جميع هذه المؤلفات بالمتحف الوطني بنواكشوط عاصمة موريطانيا .
202) كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1156 .
203) هدية العارفين ، الجزء الثاني 540 .
204) المصدر السابق ، الجزء الثاني ، العمود 540 .
205) كتاب لم أظفر به ، يذكر المؤلف ، ويحتمل أن يكون السيوطي ، قد جمع فيه كتب خلق الإنسان للثعالبي ولأبي محمد ثابت والزجاج ولأبي القاسم عمر بن محمد العماني ومحمد بن حبيب .
206) رسالة في فن الحديث مذكورة في فهرس مؤلفاته .

حرف الفاء :

- الفارق بين المصنف والسارق (207)
- الفتيت في حلاوة الأسانيد (208)
- الفتاش على القشاش (209)
- فتح الجليل للعبد الذليل (210)
- فتح الحي القيوم بشرح روضة الفهوم (211)
- فتح القريب في حواشي مغني اللبيب (212)
- فتح المطلب المبرور وبرد الكبد المحرور في الجواب عن الأسئلة الواردة من التكرور (213)
- فتح المغالق من أنت طالق (214)

- 207) القيه تاليف رجل استعار منه كتابه الخصائص وساق الالفاظ في تاليفه وادعى انه له وهو مخاياته ... هكذا ذكره حاجي خليفة . الكشف ، الجزء الثاني ، العمود 1215 .
- 208) رسالة ذكرها حاجي خليفة ، الكشف ، الجزء الثاني ، العمود 1217 .
- 209) رسالة ذكر فيها من روى الاحاديث الموضوعة من اهل زمانه . ومعلوم ان للسيوطي كتابا في الاحاديث الموضوعة من طرف القصاص سماه « تحذير الخواص من اكاذيب القصاص » فلنظره في مكانه .
- 210) رسالة في الانواع البديعية المستخرجة من قوله تعالى « الله ولي الذين آمنوا »
- 211) وهي نظم « الكفاية » الأني في الذين .
- 212) ذكره حاجي خليفة مرتين في كشفه ، ذكره اولا في الجزء الثاني ، العمود 1234 ، وذكره ثانية في هذا الجزء العمود 1235 .
- 213) كشف الظنون الجزء 1232/2
- 214) نفس المصدر ، العمود 1235 .
- 215) ذكره السيوطي في فهرس مؤلفاته

- الفريدة (216)
- الفرج القريب (215)
- فصل الخطاب في قتل الكلاب (217)
- فصل الخطاب في حكم السلام (218)
- فجر الثمد في اعراب أكمل الحمد (219)
- فجر الدياجي في الاحاجي (220)
- فضائل يوم الجمعة (221)
- فضائل الجلد عند فقد الولد (222)
- الفضل العميم في اقطاع تميم (223)
- فضل القيام بالسلطنة (224)

---

216) هذا كتاب آخر في علم اللغة انظر الكشف ج 2 ص 1259 ، شرحها محمد بن المختار الاعمش العلوي بكتاب سماه « الفتح المهيمن في شرح الفريدة » توفي هذا المؤلف سنة 1107 هجرية - والكتاب مخطوط بالمكتبة الوطنية بنواكشوط بموريطانيا ، كما شرح الفريدة مؤلف موريطاني آخر بكتاب سماه « المواهب التليدة في حل الفاظ الفريدة » يسمى هذا المؤلف المرواني ابن العبد الداودي الجملي الولاتي توفي سنة 1368 هجرية والكتاب ما زال مخطوطا بالمتحف الوطني بنواكشوط بموريطانيا . لقد اطلعت على المخطوطين في عين المكان ، فلم أجد بهما رقما .

217) ذكرها حاجي خليفة ـ كشف الظنون — ج 2 / 1260

218) المصدر اعلاه ، العمود 1261 .

219) وهي رسالة في فن التعبير ، ذكرها السيوطي في فهرس مؤلفاته .

220) انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1241 .

221) انظر « اللمعة » الآتية الذكر .

222) رسالة ملأها بالاحاديث والآثار والنكت والحكايات .

223) رسالة في فن الحديث ، ذكرها السيوطي في فهرس مؤلفاته .

224) كشف الظنون ج 2 العمود 1279 .

— نظام اللسد ، اسماء الاسد (225)

— الفلك الدوار ، تفضيل الليل على النهار (226)

— الفلك المشحون في أنواع الفنون (227)

— الفوائد البارزة والكامنة في النعم الظاهرة والباطنة (228)

— الفوائد الكامنة في ايمان السيد آمنة (229)

— الفوائد المتكاثرة في الأخبار المتواترة (230)

— الفوائد المستارة في صلاة الجنازة (231)

— الفوز العظيم بلقاء الكريم (232)

— فضائل الشام (233)

حــــرف القــــــاف :

— القذاذة في تحقيق محل الاستعاذة (234)

— التصـ[illegible] (235)

225) المصدر أعلاه، العمود 1260.
226) كشف الظنون، الجزء الثاني، العمود 1291.
227) قال عنه في فهرس مؤلفاته انه في خمسين مجلدا.
228) رسالة متعلقة بتفسير قوله تعالى: «وأسبغ عليكم نعمه ظاهرة وباطنة».
229) كشف الظنون ج 2 ع 1301.
231) أورد السيوطي هذه الرسالة بنصها في «الحاوي للفتاوي».
230) أورد فيه ما رواه من الصحابة عشرة فصاعدا، ثم جرد مقاصده في كتاب ذكرناه سابقا هو «الأزهار المتناثرة».
232) انظر كشف الظنون، الجزء الثاني، العمود 1303.
233) توجد نسخة منه خطية بمكتبة جامعة برنستون تحت رقم 251.
234) رسالة في فن الفقه، ذكرها بأكملها في الحاوي.
235) كتب شرح به السيوطي «القصيدة الكافية» في النحو، قال عنه: «أمليته في ثلاثة مجالس آخرها سابع عشر محرم سنة 884 هجرية».

— قطر الندا في ورود الهمزة للندا (236)

— قطع الدابر من الفلك الدائر (237)

— قطع المجادلة عند تغيير المعاملة (238)

— قطع الزند في السلم في القند (239)

— قطف الأزهار في كشف الأسرار (240)

— قطف الثمر في موافقات عمر (241)

— قطف الزهر في الرحلة الجامعة بين البر والبحر (242)

— قلائد الفوائد (243)

— قمع المعارض في نصرة ابن الفارض (244)

— القول الجلي في أحاديث الولي (245)

— القول الحسن في الذب عن السنن (246)

236) انظر كشف الظنون الجزء الثاني ، العمود 1351 .
237) المصدر السابق ، العمود 1352 .
238) أورده السيوطي في حاويه بتمامه .
239) انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1352 .
240) كتاب وضعه جلال الدين السيوطي في متشابه القرآن وصل فيه الى آخر سورة براءة .
241) أرجوزة في فن الحديث مذكورة في الفهرست .
242) يذكر في هذه الرسالة الفوائد التي وجدها في رحلته الى دمياط .
243) قال عنها السيوطي رحمه الله : « انتقيتها من نظمي مما أودعته نكتة علمية أو مسألة حكمية أو نادرة مما يشتهي كل ذي نفس أبية ورتبتها على حروف التقفيـة .
244) كشف الظنون الجزء الثاني ، عمود 1356 .
245) أو « القول الجلي في تطوير الولي » الكشف ج 2 ، عمود 1363 .
246) كشف الظنون ج 2 - 1363 .

— القول المشرق في تحريم الاشتغال بالمنطق (247)

— القول المضي في الحنث المضي (248)

— القول البديع في مدح النبي الشفيع (249)

حـرف الكـاف :

— الكاوي في تاريخ السخاوي (250)

— كتاب المتوكلي (251) ويعرف فقط بـ « المتوكلي » كشف ج 2 — 158 .

— الكر على عبد البر (252)

— كشف الصلصلة عن وصف الزلزلة (253)

— كشف الضبابة في مسألة الاستنابة (254)

— كشف الطامة عن الدعاء بالمغفرة العامة (255)

1247 نفس المصدر ، العمود 1365 .
1248 وردت هذه الرسالة في الحاوي بكاملها .
1249 هي شرح لبديعية التي عارض بها بديعية تقي الدين ابي بكر ابن حجة الحموي في التورية باسم النوع البديعي ، توجد نسخة منه خطية بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم د 587 في مجموع من ورقة 1 الى 13 .
1250 محلية من مقامات السيوطي .
1251 شبيه بـ « المحتب » الذي يمنا ، نقل منه الدكتور صبحي الصالح ، وقد رجعنا الى نسخة الصديق الكريم الاستاذ احمد عبيد ، احد اصحاب المكتبة العربية بدمشق ويرمز لها بـ « الدركلي » لان السيوطي سماها بهذا الاسم في المقدمة (دراسات في فقه اللغة صفحة 368) وقد أورده حاجي خليفة خطا في باب الكاف ، أورده في الميم منبها على ذلك .
1252 رسالة في النحو ، ذكرها السيوطي في فهرست مؤلفاته .
1253 نشره الدكتور السعداني ، وله الى الترشية صديقي سعيد النجار ، طبع بالرباط سنة 1973 .
1254 ذكره حاجي خليفة في كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1491 .
1255 المصدر السابق ، العمود 1491 .

- كشف المغي في فضل المصى (256)
- الكشف عن مجاوزة هذه الامة الالف (257)
- كشف النمة عن الضمة (258)
- كشف اللبس في حديث رد الشمس (259)
- كشف النقاب عن الالقاب (260)
- الكلم الطيب والقول المختار في المأثور من الدعوات والأذكار (261)
- كنز العمال في سنن الاقوال والافعال (262)
- كنه المراد في بيان بانت سعاد (263)
- كوكب الروضة (264)
- الكوكب المنير في شرح جامع الكبير (265)

(256 انظر فهرست مؤلفاته .
(257 يوجد هذا الكتاب مخطوطا بالخزانة العامة بالرباط في مجموع من ورقة 1 ب الى 7 أ مسطرته 21 + مقياسه 155 / 210 - رقمه بالخزانة م د 1241 ذكره بروكلمان في تاريخه ج 2 / 135 / 151 وهو مكتوب بخط مغربي لا بأس به .
(258 انظر فهرس مؤلفاته .
(259 وهو في فن الحديث — انظر فهرسته .
(260 كشف الظنون ج / 1496 .
(261 تم تأليفه في شعبان 874 هجرية .
(262 انظر كشف الظنون ج 2 / 1516 .
(263 ذكره بروكلمان في الذيل 1 / 63 - توجد نسخة منه مخطوطة في المكتبة الأحمدية بتونس تحت رقم 4473 نسخها محمد بن علي الشريف سنة 1191 بخط مغربي .
(264 توجد نسخة منه مخطوطة بمكتبة ياسين الخالدي بالقدس تحت رقم 292 تاريخ كتبها عبد السلام بن عمر بن جمال الدين الشافعي في 30 ورقة أتم تأليفه السيوطي في جمادي الآخرى سنة 695 هجرية .
(265 كشف الظنون ، الجزء الثاني ؛ العمود 1523 .

— الكوكب الساطع (266) في نظم جمع الجوامع .

حـــرف الـــــــلام :

— اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة (267)
— اللآلي المكللة في تفضيل الغزاة على المفضلة (268)
— لباب النقول فيما وقع في القرآن من المعرب المنقول (269)
— اللبيب في خصائص الحبيب (270)
— لبس اليلب في الجواب عن ايراد أهل حلب (271)

---

272) يدور موضوعه حول مسألة الرؤيا للنساء، ولا شك في هذا المتن الكتاب الذي ذكرناه قبل، وهو: «اسبال الكساء» الذي لخصه في كتاب آخر سماه «تلميح الأنس».

273) في فن الحديث ذكره في فهرست مؤلفاته.

274) في فن الحديث أيضا رتب فيه الأحاديث على حروف المعجم بالنظر الى أول الحديث.

275) وهو في فن الحديث أيضا.

276) كشف الظنون ج 2، العمود 1564.

277) أورد السيوطي هذه الرسالة بتمامها في حاويه.

278) انظر كشف الظنون ج 1565/2.

279) هذا الكتاب لخص به جلال الدين السيوطي المؤلف المسمى «آكام المرجان في أحكام الجان» للقاضي بدر الدين الشبلي، سمى السيوطي هذا التلخيص الذي اتخذه «لقط المرجان في أحكام الجان»، توجد نسخة منه خطية بالخزانة العامة بالرباط تحت رقم ك 1886 - وهي مخطوطة بخط مغربي جله مشكول.

280) كشف الظنون، الجزء الثاني، العمود 1564.

- اللمعة في خصائص يوم الجمعة (281)
- اللوامع المشرقة في ذم الوحدة المطلقة (282)
- اللوامع والبوارق في الجوامع والفوارق (283)

حرف الميم:

- ما رواه السادة في الاتكاء على الوسادة (284)
- المآخذ لمسائل الزاهد (285)
- المباحث الزكية في المسألة الدوركية (286)
- مباسم الملاح، ومباسم الصباح (286)
- ما رواه الأساطين في عدم الدخول على السلاطين (287)
- ما رواه الواعون في أخبار الطاعون (288)
- مبهمات القرآن (289)

(281) قال السيوطي متحدثا عن هذه الرسالة : " ذكر ابن القيم في كتاب الهدي ليوم الجمعة خصوصيات بضعا وعشرين ، وفاته أضعاف ما ذكره فرأيت استيعابها " .

(282) هذه رسالة في فن الكلام كما أخبر بذلك السيوطي .

(283) كشف الظنون الجزء الثاني ، العمود 1569 .

(284) مشكوك في نسبته للسيوطي .

(285) مختصر على مقدمة أحكام الجن للامام الزاهد شهاب الدين احمد بن عربية الحنفي .

(286) يتعلق بالوقف على أولاد الأولاد .

(286م) كتاب المختصر في المؤلف الذي سنذكر في الحاشية رقم 398 .

(287) أو " ما رواه الأساطين في عدم المجيء الى السلاطين " .

(288) اختصر فيه كتاب ابن حجر المعروف بـ " بذل الماعون " .

(289) استفاد السيوطي في تأليف لهذا الكتاب من ثلاثة كتب بنفس العنوان هي للسهيلي وابن عساكر والشمس بن عدلان ابن جماعة .

- المثابة في آثار الصحابة (290)
- مجمع البحرين ومطلع البدرين (291)
- المحاضرات والمحاورات (292)
- مراصد الاطلاع على أسماء الأمكنة والبقاع (مختصر) (293)
- مراصد المطالع في تناسب المقاطع والمطالع (294)
- المرد في كراهية السؤال والرد (295)
- المصدرج الى المدرج (296)
- المرقاة العلية في شرح الأسماء النبوية (297)
- مرد النسيم الى ابن عبد الكريم (298)
- المزدهي في روضة المشتهي (299)
- المزهر في علوم اللغة وأنواعها (300)
- المسارعة الى المصارعة (301)

290) رسالة في فن الحديث، ذكرها في فهرس مؤلفاته.
291) شرح به التفسير الجامع الـــسي « تحرير الرواية وتقرير الدراية ».
292) ذكره في فهرسه وهو فن الادب.
293) هذا مختصر لكتاب « معجم البلدان ».
294) ألفه في مناسبة مواقع السور وخواتمها.
295) مؤلف في فن الحديث أيضا.
296) رسالة في فن الحديث.
297) انظر كشف الظنون الجزء الثاني العمود 1657.
298) ذكره السيوطي في الفقه.
299) ذكره السيوطي في فهرست مؤلفاته من النوادر.
300) كتاب مشهور للسيوطي شرحه وصححه وضبطه وعنون موضوعاته وعلق حواشيه محمد احمد جاد المولى ومحمد أبو الفضل ابراهيم وعلي محمد البجاوي.
301) رسالة ذكرها السيوطي في فهرست مؤلفاته في فن الحديث.

— مسالك الحنفا في والدي المصطفى (302)

— مسامرة الشموع في ضوء الشموع (303)

— المستطرفة في أحكام دخول الحشفة (304)

— المستظرف في أخبار الجواري (305)

— المسلسلات الكبرى (306)

— مسند الصحابة الذين ماتوا في زمن النبي صلى الله عليه وسلم (307)

— المصاعد العلية في القواعد النحوية (308)

— المصابيح في صلاة التراويح (309)

— مصباح الزجاجة في سنن ابن ماجة (310)

— مطلع البدرين فيمن يؤتى أجره مرتين (311)

302) رسالة أوردها في حاويه ثانيا .

303) رسالة ذكر فيها جوابا عن سؤال : هل أوتر النبي صلى الله عليه وسلم التسع ؟

304) أشار إليه السيوطي في فهرست مؤلفاته .

305) توجد نسخة خطية من هذا الكتاب في المكتبة الأحمدية بتونس مكتوبة بخط مشرقي محفوظة فيها في مجموع من ورقة 117 الى 132 مسطرتها 23 ، مقياسها 18 بر 15 .

306) رسالة في فن الحديث ، جمع فيها خمسة وثمانين حديثا

307) ذكر السيوطي هذه الرسالة في فهرست مؤلفاته .

308) رسالة في علم اللغة انظر هدية العارفين لإسماعيل باشا البغدادي ج 2/ 542 .

309) كشف الظنون ج 2 ، العمود 1702 .

310) انظر كشف الظنون ج 2 ، العمود 1706 .

311) جمع فيه كل ما يتعلق بهذه القصبة ونظمه في أبيات .

— المطالع السعيدة (312)

— المضبوط في أخبار أسيوط (313)

— المعاني الدقيقة في ادراك الحقيقة (314)

— معترك الأقران في إعجاز القرآن (315)

— المقتبس في تقرير عبارة المختصر (316)

— المنجلي في تطور الولي (317)

— مفاتيح الغيب (318)

— مفتاح الجنة في الاعتصام بالسنة (319)

— مفحمات الأقران في مبهمات القرآن (320)

(312 اسمه الكامل : المطالع السعيدة في شرح الفريدة ، انظر هدية العارفين الجزء الثاني ، العمود 542 آخره .

(313 في فن التاريخ ، كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1712

(314 قال السيوطي عن هذه الرسالة : « هذه رسالة مهمة خفيت على كثير من الناس في موضعين أحدهما فيما ورد من الأحاديث أن الأعمال تعرض في صورة أشخاص ، الثاني فيما ورد من أن الموت يجاء به في صورة كبش ويذبح فاحتاجوا إلى التأويل فكتبت مختصرا .

(315 طبع هذا الكتاب في ثلاثة أجزاء بدار الفكر العربي بالقاهرة سنة 1969 بتحقيق الأستاذ علي محمد البجاوي .

(316 انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1731 .

(317 هذه رسالة في فن الأصول .

(318 مؤلف في التفسير ، كتب منه من سورة سبح إلى آخر القرآن .

(319 انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1760 .

(320 أعتقد أنه مختصر ، وعلى كل فقد تناول فيه المبهمة في القرآن الكريم . توجد نسخة خطية منه في دار الكتب الشعبية كابل في [illegible] صوفيا ، عاصمة الجمهورية الشعبية البلغارية تحت رقم 1618 ذكره بروكلمان في الجزء الثاني صفحة 145 وفي ذيله 2 / 179 . منه في دار الكتب الظاهرية دمشق نسختان 128 و 5881

- معاطن الحجاز (321)
- المقامات (322)
- المكنون في ترجمة ذي النون (323)
- الملاحن في معنى المشاحن (324)
- الملتقط من الدرر الكامنة (325)
- المنابة في آثار الصحابة (326)
- مناهج الصفا في تخريج أحاديث الشفا (327)
- منبع الفؤاد في ترتيب الضوابط والقواعد (328)
- منتهى الآمال في شرح حديث إنما الأعمال (329)
- المنجلي في تطور الولي (330)
- المنتجم في المعجم (331)
- المنحة في السبحة (332)

344) لم يتمه .
345) انظر كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1918 .
346) انظر كشف الظنون الجزء الثاني ، العمود 1921 .
347) ذكره في حاويه بتمامه .
347 م) انظر الحاشية رقم 382 .
348) هدية العارفين ، الجزء الثاني ، العمود 543 .
349) انظر الإشارة إليها في كشف الظنون ، الجزء الثاني ، العمود 1928 .
350) مقامة من مقاماته السيوطية .
351) ذكرها في فهرست مؤلفاته .
352) كشف الظنون الجزء الثاني ، العمود 1938 .
353) توجد نسخة من هذه الرسالة في المكتبة الأحمدية بتونس تحت رقم 4763 ضمن مجموع من ورقة 133 إلى 145 . مسطرتها 23 .

- نزهة العمر في التفضيل بين البيض والسود والسمر (354)
- نزهة المتأمل ومرشد المتأهل (355)
- نزهة النديم (356)
- نشر العبير في تخريج أحاديث الشرح الكبير (357)
- نشر العلمين المنيفين في احياء الأبوين الشريفين (358)
- النصيحة فيما ورد من الأدعية الصحيحة (359)
- النضرة في أحاديث الماء والرياض والخضرة (360)
- نظام اللسد في أسماء الأسد (361)
- نظم البديع في مدح الشفيع (362)

382) كتب جلال الدين السيوطي على شرح شذور الذهب لابن هشام حاشية سماها « نثر الزهور على شرح الشذور » . انظر الحاشية رقم 347 م

383) على الكافية في النحو للشيخ جمال الدين أبي عمرو عثمان بن عمر المعروف بابن الحاجب المالكي النحوي المتوفى سنة 646 هجرية .

384) كتاب في فن الأصول ، ذكره في فهرست مؤلفاته .

385) ذكره حاجي خليفة في كشفه الجزء الثاني ، العمود 1976 .

386) اسمه الكامل « نواضر الأيك في النيك » وهو مختصر لكتاب سابق اسمه « الوشاح في فوائد النكاح » يظهر أنهما معا للسيوطي .

387) هذه حاشية على تفسير البيضاوي .

388) انظر كشف الظنون .

389) هذه رسالة في فن الحديث ، ذكرها السيوطي في فهرست مؤلفاته

390) هذا ملخص الكتاب السابق الذكر المسمى « الرياض الأنيقة في شرح أسماء الخليقة » انظر الحاشية رقم 128 .

391) لم يظهر حاجي خليفة في كشف الظنون وذكره إسماعيل باشا البغدادي في « هدية العارفين » الجزء الثاني ، العمود 544

392) هكذا جاء اسمه في هدية العارفين ، أما صاحب كشف الظنون فسماه : « الوجه النضر في ترجيح نبوة الخضر » .

— وجه النضر في نبوة الخضر عليه السلام (392)

— الوجه الناضر فيما يقبضه الناظر في الوقف (393)

— الوجيز في طبقات الفقهاء الشافعية (394)

— الوديك في فضل الديك (395)

— ورقات في الوفيات (396)

— الوسائل إلى معرفة الأوائل (397)

— الوشاح في معرفة النكاح (398)

— وصول الأماني بأصول التهاني (399)

— الوفية في مختصر الألفية (400)

— وقع الأسل في ضرب المثل (401)

حرف الهاء :

— هدم الجاني على الباني (402)

فهرست مؤلفات الإمام السيوطي

فمن التفسير وتعليقات القرآن:

١ - الدر المنثور في التفسير المأثور (اثني عشر مجلداً كباراً).
٢ - التفسير المسند ويسمى ترجمان القرآن (خمس مجلدات).
٣ - الإتقان في علوم القرآن.
٤ - الإكليل في استنباط التنزيل.
٥ - لباب النقول في أسباب النزول.
٦ - الناسخ والمنسوخ في القرآن.
٧ - مفحمات الأقران في مبهمات القرآن
٨ - أسرار التنزيل (يسمى قطف الأزهار في كشف الأسرار)، كتب منه إلى آخر سورة براءة في مجلد ضخم
٩ - تكملة تفسير الشيخ جلال الدين المحلي وذلك من أول القرآن إلى آخر سورة الإسراء (مجلد ممزوج لطيف).
١٠ - تناسق الدرر في تناسب السور.
١١ - حاشية على تفسير البيضاوي، تسمى نواهد الأبكار وشوارد الأفكار (أربع مجلدات).
١٢ - التحبير في علوم التفسير (جزء لطيف).
١٣ - معترك الأقران في مشترك القرآن.

١٤ ـ المهذب فيما وقع في القرآن من المعرب.
١٥ ـ خمائل الزهر في فضائل السور.
١٦ ـ مراصد المطالع في تناسب المطالع والمقاطع.
١٧ ـ ميزان المعدلة في شأن البسملة.
١٨ ـ شرح الاستعاذة والبسملة.
١٩ ـ الأزهار الفائحة على الفاتحة.
٢٠ ـ فتح الجليل للعبد الذليل في قوله تعالى: ﴿الله ولي الذين آمنوا يخرجهم من الظلمات إلى النور﴾ الآية استنبط منها مائة وعشرون نوعاً من أنواع البديع.
٢١ ـ اليد البسطى في تعيين الصلاة الوسطى.
٢٢ ـ المعاني الدقيقة في إدراك الحقيقة يتعلق بقوله تعالى: ﴿وعلّم آدم الأسماء﴾ الآية.
٢٣ ـ دفع التعسف عن إخوة يوسف.
٢٤ ـ إتمام النعمة في اختصاص الإسلام بهذه الأمة.
٢٥ ـ الحبل الوثيق في نصرة الصديق، يتعلق بقوله تعالى ﴿وسيجنبها الأتقى﴾.
٢٦ ـ الفوائد البارزة والكامنة في النعم الظاهرة والباطنة تتعلق بقوله تعالى: ﴿وأسبغ عليكم نعمه ظاهرة وباطنة﴾.

٢٧ ـ الحرز في قوله تعالى ﴿ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر﴾

٢٨ ـ (فراغ في المخطوط) كتب منه من سبح إلى آخر القرآن في مجلد.

٢٩ ـ فراغ في المخطوط
منه يسير.

٣٠ ـ مجاز الفرسان إلى مجاز القرآن، للشيخ عز الدين بن محمد عبد السلام كتب منه يسير.

٣١ ـ شرح الشاطبية ممزوج

٣٢ ـ الدر النثير في قراءة ابن كثير

٣٣ ـ منتقى من تفسير الفريابي

٣٤ ـ منتقى من تفسير عبد الرزاق

٣٥ ـ منتقى من تفسير ابن أبي حاتم مجلد

٣٦ ـ القول الفصيح في تعيين الذبيح

٣٧ ـ الكلام على أول سورة الفتح وهو تصدير الركز

الحديث وتعلقاته

١ ـ التوشيح على الجامع الصحيح

٢ ـ الترشيح على الجامع الصحيح (لم يتم)

٣ ـ الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج.

٤ ـ مرقاة الصعود إلى سنن أبي داود

٥ ـ قوت المغتذي على جامع الترمذي

٦ ـ زهر الربى على المجتبى

۷ ۔ مصباح الزجاجة على سنن ابن ماجة.
۸ ۔ إسعاف المبطأ برجال الموطأ.
۹ ۔ تنوير الحوالك على موطأ مالك.
۱۰ ۔ الشافي العي على مسند الشافعي.
۱۱ ۔ زهر الخمايل على الشمايل
۱۲ ۔ التعليقة الحنيفة على مذهب أبي حنيفة.
۱۳ ۔ منتهى الآمال في شرح حديث (إنما الأعمال).
۱۴ ۔ المعجزات والخصائص
۱۵ ۔ شرح الصدور بشرح حال الموتى في القبور
۱۶ ۔ النور العظيم في لقاء الكريم.
۱۷ ۔ بشرى الكئيب بلقاء الحبيب.
۱۸ ۔ البدور السافرة عن أمور الآخرة.
۱۹ ۔ درر البحار في الأحاديث القصار
۲۰ ۔ الجامع الصغير من حديث البشير النذير
۲۱ ۔ زيادة الجامع
۲۲ ۔ جمع الجوامع، في الحديث مرتب على حروف المعجم
۲۳ ۔ سبع السبع
۲۴ ۔ كشف الأطراف وضم الأتراف.
۲۵ ۔ على حروف المعجم في أول الحديث، المرقاة العلية، في شرح الأسماء النبوية

٢٦ ـ الرياض الأنيقة في شرح أسماء خير الخليقة.

٢٧ ـ البهجة السوية في الأسماء النبوية.

٢٨ ـ اللآلئ المصنوعة في الأخبار الموضوعة وهو تلخيص موضوعات ابن الجوزي مع زيادات وتعقبات.

٢٩ ـ النكت البديعات على الموضوعات.

٣٠ ـ القول الحسن في الذب عن السنن

٣١ ـ منهج السنة ومفتاح الجنة (ذ [illegible])

٣٢ ـ الروض الأنيق في مسند الصديق

٣٣ ـ مناهل الصفا في تخريج أحاديث الشفا

٣٤ ـ قطف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة.

٣٥ ـ عقود الزبرجد في إعراب الحديث.

٣٦ ـ مفتاح الجنة في الاعتصام بالسنة

٣٧ ـ تمهيد الفرش في الخصال الموجبة لظل العرش.

٣٨ ـ مختصره يسمى بزوغ الهلال في الخصال الموجبة للظلال

٣٩ ـ ما رواه الواعون في أخبار الطاعون.

٤٠ ـ خصائص يوم الجمعة.

٤١ ـ أنموذج اللبيب في خصائص الحبيب.

٤٢ ـ الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة.

٤٣ ـ الآية الكبرى في قصة الإسراء.

٤٤ ـ الكلم الطيب.

۴۵ ـ القول المختار في المأثور من الدعوات والأذكار.
۴۶ ـ الطب النبوي مختصر.
۴۷ ـ المنهج السوي والمنهل الروي في الطب النبوي.
۴۸ ـ الهيئة السنية في الهيئة السنية.
۴۹ ـ وظايف اليوم والليلة.
۵۰ ـ داعي الفلاح في أذكار المساء والصباح.
۵۱ ـ تخريج أحاديث شرح العقايد.
۵۲ ـ الإسفار عن قلم الأظفار.
۵۳ ـ الظفر بقلم الظفر.
۵۴ ـ المسلسلات الكبرى.
۵۵ ـ جياد المسلسلات المصابيح في صلاة التراويح.
۵۶ ـ جزء في صلاة الضحى.
۵۷ ـ وصول الأماني بأصول التهاني.
۵۸ ـ إعمال الفكر في فضل الذكر
۵۹ ـ نتيجة الفكر في الجهر بالذكر.
۶۰ ـ الخبر الدال على وجود القطب والأوتاد والنجبا والأبدال.
۶۱ ـ التنقيح في مشروعية التسبيح.
۶۲ ـ المنحة في السبحة.
۶۳ ـ جزء في رفع اليدين في الدعاء يسمى فضل الدعا في أحاديث رفع اليدين في الدعاء.

٦٤ ـ القول الجلي في حديث الولي .

٦٥ ـ رفع الصوت بذبح الموت .

٦٦ ـ القول الأشبه في حديث من عرف نفسه فقد عرف ربه .

٦٧ ـ الجواب الحاتم عن سؤال الخاتم .

٦٨ ـ الجواب الحزم عن حديث التكبير في الجزم .

٦٩ ـ شد الأثواب في سد الأبواب .

٧٠ ـ إنباه الأذكياء بحياة الأنبياء .

٧١ ـ الإعلام بحكم عيسى عليه السلام .

٧٢ ـ لبس اليلب في الجواب عن إيراد حلب .

٧٣ ـ تزيين الأرائك في إرسال النبي ﷺ إلى الملائك .

٧٤ ـ التعظيم والمنة في أن والدي المصطفى في الجنة .

٧٥ ـ مسالك الحنفا في والدي المصطفى .

٧٦ ـ الدرج المنيفة في الآباء الشريفة .

٧٧ ـ سبل النجاة .

٧٨ ـ نشر العلمين المنيفين في إحياء الأبوين الشريفين .

٧٩ ـ إفادة الخبر بنصه في زيادة العمر ونقصه

٨٠ ـ أدوات الفتيا .

٨١ ـ ذم القضاء .

٨٢ ـ ذم زيارة الأمراء .

٨٣ ـ الكواكب السايرات في العشاريات .

٨٤ ـ التنفيس في الاعتذار عن ترك الإفتاء

۸۵ ـ مطلع البدرين فيمن يؤتى أجرين الكلام على حديث (احفظ الله يحفظك) وهو تصديره الأخبار المأثورة في الإطلا بالنورة.

۸۶ ـ جزء في موت الأولاد.

۸۷ ـ أبواب السعادة في أسباب الشهادة

۸۸ ـ كشف الغمة في فضل الحمى.

۸۹ ـ الأحاديث الحسان في فضل الطيلسان

۹۰ ـ طي اللسان عن ذم الطيلسان

۹۱ ـ التسليع في معنى التقنع.

۹۲ ـ سباب الإصابة على الدعوات المجابة.

۹۳ ـ الثغور الباسمة في مناقب السيدة فاطمة

۹۴ ـ فهرست المرويات تسمى أنشاب الكتب في أنساب الكتب عندي.

۹۵ ـ أذكار الأذكار (أربعون حديثاً) في ورقة

۹۶ ـ أربعون حديثاً في رواية مالك عن نافع عن ابن عمر.

۹۷ ـ أربعون حديثاً في الجهاد.

۹۸ ـ الأساس في فضل العباس.

۹۹ ـ الآثاف في فضل الخلاف.

۱۰۰ ـ كشف الصلصلة عن وصف الزلزلة.

۱۰۱ ـ جزء في ذم المكس.

۱۰۲ ـ جزء في الشتاء.

۱۰۳ ـ الحجج المبينة في التفضيل بين مكة والمدينة

١٠٤ ـ بغية الرائد في الذيل على مجمع الزوائد (لم يتم)

١٠٥ ـ تطريز العزيز في تخريج ما فيه من الأحاديث.

١٠٦ ـ تخريج أحاديث شرح المواقف.

١٠٧ ـ العناية بتخريج أحاديث الكفاية (لم يتم).

١٠٨ ـ توضيح المدرك في تصحيح المستدرك (كتب منه اليسير).

١٠٩ ـ زوائد شعب الإيمان للبيهقي على الكتب الستة كتب منه الثلث

١١٠ ـ تجريد أحاديث الموطا

١١١ ـ إنجاز الوعد المنتقى من طبقات ابن سعد

١١٢ ـ الباحة في السباحة.

١١٣ ـ المسارعة إلى المصارعة.

١١٤ ـ المنضرة في أحاديث الماء والمرعى والخضرة

١١٥ ـ عين الإصابة فيما استدركته عائشة على الصحابة

١١٦ ـ المنتقى من الأدب المفرد للبخاري

١١٧ ـ المنتقى من مستدرك الحاكم

١١٨ ـ المنتقى من شعب الإيمان للبيهقي.

١١٩ ـ أدب المفتي.

١٢٠ ـ الزجر بالهجر.

١٢٠ ـ المنتقى من مصنف عبد الرزاق.

١٢١ ـ جامع المسانيد (كتب منه جزء).

۱۲۲ ـ الحبائك في أخبار الملائك.
۱۲۳ ـ الدرّ المنظم في الإسم الأعظم.
۱۲٤ ـ حصول الرفق بأصول الرزق.
۱۲۵ ـ الأمالي المطلقة.
۱۲٦ ـ الأمالي على القرآن الكريم.
۱۲۷ ـ الأمالي على الدرّة الفاخرة.
۱۲۸ ـ جزء ارحموا ثلاثة: عزيز قوم ذل، وغني قوم افتقر، وعالماً بين جهال.
۱۲۹ ـ بلوغ المآرب في أخبار العقرب.
۱۳۰ ـ التنبيه عمّن يبعثه الله على رأس كل مائة
۱۳۱ ـ فضل الجلد عند فقد الولد
۱۳۲ ـ الإحتفال بالأطفال.
۱۳۳ ـ طلوع الثريّا بإظهار ما كان خفيا.
۱۳٤ ـ مختصره يسمّى ضوء الثريا.
۱۳۵ ـ التثبيت عند التبييت (وهي أرجوزة في فتنة القبر).
۱۳٦ ـ تشنيف السمع بتعداد السبع.
۱۳۷ ـ الأحاديث المنيفة في فضل السلطنة الشريفة.
۱۳۸ ـ تحذير الخواص من أكاذيب القصاص.
۱۳۹ ـ قطف الثمر في موافقات عمر (وهي أرجوزة).
۱٤۰ ـ المنتخب في طرق بحديث من كذب.
۱٤۱ ـ جزء الذيل في علم الخيل.

١٤٢ ـ عرق الأنساب في الرمي بالنشاب.

١٤٣ ـ السماح في أخبار الرماح.

١٤٤ ـ الكشف عن مجاوزة هذه الأمة الألف.

١٤٤ ـ ثلج الفؤاد في أحاديث لبس السواد.

١٤٥ ـ صرح السقط ونظم اللقط.

١٤٦ ـ جزء يسمى شعلة نار المتنبط.

١٤٧ ـ العقايد في حلاوة الأسانيد.

١٤٨ ـ الدرة التاجية على الأسئلة الناجية.

١٤٩ ـ ما رواه الأساطين في عدم المجيء إلى السلاطين.

١٥٠ ـ الرسالة السلطانية.

١٥١ ـ الأرج في خبر العرج.

١٥٢ ـ شرف الإضافة في منصب الخلافة.

١٥٣ ـ أعذب المنهل في حديث من قال: أنا عالم فهو جاهل.

١٥٤ ـ حسن التسليك في حكم التشبيك.

١٥٥ ـ [illegible] في نسبة الشموع.

١٥٦ ـ جزء في الخصيان.

١٥٧ ـ إكمام [illegible] في أحكام الخصيان.

١٥٨ ـ الأرج في الفرج.

١٥٩ ـ ضوء البدر في إحياء ليلة القدر.

١٦٠ ـ عرفة و[illegible].

١٦١ ـ نصف شعبان وليلة القدر.

١٦٢ ـ حسن السمت في الصمت.

١٦٣ ـ [illegible] في [illegible].

١٦٤ ـ الطرثوث في فوائد البرغوث.

١٦٥ ـ طوق الحمامة.

١٦٦ ـ التطريف في التصحيف.

١٦٧ ـ نور الشقيق في العقيق.

١٦٨ ـ جزء في طرق حديث: «أنا مدينة العلم وعليّ بابها».

١٦٩ ـ جزء في طرق حديث «طلب العلم فريضة على كل مسلم».

١٧٠ ـ الأزهار فيما عقده الشعراء من الآثار.

١٧١ ـ مختصر التعلل الشريف

١٧٢ ـ جزء في الغالية.

١٧٣ ـ جزء في طرق حديث «من حفظ على أمتي أربعين حديثاً في الطيلسان».

١٧٤ ـ إحياء الميت بفضائل أهل البيت.

١٧٥ ـ إتحاف الفرقة في ثبوت لبس الخرقة.

١٧٦ ـ بلوغ المأرب في قص الشارب.

١٧٧ ـ رفع الحذر عن قطع السدر

١٧٨ ـ كشف الريب عن الجيب.

١٧٩ ـ العرف الوردي في أخبار المهدي.

١٨٠ ـ لقط المرجان في أخبار الجان.

١٨١ ـ المثابة في أخبار الصحابة.

١٨٢ ـ الأغضا عن دعا الأعضاء.

١٨٣ ـ مسند الصحابة الذين ماتوا في زمن النبي ﷺ.

١٨٤ ـ زاد المسير في فهرست الصغير

١٨٥ ـ [illegible] الأخبار [illegible]

۱۸۶ ـ الباهر في حكم النبي ﷺ بالباطن والظاهر.

۱۸۷ ـ ما رواه السادة في الإتكاء على الوسادة.

۱۸۸ ـ الفيض الجاري في طرق الحديث العُشاري.

۱۸۹ ـ بلوغ المأمول في خدمة الرسول.

۱۹۰ ـ الفضل العميم في إقطاع تميم

۱۹۱ ـ إعلام الأريب بحدوث بدعة المحاريب.

۱۹۲ ـ الفلاحن في معنى المشاحن

۱۹۳ ـ كشف اللبس في حديث ردّ الشمس

۱۹۴ ـ تأخير الظلامة إلى يوم القيامة

۱۹۵ ـ الزاد في كراهة السؤال والرد.

۱۹۶ ـ الأجر الجزل في الغزل

۱۹۷ ـ حصول الرفق في أحاديث السؤال.

۱۹۸ ـ التصحيح لصلاة التسبيح.

۱۹۹ ـ الروض في أحاديث الحوض.

۲۰۰ ـ الاعتصاد والتوكل على ذي التوكل والتكفّل.

۲۰۱ ـ جزء السلام من سيد الأنام عليه أفضل الصلاة والسلام.

۲۰۲ ـ حسن التعهد في أحاديث التسمية في التشهد.

۲۰۳ ـ الرد على من أخلد إلى الأرض وجهل أن الاجتهاد في كل عصر فرض.

۲۰۴ ـ جزء في رد شناعة الرافضة.

۲۰۵ ـ القول المشرق في تحريم الاشتغال بالمنطق.

۲۰۶ ـ صون المنطق والكلام عن فنّ المنطق والكلام (مجلد).
۲۰۷ ـ رفع منار الدين وهدم بناء المفسدين.
۲۰۸ ـ هدم الجاني على الباني.
۲۰۹ ـ سيف النظار في الفرق بين الثبوت والتكرار.
۲۱۰ ـ القول المشرقة في مسألة النفقة.
۲۱۱ ـ شرح الرحبية في الفرائض ممزوج.
۲۱۲ ـ الشلالة في تحقيق القرّ والاستحالة
۲۱۳ ـ العجاجة الزرنبية في السلالة الزينبية
۲۱٤ ـ مزّ التسبيح إلى أبي عبد الكريم
۲۱٥ ـ شرح القطب المبرود وبرد القلب المحرور في الجواب عن الأسئلة المكرور.
۲۱٦ ـ رفع الباس وكشف الالتباس في ضرب المثل من القرآن والاقتباس.
۲۱۷ ـ المعتصر في تحرير عبارة المختصر.
۲۱۸ ـ مختصر الشيخ خليل المالكي في الكلام.
۲۱۹ ـ بذل المجهود في خزانة محمود.

فن أصول الفقه وأصول الدين والتصوف

ـ الكوكب الساطع في نظم جمع الجوامع وشرحه

۲ ـ شرح الكوكب الوقاد في الاعتقاد.
۳ ـ نظم العلم.
٤ ـ تشييد الأركان من ليس في الإمكان أبدع مما كان.
٥ ـ تأييد الحقيقة العلية وتشييد الطريقة الشاذلية.
٦ ـ تنزيه الاعتقاد عن الحلول والإتحاد.
٧ ـ اللوامع المشرقة في ذم الوحدة المطلقة.
٨ ـ المنجلي في تعدد صور الولي.
٩ ـ تنوير الحلك في إمكان رؤية النبي والملك.
١٠ ـ جهد القريحة في تجديد النصيحة (وهو مختصر).
١١ ـ نصيحة أهل الإيمان في الرد على منطق اليونان لابن تيمية وهو مختصر.
١٢ ـ تنبيه الغبي بتبرية ابن عربي.
١٣ ـ البرق الوامض في شرح يائية ابن الفارض وهي التي أولها سائق الأضعاد. يطوي البيد طي.
١٤ ـ جزء في رؤية النساء للباري تعالى يسمى أسبال الكساء على النساء.
١٥ ـ مختصره يسمى رفع الأسى عن النساء.
١٦ ـ اللفظ الجوهري في رد خباط الجوجري.
١٧ ـ تحفة الجلساء برؤية الله للنساء.
١٨ ـ النكت اللوامع على المختصر.

١٩ ـ والمنهاج وجمع الجوامع.

فن اللغة والنحو والتصريف

١ ـ المزهر في علوم اللغة علم اخترعته ولم أسبق إليه وهو خمسون نوعاً على نمط أنواع الحديث.

٢ ـ غاية الإحسان في خلق الإنسان.

٣ ـ الإفصاح في أسماء النكاح.

٤ ـ ضوء الصباح في لغات النكاح.

٥ ـ الإلماع في الإتباع.

٦ ـ الإفصاح في زوائد القاموس على الصحاح.

٧ ـ جمع الجوامع في النحو والتصريف والخط لم يؤلف مثله.

٨ ـ شرحه يسمى همع الهوامع مجلدان

٩ ـ شرح ألفية ابن مالك.

١٠ ـ مزج ألفية تسمى الفريدة شرحها يسمى المطالع السعيدة.

١١ ـ النكت على الألفية والكافية والشافية

١٢ ـ شذور الذهب و النزهة في مؤلف واحد.

١٣ ـ الأشباه والنظائر لم أسبق إليه وهو سبعة أقسام، كل قسم مؤلف مستقل، له خطبة واسم ومجموعة هو الأشباه والنظائر.

١٤ ـ الأول يسمى المصاعد العلية في القواعد النحوية.

۱۵ ـ والثاني يسمّى تدريب أولي الطلب في ضوابط كلام العرب.

۱۶ ـ والثالث يسمّى سلسلة الذهب في البناء من كلام العرب.

۱۷ ـ والرابع يسمّى اللمع والبرق في الجمع والفرق.

۱۸ ـ والخامس يسمّى الطراز في الألغاز

۱۹ ـ والسادس في المناظرات والمجالسات والمطارحات

۲۰ ـ والسابع يسمّى تحفة الظرفاء في الأوابد والغرائب.

۲۱ ـ الفتح القريب في حواشي مغني اللبيب.

۲۲ ـ شرح شواهد مغني اللبيب

۲۳ ـ تحفة الحبيب بنحاة مغني اللبيب.

۲۴ ـ الإقتراح في أصول النحو وجدله على نمط أصول الفقه.

۲۵ ـ التوشيح على التوضيح (لم يتم).

۲۶ ـ حاشية على شرح الألفية لابن عقيل تسمّى السيف الصقيل.

۲۷ ـ المصنف على ابن المصنف.

۲۸ ـ التاج في إعراب مشكل المنهاج.

۲۹ ـ حاشية على شرح الشذور يسمّى نثر الزهور.

۳۰ ـ درّ التاج في إعراب مشكل المنهاج

۳۱ ـ الوفية باختصار الألفية

ما يتعلق بمصطلح الحديث.

١ ـ تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي.

٢ ـ شرح ألفية العراقي.

٣ ـ نظم الدرر في علم الأثر وهي ألفية شرحها تسمى البحر الذي زخر (لم يتم).

٤ ـ التذنيب في الزوائد على التقريب.

٥ ـ لب اللباب في تحرير الأنساب.

٦ ـ المدرج في المُدرج.

٧ ـ تذكرة المؤتسي بمن حدّث ونسي.

٨ ـ كشف التلبيس عن قلب أهل التدليس.

٩ ـ حسن التلخيص لبيان التلخيص.

١٠ ـ جزء في أسماء المدلسين.

١١ ـ جزء فيمن وافقت كنيته كنية زوجه من الصحابة.

١٢ ـ ريح النسرين فيمن عاش في الصحابة مائة وعشرين.

١٣ ـ عين الإصابة في معرفة الصحابة (لم يتم).

١٤ ـ در السحابة فيمن دخل مصر من الصحابة.

١٥ ـ اللمع في أسماء من وضع.

١٦ ـ اللمع في أسباب الحديث.

١٧ ـ جزء فيمن [illegible] أسمائهم.

۱۸ ۔ مختصر نهاية ابن الأثير يسمى الدر النثير.
۱۹ ۔ التعريف بآداب التأليف.
۲۰ ۔ التذييل والتذنيب على نهاية الغريب
۲۱ ۔ زوائد اللسان على الميزان.
۲۲ ۔ شدّ الرحال في ضبط الرجال.
۲۳ ۔ التحبيح في مسألة التسبيح.

فن الفقه

۱ ۔ شرح التنبيه ممزوج.
۲ ۔ مختصر التنبيه يسمّى الوافي
۳ ۔ دقائق الأشباه والنظائر.
٤ ۔ الأزهار الغضّة في حواشي الروضة.
٥ ۔ الوهبة الكبرى كتب منها الحواشي الصغرى.
٦ ۔ الينبوع فيما زاد عن الفروع
۷ ۔ مختصر الروضة مع زوائد كثيرة تسمّى الغنية (لم يتم).
۸ ۔ نظم الروضة مع زوائد تسمّى الخلاصة كتب من الأول إلى الحيض.
۹ ۔ رفع الجراح إلى السرقة.
۱۰ ۔ دفع الخصاص وهو شرح النظم المذكور.
۱۱ ۔ شرح القدر الذي نظم في مجلدين أولاً فأولاً.

٣٤ ـ قطع المجادلة عند تغير المعاملة.
٣٥ ـ قدح الزند في السّلم.
٣٦ ـ إزالة الوهن عن مسألة الرّهن.
٣٧ ـ بذل الهمّة في طلب براءة الذمّة.
٣٨ ـ البارع في إقطاع الشارع.
٣٩ ـ الإنصاف في تمييز الأوقاف.
٤٠ ـ المباحث الزكية في مسألة الدوركية.
٤١ ـ كشف الضبابة في مسألة الإستنابة.
٤٢ ـ القول المشيّد في وقف المؤيّد.
٤٣ ـ البدر الذي انجلى في مسألة الولا.
٤٤ ـ الجهر بمنع البروز على شاطىء النهر.
٤٥ ـ النهر لمن رام البروز على شاطىء النهر، وهو قصيدة رائية.
٤٦ ـ أعلام النصر في إعلام ملتقطان العصر
٤٧ ـ في مسألة الدور.
٤٨ ـ زجرا وهو ثلاثة أقسام: حديثية، وفقهية، ولغوية
٤٩ ـ الزهر الباسم فيما يزوج فيه الحاكم.
٥٠ ـ القول المضيء في الحنث المضي.
٥١ ـ فتح المغالق في أنت طالق.
٥٢ ـ حسن المقصد في عمل المولد.
٥٣ ـ حسن التصريف في عدم التحليف.
٥٤ ـ تنزيه الأنبياء عن تسفيه الأغبياء.
٥٥ ـ الطلعة الشمسية في تبيين الجنسية من شرط التيمية.

۷۸ ـ حسن التعبير في ما في الفرس من أسماء الطير.

۷۹ ـ حاشية على شرح التصريف للتفتازاني يسمّى التصريف للتفتازاني.

۸۰ ـ توجيه العزم إلى اختصاص الإسم بالجر والفعل بالجزم.

۸۱ ـ ديوان الحيوان.

۸۲ ـ ذيل الحيوان.

۸۳ ـ عنوان الديوان في أسماء الحيوان.

۸٤ ـ نظام اللّسد في أسماء الأسد.

۸٥ ـ التهذيب في أسماء الذيب.

۸٦ ـ التبري من معرّة المعرّي.

۸۷ ـ في أسماء الكلب.

۸۸ ـ اليواقيت في الأدوات.

۸۹ ـ الأذن إلى توجيه قولهم لاها الله إذن

۹۰ ـ الطراز اللازوردي في حواشي الجاربردي.

۹۱ ـ كشف الغمة عن الضخّة.

في المعاني والبيان والبديع

۱ ـ ألفيّة تسمّى عقود الجمان في المعاني والبيان.

۲ ـ شرحُها يسمى حلّ العقود.

۳ ـ النكت على تلخيص المفتاح.

٤ ـ البديعية تسمى تظم البديع في مدح الشفيع مورى فيها باسم النوع.
٥ ـ شرحها الجمع والتفريق بين الأنواع البديعية.
٦ ـ التخصيص في شواهد التلخيص.
٧ ـ حق الجناس.

الكتب الجامع لفنون عديدة

١ ـ التذكرة تسمى: الفلك المشحون (خمسون مجلداً)
٢ ـ النقاية كراسة في أربعة عشر علماً.
٣ ـ شرحها يسمى إتمام الدراية
٤ ـ قلائد الفرائد (من نظمي).
٥ ـ اللمعة في أجوبة الأسئلة السبعة.
٦ ـ الأجوبة الزكية على الألغاز السبكية.
٧ ـ تعريف الفئة بأجوبة الأسئلة المائة
٨ ـ نفح الطيب في أسئلة الخطيب.

فن الأدب والنوادر والإنشاء والشعر

١ ـ الوشاح في فوائد النكاح.
٢ ـ اليواقيت الثمينة في صفات السمينة
٣ ـ شقائق الأترنج.
٤ ـ رفع شأن الحبشان.
٥ ـ أزهار العروش في أخبار الحبوش.
٦ ـ الوسائل إلى معرفة الأوائل.
٧ ـ المحاضرات والمحاورات.

٨ ـ النفحة المسكية على نمط عنوان الشرق.

٩ ـ درز الكلم وغرس الحكم.

١٠ ـ المقامات المجموعة وهي سبع مقامات.

١١ ـ المقامات المفردة وهي ثلاثون مقامة في وصف مكة والمدينة تسمّى ساجعة الحرم المقامة القدسية.

١٢ ـ في والدي أشرف البريّة النبي ﷺ

١٣ ـ مقامة الأزواد في موت الأولاد

١٤ ـ مقامة تسمّى التجيح في الإجابة.

١٥ ـ المقامة الذهبيّة في الحمى.

١٦ ـ مقامة في وصف روضة مصر تسمّى بلبل الروضة.

١٧ ـ مقامة الرياحين وتسمى المقامة الوردية في الورد والنرجس والياسمين والبان والنسرين والبنفسج والنيلوفر والآس والريحان.

١٨ ـ مقامة الطيب وتسمّى المقامة المسكيّة في المسك والعنبر والزعفران والزباد.

١٩ ـ مقامة النساء تسمّى رشف الزلال من السحر الحلال وهي في أحد وعشرين عالمًا تزوج كل منهم ووصف كل ليلة مؤدياً بالفاظ.

٢٠ ـ المقامة التفاحية .

٢١ ـ المقامة الزمردية .

٢٢ ـ المقامة الفستقية .

٢٣ ـ المقامة الياقوتية .

٢٤ ـ المقامة اللؤلؤية .

٢٥ ـ التنفيس في الإعتذار عن ترك الإفتاء والتدريس .

٢٦ ـ المقامة البحرية .

٢٧ ـ المقامة الدرية .

٢٨ ـ مقامة تسمّى الفتاش على القشاش .

٢٩ ـ الفارق لعبد الخالق

٣٠ ـ مقامة الإستنصار بالواحد القهار .

٣١ ـ مقامة تسمّى قمع المعارض في نصرة ابن الفارض .

٣٢ ـ مقامة تسمّى الدوران الفلكي على ابن الكركي

٣٣ ـ مقامة تسمّى الصارم الهندي في عنق ابن الكركي .

٣٤ ـ مقامة تسمّى طرز العمامة في التفرقة بين المقامة والقمامة .

٣٥ ـ الجواب الذكي عن قمامة ابن الكركي .

٣٦ ـ الإنقراض في ردّ الإعتراض .

٣٧ ـ ترك الرحمة في التحدث بالنعمة .

٣٨ ـ منع الثوران عن الدوران .

٣٩ ـ الصواعق على النواعق .

٤٠ ـ مقامة تسمى الفارق بين المصنف والسارق.
٤١ ـ المقامة الكلاجية في الأسئلة الناجية.
٤٢ ـ مقامة تسمّى ساحب سيف على صاحب ضيف.
٤٣ ـ مقامة تسمّى الفرج القريب.
٤٤ ـ منهل اللطايف في الكنافة والقطايف.
٤٥ ـ مختصر شفاء العليل في ذم الصاحب والخليل ومثله الديوان الثاني.
٤٦ ـ تحفة الظرفاء بأسماء الخلفاء وهي قصيدة رائية.
٤٧ ـ كوكب الروضة (مجلد).
٤٨ ـ الرياض في روضة المشتهى.
٤٩ ـ الإقتباس في محاسن الإقتباس.
٥٠ ـ نور الحديقة (من نظمه).
٥١ ـ ديوان شعري ونثري.
٥٢ ـ ديوان خطب.
٥٣ ـ مقاطع الحجاز
٥٤ ـ فجر الثنايا في الأحاجي.
٥٥ ـ رصف اللآل في وصف الهلال.
٥٦ ـ وقع الأسل في ضرب المثل.
٥٧ ـ مختصر معجم البلدان لياقوت (لم يتم).
٥٨ ـ قطف الوريد في أمالي ابن دريد.
٥٩ ـ إتحاف النبلاء بأخبار الوزراء.

٦٠ ـ نزهة العمر في التفضيل بين البيض والسمر.
٦١ ـ نزهة الجلساء في أشعار النساء.
٦٢ ـ المستظرف في أخبار الجواري.
٦٣ ـ ذو الوشاحين.
٦٤ ـ نثل الكنان في الخشلشان.
٦٥ ـ زبدة اللبن.
٦٦ ـ البارق في قطع السارق.
٦٧ ـ نزهة النديم.
٦٨ ـ الدراري في أولاد السراري.
٦٩ ـ المقع الظريف في الموشح الشريف.

فن التاريخ

١ ـ طبقات الحفاظ.
٢ ـ طبقات اللغويين والنحاة.
٣ ـ الوجيز في طبقات الفقهاء الشافعية.
٤ ـ طبقات المفسرين (لم يتم).
٥ ـ تاريخ الخلفاء.
٦ ـ حسن المحاضرة في أخبار مصر والقاهرة (ثلاث مجلدات).
٧ ـ مختصره يسمى (الزبرجد) جزء لطيف.
٨ ـ رفع الباس عن بني العباس.
٩ ـ الشماريخ في علم التاريخ.
١٠ ـ ترجمة النووي.
١١ ـ ترجمة شيخنا البلقيني.

١٢ ـ معجم شيوخي يسمى المنجم في المعجم.

١٣ ـ نظم العقيان في أعيان الأعيان.

١٤ ـ التحدث بنعمة الله.

١٥ ـ الملتقط من الدرر الكامنة.

١٦ ـ الملتقط من الخطط.

١٧ ـ جزء في جامع عمرو.

١٨ ـ جزء في جامع ابن طولون.

١٩ ـ جزء في جامع الصالحية.

٢٠ ـ جزء في الزاوية الخشابية.

٢١ ـ جزء في الخانقاه البيبرسية يسمى حسن النية وبلوغ الأمنية في الخانقاه الركنية.

٢٢ ـ جزء في الخانقاه الشيخونية.

٢٣ ـ جزء في أخبار أسيوط يسمى المضبوط المكنون في ترجمة ذي النون.

٢٤ ـ تحفة الكرام بأخبار الأهرام.

٢٥ ـ در الحمان في وفيات الأعيان.

٢٦ ـ الورقات في الوفيات.

٢٧ ـ تبييض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة.

٢٨ ـ تزيين الممالك بمناقب الإمام مالك.

تمت بحمد الله وعونه وحسن توفيقه والحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً كثيراً.

فہرست اردو مآخذ و مراجع

(۱) الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ۔ اشرف علی تھانوی۔ اشرف المطابع تھانہ بھون ۱۹۳۱ء

(۲) فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ محمد عبدالحلیم چشتی۔ نور محمد، اصح المطابع کراچی، کارخانہ تجارت کتب ۱۳۶۴ھ

(۳) مجموعۃ الفتاویٰ، عبدالحی لکھنوی۔ لکھنؤ، مطبع یوسفی، ۱۳۲۰ھ

(۴) ابوالحسن کبیر سندھی، مقالہ محمد عبدالرشید نعمانی (پاکستان ہسٹری کانفرنس) ۱۹۶۱ء

(۵) وفیات المشاہیر، جونپور، جادو پریس

فہرست فارسی مآخذ و مراجع

(۱) اخبار الاخیار۔ عبد الحق دہلوی۔ دہلی مطبع مجتبائی ۱۳۳۲ھ

(۲) بستان المحدثین فی تذکرۃ کتب الحدیث والمحدثین۔ شاہ عبد العزیز دہلوی۔
دہلی۔ نصرت المطابع ۱۲۹۳ھ

(۳) عجالۂ نافعہ۔ شاہ عبد العزیز دہلوی۔ دہلی۔ مطبع مجتبائی

(۴) فتاویٰ عزیزی۔ شاہ عبد العزیز دہلوی۔ دہلی۔ مطبع مجتبائی ۱۳۱۱ھ

(۵) ملفوظات عزیزیہ۔ میرٹھ۔ مطبع مجتبائی ۱۳۱۴ھ

(۶) الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ واسانید وارثی رسول اللہ۔ شاہ ولی اللہ۔ کراچی

(۷) قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین۔ دہلی۔ مطبع مجتبائی ۱۳۱۰ھ

(۸) وصیت نامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
لاہور۔ مطبع محمدی ۱۳۰۲ھ۔ یہ رسالہ [illegible] کے ساتھ طبع کیا گیا تھا

(۹) اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقہاء المحدثین۔ صدیق حسن خان قنوجی۔
کانپور۔ مطبع نظامی ۱۲۸۸ھ

(۱۰) الاکسیر فی اصول التفسیر۔ کانپور۔ صدیق حسن۔ مطبع نظامی ۱۲۹۰ھ

(۱۱) خزینۃ الاصفیاء۔ غلام سرور لاہوری۔ کانپور۔ نول کشور ۱۹۱۴ء

فہرست عربی مآخذ و مراجع

(۱) بدائع الزهور في وقائع الدهور محمد بن محمد ابن ایاس مصری، مصر، مطبع بولاق ۱۳۱۱ھ

(۲) خزانة الادب و لب لباب لسان العرب. عبدالقادر بن عمر البغدادی، تحقیق عبدالسلام محمد هارون مصر، مکتبہ الخانجی ۱۴۰۶ھ

(۳) نصیحة ذوی الایمان فی الرد علی منطق الیونان. احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیة، مصر مکتبۃ القصر سے ۱۹۳۹ء میں یہ الرد علی المنطق کے نام سے بھی شائع کی گئی۔

(۴) مسند الامام احمد بن حنبل، مصر، المطبعة الميمنية ۱۳۱۳ھ

(۵) مفاکهة الخلان فی حوادث الزمان. محمد ابن طولون، تحقیق محمد مصطفی، قاهره المؤسسة المصرية العامة ۱۹۶۲ء

(۶) شذرات الذهب في اخبار من ذهب عبدالحی ابن العماد، الحنبلی القاهرة، مكتبة القدسی ۱۳۵۰ھ

(۷) البداية والنهاية اسماعيل بن عمر ابن كثير القاهرہ، مطبعة السعادة ۱۳۵۱ھ

(۸) قبر الامام السیوطی و تحقیق موضعه احمد تیمور باشا. القاهره ۱۳۲۹ھ

(۹) الاسلام فی نائیجیریا والشیخ عثمان بن فودیو الفلانی. عبدالله الالوری ۱۹۷۱ء

(۱۰) الجمل علی الجلالین سلیمان بن عمر العجیلی الشافعی

(۱۱) الفتوحات الالٰهیه بتوضیح تفسیر الجلالین الخفیة مصر لمکتبۃ

التجارية الكبرى ١٣٧٧ھ

(١٢) كشف الظنون عن اسامي الكتب والفنون مصطفى عبدالله المعروف بحاجي خليفة معه ترجمة الى اللغة اللاتينية فلوجال لبدن. بيزك ١٨٥٨ء

(١٣) كشف الظنون عن اسامي الكتب والفنون

استانبول. مطبعة حكوميه. ١٣٦٠ء

(١٤) الثقافة الاسلامية في الهند عبدالحئي الحسني دمشق. المجمع العلمي العربي. ١٣٧٧ء

(١٥) ذيول تذكرة الحفاظ الحسيني ابن فهد والسيوطي.

دمشق مطبعة الرفيق ١٣٤٧ھ

(١٦) نسيم الرياض شرح شفاء القاضي عياض احمد بن عمر الخفاجي. الآستانة المطبعة العثمانية. ١٣١٥ھ

(١٧) روضات الجنات في احوال العلماء والسادات محمد باقر الموسوي الاصفهاني الخوانساري. طهران ١٣٥٧ھ

(١٨) طبقات المفسرين محمد بن علي شمس الدين الداؤدي.

بيروت: دارالكتب العلمية. ب.ت

(١٩) حجة الله البالغة دهلوي شاه ولي الله القاهرة ١٣٢٢ھ

(٢٠) اتحاف السادة المتقين بشرح أسرار إحياء علوم الدين للغزالي. محمد مرتضى الزبيدي. مصر مطبعة الميمنة. ١٣١١ھ

(٢١) تاج العروس من جواهر القاموس الزبيدي القاهرة. المطبعة الخيرية. ١٣٠٦ھ

(۲۲) الارشاد والموعظة لزاعم رؤية النبی ﷺ بعد موتة فی الیقظة. محمد بن عبدالرحمن السخاوی (لم یطبع) التبر المسبوک فی ذیل السلوک ،مصر، مطبعة بولاق : ۱۸۹۶ء

(۲۳) ترجمة صاحب الضوء اللامع السخاوی ،القاهره۔ مكتبة القدسی ۱۳۵۴ھ

(۲۴) الضوء اللامع لاهل القرن التاسع .السخاوی القاهرة : مكتبة القدسی ۱۳۵۳ھ

(۲۵) فتح المغيث بشرح الفية الحديث السخاوی. لكهنو مطبعة انوار محمدی، ۱۳۰۳ھ

(۲۶) مقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الاحادیث المشتهرة علی الالسنة السخاوی القاهره . مكتبة الخانجی، ۱۳۵۶ھ

(۲۷) الاتقان فی علوم القرآن ۔جلال الدین عبدالرحمن بن كمال الدین ابی بكر السیوطی تحقیق: محمد ابو الفضل ابراهیم القاهره . مطبعه المصطفی البابی الحلبی، ب .ت

(۲۸) اعذب المناهل فی حدیث من قال انا عالم فهو جاهل

الحاوی للفتاوی میں موجود ہے

(۲۹) الاقتراح فی علم اصول النحو تحقیق احمدمحمد قاسم، القاهره مطبعة السعادة ۱۹۷۶ء

(۳۰) الاتقان فی علوم القرآن . دهلی مطبع احمدی ۱۲۸۰ھ

(۳۱) الأشباه والنظائر فی الفروع . القاهره دار احیاء كتب العربية ۱۳۹۵ھ

(۳۲) الاشباه والنظائر . تحقیق عبد الرؤف سعد القاهره، مكتبة الكلیات الازهریه . ۱۳۹۵ھ

(۳۳) الأشباه والنظائر فی النحو ۔ حیدر آباد دکن
مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانیہ ۔ ۱۳۵۹ھ
(۳۴) ألفیة السیوطی فی علم الحدیث تحقیق احمد محمد شاکر بیروت، المکتبة العلمیہ ب۔ت
(۳۵) ألویة النصر فی خصیصی بالقصر
یہ الحاوی للفتاوی میں شائع کیا گیا ہے
(۳۶) فرج اللبیب فی خصائص الحبیب تحقیق عباس احمد صقر
المدینہ دار المدینة ۱۹۹۶، ۱۹۹۲
(۳۷) بذل المجهود فی خزانة محمود رسالہ المجمع العلمی عمی محزء
(۳۸) بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة
مصر ۔ مطبعة السعادة ، ۱۳۲۶ھ
(۳۹) بغیة الوعاة فی طبقات اللغوین والنحاة
تحقیق محمد ابو الفضل ابراهیم مصر عیسی البابی الحلبی ۱۳۸۴ھ
(۴۰) تاریخ الخلفاء تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید
القاهرة عیسی البابی الحلبی ۱۳۵۲ء
(۴۱) تاریخ الخلفاء ۔ تحقیق ۔ محمد محی الدین عبد الحمید
کراچی ۔ نور محمد کارخانہ تجارت کتب ۱۳۹۷ھ
(۴۲) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی
مصر ۔ المطبعة الخیریة ۱۳۰۷ھ
(۴۳) تعریف الفئة فی أجوبة الأسئلة المئة،

یہ رسالہ الحاوی الفتاوی میں موجود ہے

(۴۴) التحقیقات علی الموضوعات مصر. المطبعة الادبية. ۱۳۱۷ھ

(۴۵) تفسير الجلالين. القاهرة، دار الشعب ، ۱۳۷۰ھ

(۴۶) تفسير الجلالين: بكتاب لباب النقول في اسباب النزول

بيروت ، دار الفكر . ب . ت

(۴۷) تفسير الجلالين مع الكمالين وترالالين. لكهنو ، نو لكشور، ۱۳۱۷ھ

(۴۸) تناسق الدرر في ترتيب السور بيروت. دارالكتب العلمية ۱۴۰۰ھ

(۴۹) تنوير الحوالك في امكان رؤية النبي والملك الحاوی میں موجود ہے

(۵۰) تنوير الحنك القاهرة مكتبه مصطفى البابي (ب ت)

(۵۱) التهنية بالفضائل العلمية والمناقب الدينية یہ رسالہ الحاوی للفتاوی میں موجود ہے

(۵۲) جمع الجوامع في الحديث القاهرة، مجمع البحوث الاسلامية، ۱۳۹۰ھ

(۵۳) جمع الجوامع في الحديث القاهرة، الهيئة المصرية العامة للكتاب ۱۹۷۸ء

(۵۴) جهد القريحة في تجريد النصيحة مختصر أهل الإيمان لابن تيمية بھی شائع کی گئی۔

(۵۵) الحاوي للفتاوي . القاهرة، ادارة الطباعة المنيرية ۱۳۵۱ھ

(۵۶) حسن المحاضرة في اخبار مصر و القاهرة مصر المطبعة الوهبية . ۱۲۹۹ھ

(۵۷) حسن المحاضرة في اخبار مصر والقاهرة تحقيق : محمد ابو الفضل ابراهيم القاهرة، دار احياء الكتب العربية . ۱۳۸۷ھ

(۵۸) حسن المحاضرة، تحقيق خليل منصور، بيروت، دار الكتب العلمية ۱۴۱۸/۱۹۹۷.

(۵۹) خصائص الكبرى حيدر آباد الدكن. مطبعة دائرة المعارف النظاميه ۱۳۲۰ھ

(٦٠) الدر المنثور في التفسير بالمأثور مصر المطبعة الميمنية ١٣١٤ھ

(٦١) الدر النثير في تلخيص نهاية ابن الأثير، مصر، مطبعة الميمنية ١٣٢٢ھ

(٦٢) الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة بهامش الفتاوى الحديثة لابن حجر الهيثمي القاهرة ١٣٢٩ھ

(٦٣) ذيل طبقات الحفاظ للذهبي، دمشق، مطبعة التوفيق ١٣٤٧ھ

(٦٤) صون المنطق والكلام عن فن المنطق والكلام، تحقيق: علي سامي النشار، القاهره، مطبعة السعادة ١٣٦٦ھ

(٦٥) طبقات الحفاظ، بيروت، دار الكتب العلمية ١٩٨١/١٤٩٢

(٦٦) القول المشرف في تحريم الاشتغال بالمنطق یہ رسالہ الحاوی میں موجود ہے

(٦٧) كتاب الإعلام بحكم عيسى عليه السلام یہ رسالہ الحاوی میں موجود ہے

(٦٨) عقود الجمان في علم المعاني والبيان، القاهره، مصطفى البابي ١٩٣٩ھ

(٦٩) مفحمات الأقران في مبهمات القرآن، مصر، احمد البابي ١٣٠٩ھ

(٧٠) المهذب فيما وقع في القرآن من المعرب، الرباط، إحياء التراث الإسلامي المشتركة بين المملكة المغربية والإمارات المتحدة العربية ١٩٧٠ھ

(٧١) لباب النقول في أسباب النزول، بيروت، دار إحياء العلوم ١٩٧٨ھ

(٧٢) كتاب التحدث بنعمة الله، تحقيق: اليزابت ماري سارتن، القاهره، المطبعة العربية الحديثة ١٩٧٢ء

(٧٣) اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة ج: ٢ مصر، المكتبة التجارية الكبرى ١٩٦٢ء

---

(٧٤) المزهر في علوم اللغة وأنواعها، تحقيق محمد احمد جاد المولى بك

وغیرہ. ط : ۳ القاهرہ . عیسی البابی الحلبی، ب .ت

(۷۵) مسالك الحنفاء في والدی المصطفیٰ . ط : ۲

(۷۶) مقامات السیوطی – الأستانہ، مطبعة الجوائب . ۱۲۹۸ھ

(۷۷) نظم العقیان فی اعیان الاعیان. نیویارك . مطبعة السوریة الامریکیہ . ۱۹۲۸ء

(۷۸) همع الهوامع شرح جمع الجوامع . تحقیق : عبدالسلام محمد هارون عبدالعال سالم مکرم . الکویت . دار البحوث العلمیة ۱۹۷۵ء/۱۹۷۹ء

(۷۹) ذیل الطبقات. عبدالوهاب بن احمد الصاوی الشعرانی .القاهرہ، مطبعة السلفیہ ۱۳۶۶ھ

(۸۰) لطائف المنن والاخلاق في بيان وجوب التحدث بنعمة الله على الاطلاق مصر . ۱۳۱۱ھ

(۸۱) لواقح الانوار القدسية في بيان العهود المحمدية .القاهرہ مطبعة مصطفی البابی الحلبی . ۱۹۶۱ء

(۸۲) لواقح الانوار القدسية في بيان العهود المحمدية مصر ۱۳۸۱ھ

(۸۳) المتوکلی فیما ورد في القرآن باللغة الحبشية والفارسية والترکیة والنبطیة والعبرانیة والرومیة .مصر .مطبعة عثمان عبدالرزاق، ۱۳۰۶/۱۸۸۸ء

(۸۴) المیزان الشعرانیہ المدخلة لجمیع اقوال الائمة المجتهدین و تعلیمهم و مقلدیهم في الشريعة المحمدية القاهرة . المطبعة الميمنية . ۱۳۰۶ھ

(۸۵) محمد علی یمنی صنعانی .الشوکانی .

(۸۶) البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن التاسع قاهرہ . مطبعة السعادة .

۱۳۴۸ھ

(٨٧) فتح القدير الجامع بين فنی الرواية والدراية فی علوم التفسير
مصر . مطبعة المصطفیٰ البابی الحلبی ١٣٤٩ھ
(٨٨) الكنكة البديعات علی الموضوعات. مصر ، المطبعة الادبية ١٣١٧ھ
(٨٩) نيل الاوطار شرح المنتقی الاخبار القاهره . مطبعة مصطفی البابی الحلبی
(٩٠) عقود الجواهر في تراجم من لهم خمسون تصنيفات فماة فاكثر ،
جميل بك العظم. بيروت المطبعة الاهلية . ١٣١٦ھ
(٩١) الخطط التوفيقية الجديدة لمصر القاهر ومدنها و بلادها القديمة
والشهيرة . علی مبارك. مصر ، مطبع بولاق، ١٣٠٦ھ
(٩٢) النور السافر عن اخبار القرن العاشر، عبدالقادر العيدروسی ،
بغداد، مطبعة الفرات. ١٣٥٣ھ
(٩٣) الكواكب السائره فی اعيان المئة العاشرة. نجم الدين محمد الغزی ،
بيروت . المطبعة الامريكانية، ١٩٤٥ء
(٩٤) فهرس الخزانة التيمورية مصر مطبعة دار الكتب المصرية، ١٣٦٧ھ
(٩٥) فهرس المكتبة الازهرية، مصر. مطبعة الازهرية ١٣٧١ھ
(٩٦) مرقاة المفاتيح لمشكاة المصابيح . ملا علی قاری
مصر . المطبعة الميمنية ١٣٠٩ھ
(٩٧) التنبية والايقاظ فی ذيول تذكرة الحفاظ . احمد رافع حسينی
قاسمی دمشق ١٣٤٨ھ
(٩٨) فهرس الفهارس والاثبات و معجم المعاجم والمشيخات
والمسلسلات . فاس . الكتنی . عبدالحی المطبعة الجديدة . ١٣٤٦ھ
(٩٩) فهرس الفهارس ،تحقيق احسان عباس ، بيروت، دار الغرب الاسلامی

۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

(۱۰۰) فیض الباری علی صحیح البخاری۔ لانورشاہ الکشمیری۔ القاهره . مطبعة حجازی ۱۳۵۷ھ

(۱۰۱) تبصرة الراشد برد تبصرے الناقد۔ تالیف: عبدالحی فرنگی محلی الملکنوی۔ لکھنو، انوار محمدی ۱۳۰۱ھ

(۱۰۲) التعلیق الممجد علی موطا محمد کراچی، نور محمد اصح المطابع ، ۱۹۶۳ء

(۱۰۳) الفوائد البهية مع التعليقات السنية مطبع چشمه فيض ، ۱۳۰۴ھ

(۱۰۴) کنز العمال فی الاقوال والافعال علی المتقی علی ط ۵ بیروت مؤسسة الرسالة ۱۴۰۱ھ

(۱۰۵) منتخب كنز العمال علی هامش مسند احمد بن حنبل مصر ۔ مطبعة الميمنية ۱۳۱۳ھ

(۱۰۶) خلاصة الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر . محمد امین فضل الله مصر المطبعة الوهبية ۱۲۸۴ھ

(۱۰۷) فیض القدیر شرح جامع الصغیر۔ عبدالرؤف المناوی . القاهره ۱۹۳۸ء

(۱۰۸) الفتح الكبير فی ضم الزيادة إلی الجامع الصغير . يوسف النبهانی القاهره . ۱۳۲۰ھ

۴۔ نصیحۃ المسلمین (عربی) (مطبوعہ)

۵۔ مقدمۃ قول متین ترجمہ حصن حصین (مطبوعہ)

۶۔ چہل حدیث شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (مطبوعہ)

۷۔ الاتقان فی علوم القرآن کے اردو ترجمہ پر نظر ثانی اور مقدمہ (مطبوعہ)

۸۔ مقدمہ مسند ابوداؤد الطیالسی

(ج) ترجمہ: عجالہ نافعہ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا اردو ترجمہ و شرح "فوائد جامعہ" (مطبوعہ)

اس کے علاوہ ہندوپاک کے مشہور و معروف رسائل میں ۱۹۵۶ء سے تحقیقی مقالات شائع ہو رہے ہیں۔

۱۔ تذکرہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (مطبوعہ)

۲۔ زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ علی متقی و شیخ عبدالوہاب متقی اور ان صوفیہ کا تذکرہ جن سے شیخ محدث کی اثناء قیام حرمین شریفین میں ملاقات ہوتی رہی، اس کتاب کا اردو ترجمہ اور حواشی مع مفید معلومات کا اضافہ (مطبوعہ)

زیر طبع کتابیں:

۳۔ تحصیل التعرف فی الفقہ والتصوف۔ تالیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے حصہ فقہ کے متن کی تصحیح و تحشیہ۔ (عربی)

۴۔ تذکرۃ الحفاظ المستخرج من الانساب للسمعانی۔ تالیف المیرزا محمد رستم البدخشی الخاطب معتمد خان۔ متن کی تصحیح و تعلیقات (عربی)

۵۔ ضیاء القلوب الشیخ امداد اللہ التھانویؒ ثم المکی کتاب ہذا کے عربی متن پر حاشیہ اور ان کے سلاسل مشائخ چشتیہ، قادریہ سہروردیہ وغیرہ کا تذکرہ ہے جس کا نام "الاعلام لمن ورد فی سلاسل الشیخ امداد اللہ التھانوی المکی من المشائخ الاعلام" ہے

۶۔ امام محمد شیبانیؒ کی مشہور زمانہ کتاب الآثار امام اعظم ابوحنیفہؒ و موطا امام مالک "حقائق اور ازالہ شکوک و شبہات"

۷۔ تمہید فی السلفیہ از مولانا سید بدرالدین حسن رشید اللہ شاہ راشدی